برمودا تکون اور دجّال

تالیف
مولانا عاصم عمر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کتاب کا نام .... برمودا تکون اور دجال

ازقلم .... مولانا عاصم عمر

ناشر .... الہجرہ پبلیکیشن کراچی

طبع اوّل .... اپریل 2009ء

تعداد 2000

ملنے کے پتے

- اسلامی کتب خانہ نزد جامعہ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن۔ کراچی فون: 021-4927159
- مکتبہ فاروقیہ نزد جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی، کراچی۔فون: 021-4594114
- ادارۃ الانور، دوکان نمبر 2، بنوری ٹاؤن، کراچی۔فون: 021-4914596 موبائل: 0332-2204487
- مکتبہ انعامیہ، دوکان نمبر 24، قاسم سینٹر، اردو بازار، کراچی۔فون: 021-2216814 موبائل: 0345-2151205
- سید عامر علی (لاہور) فون: 0321-4839030
- کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی، فون: 051-5771798
- اسلامی کتاب گھر خیابان سرسید راولپنڈی فون: 051-4847585
- قاری طلحہ محمود ہمدانی ملت ٹاؤن فیصل آباد فون: 0321-6633744
- عثمان دینی کتب خانہ نزد مدنی مسجد مانسہرہ
- حافظ کتب خانہ نزد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
- لاثانی اسٹیشنرز کالج روڈ کیہال ایبٹ آباد۔فون: 0334-5571296
- مدرسہ تعلیم القرآن باغ آزاد کشمیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برمودا تکون اور دجّال

تالیف

مولانا عاصم عمر

ناشر

الھجرہ پبلیکیشن کراچی

alhijrahpublication@yahoo.com

موبائل: 0312-2117879

فہرست

تیسرا حصہ

دوسرا باب

حصہ سوم

حصہ چہارم

انتساب

ان اسیروں کے نام جنھوں نے دجالی قوتوں کے سامنے سر جھکانے سے انکار کردیا اور مشرق سے مغرب تک، شمال سے جنوب تک کفر کے تمام زندانوں کو آباد کیا اور آنکھوں دیکھی آگ کا انتخاب کرکے، اللہ کی جنتوں کے حقدار بن گئے،۔اور وہ ہم سب کی دھڑکنوں کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔

ان ماؤں کے نام جنھوں نے محمد عربی ﷺ کا دین بچانے کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اللہ کے راستے میں پیش کردیا۔

ان بہنوں کے نام جنکے سہاگوں سے زندانوں میں تکبیر کی صدائیں گونجیں۔

شہداء کے ان بچوں کے نام جنھوں نے امت کے بچوں کی خاطر اپنے ''ابو'' کی جدائی برداشت کرکے خود ''یتیمی'' کو گلے لگالیا۔

تقریظ

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لے کر قیامت تک جو سب سے بڑا فتنہ ہے وہ دجال کا فتنہ ہے اس فتنہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو وقتاً فوقتاً آگاہ کرتے رہتے تھے۔ اس سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرتے ہوئے اس پر فتنہ دور میں مولانا عاصم عمر کی یہ کتاب "برمودا تکون اور دجال" دجال اور اسکے فتنوں سے آگاہی اور اس سے بچنے کے لیے بہتر کوشش ہوگی۔ اس کے مطالعہ سے غفلت کی زندگی گزارنے والے مسلم معاشرہ کو بیداری حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس محنت کو قبول فرمائے اور امت کو اہل اللہ کے ساتھ تعلق بنا کر دجال، اسکے فتنوں سے بچنے اور ذکر تقویٰ کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

حضرت الشیخ علی احمد
نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

مطالعے سے پہلے...... چند باتیں

برمودا تکون کے بارے میں لکھنے کا مقصد آپ کی معلومات میں اضافہ کرنا نہیں ہے بلکہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم پر عمل کرنا ہے جو آپ نے اپنے صحابہ کو فتنوں کے بارے میں دی۔ وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بارے میں بہت فکر مند رہتے تھے اور انکو تمام فتنوں سے بار بار آگاہ فرماتے تھے۔ نہ صرف آگاہ فرماتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں یہودیوں کی بستی میں جب ایک یہودی کے ہاں ایسے لڑکے کا پتہ چلا جس میں دجال کی نشانیاں پائی جاتی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کے ہمراہ خود وہاں تشریف لے گئے اور چھپ کر اسکی حقیقت جاننے کی کوشش کرتے رہے۔ اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ کو اطلاع ملی کہ یمن میں ٹڈیاں ختم ہوگئی ہیں تو آپ پریشان ہوگئے اور اس کی تحقیق کرائی۔ کیونکہ ٹڈیوں کا ختم ہو جانا علاماتِ قیامت میں سے ہے۔

برمودا تکون شیطانی سمندر اور اڑن طشتریوں کے بارے میں انگریزی زبان میں بہت کچھ لکھا جاتا رہا ہے۔ لیکن یہ تمام تحریریں یا تو محض واقعات بیان کرتی ہیں یا زیادہ سے زیادہ سائنٹفک انداز میں اس موضوع پر بحث کرتی ہیں۔ مسلم محققین میں محمد عیسیٰ داؤد مصری نے برمودا اور اڑن طشتریوں پر گہری تحقیق کی ہے اور اس مسئلے کو احادیث کی روشنی میں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ جہاں تک راقم کا اس موضوع پر لکھنے کا تعلق ہے راقم کی مثال ایک دکاندار کی سی ہے جو اپنا سودا بیچنے کے لیے گاہک کو طرح طرح سے قائل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اپنا یہ سودا ''دردِ امت'' ہے۔ اس درد کو اپنے مسلمانوں بھائی بہنوں کو دینے کے لئے اپنی ''کج فہم'' میں جو طریقہ آتا ہے اسکو اختیار کر لیتا ہے۔ ورنہ کیا برمودا تکون والا اور کیا اڑن طشتریوں والا۔ ایک ننھی سی جان اللہ نے دی ہے اسی کی امانت ہے۔ جب چاہے لے لے۔ ہر ایک کو اپنا

جواب اپنے مالک کے سامنے دینا ہے۔

یہ درد اس وقت اور بڑھ جاتا ہے جب پڑھے لکھے سمجھدار لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ فوج در فوج فکری گمراہی کی طرف دوڑے چلے جاتے ہیں۔ نہ حالات کو قرآن کی نظر سے دیکھتے ہیں نہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں موجودہ وقت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انکے تجزیے، تبصرے اور مستقبل کی پیشن گوئیاں سن کر کبھی ہنسی آتی ہے اور کبھی رونا۔ اس طرح وہ حق و باطل کے معاملات میں اپنی زبان و عمل سے دجال کے لشکر کے معاون بن رہے ہیں اور امام مہدی کے مجاہدین کی دل آزاری کا سبب بن رہے ہیں۔

کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب کے تین حصے ہیں۔ شیطانی سمندر۔ برمودا تکون۔ اڑن طشتریاں۔ دوسرے باب میں فتنوں سے متعلق احادیث ہیں۔ اس کتاب میں ان احادیث کو بیان نہیں کیا گیا ہے جنکو راقم نے اپنی کتاب ''تیسری جنگِ عظیم اور دجال'' میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ امام مہدی اور دجال کے بارے میں اگر مزید تفصیل درکار ہو تو راقم کی مذکورہ کتاب میں دیکھی جاسکتی ہے۔ جہاں تک اس بحث کا تعلق ہے کہ دجال برمودا تکون میں ہے یا شیطانی سمندر میں؟ اڑن طشتری کا مالک وہی ہے یا کوئی اور؟ اس طرح کی تمام بحثوں میں راقم کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ محققین کی مختلف آراء کو محض نقل کردیا جائے۔ چونکہ دجال کے بارے میں قطعی علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے لہٰذا بندہ کو ان میں سے کسی بھی رائے پر اصرار نہیں ہے۔ البتہ کسی رائے کی تائید اگر کسی حدیث سے ہوتی ہے تو اس حدیث کو بیان کردیا ہے۔ یہی معاملہ اڑن طشتریوں کے حوالے سے ہے۔

چنانچہ کتاب میں بیان کیے گئے محققین کے نظریات و خیالات کے مقابلے میں کسی بھائی کے پاس قرآن و حدیث سے دلائل موجود ہوں تو وہ قابلِ ترجیح ہیں۔ بندہ کا اصل مقصد لوگوں کو اس خطرے کی نوعیت کا احساس دلانا ہے جو انکے گھروں کی دہلیز تک پہنچ چکا ہے اور دروازے جھنجوڑ کر پوچھ رہا ہے کہ اس حق و باطل کی جنگ میں تم کس کے ساتھ ہو؟ دجال اڑن طشتری پر آئے یا حقیقی گدھے پر، وہ شیطانی سمندر میں ہو یا اصفہان میں، ڈک چینی اس سے ملا ہو یا کوئی اور اس پر ہمیں کوئی اصرار نہیں۔ لیکن وہ سب برحق ہے جو میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے دجال اور اسکی قوت کے بارے میں بیان فرمایا۔اور اس سے بچنا،اس سے بغاوت کرنا،اسکے منھ پہ تھوکنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔سو اسی فرض کی یاددہانی کے لئے جو کچھ بن سکا وہ آپکی خدمت میں پیش ہے۔

کچھ دوستوں نے راقم کی کتاب ''تیسری جنگ عظیم اور دجال'' کے بارے میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ کتاب میں ڈرایا بہت گیا ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہی ہے تاکہ امت اس فتنے سے غافل نہ ہوجائے۔دجال کا بیان سن کر صحابہ اتنا ڈرتے تھے کہ آنسوؤں سے رونے لگتے تھے۔چنانچہ یہ بیان ہی ایسا ہے کہ اس کو پڑھ کو ڈرنا ہی چاہئے۔یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ کو اپنے ایمان کی فکر ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ راقم کا مقصد صرف ڈرانا نہیں بلکہ خبردار کرنا ہے۔تاکہ اس فتنے سے بچنے کی تیاری کی جائے۔ڈرنا اس معنیٰ میں نہیں چاہئے کہ مایوس ہوجائیں۔اس مایوسی سے نکالنے کے لئے راقم جہاد اور مجاہدین کی کامیابیوں کے تازہ حالات بھی لکھتا ہے تاکہ مسلمانوں کو دجالی قوت کے ساتھ ساتھ یہ بھی پتہ رہے کہ اتنا کچھ ہوتے ہوئے بھی میدان میں صورتِ حال کیا ہے۔اور کامیابیاں کس کے قدم چوم رہی ہیں۔چنانچہ دجال کے فتنے اور اسکے اتحادیوں کی قوت کے بارے میں جانئے اور جہاد کے میدانوں سے آنے والی خبریں (مجاہدین کی زبانی نہ کہ میڈیا کی) بھی سنئے اور اپنے سچے اللہ کا شکرادا کیجئے کہ وہ کس کسمپرسی کے عالم میں امام مہدی کے لشکر کو مضبوط کر رہا ہے۔

یہ یاد رکھئے کہ اگر فتنوں سے بچنے کے لئے فوری احتیاطی تدابیر نہیں کی گئیں تو ایمان بچانا مشکل ہوجائے گا۔امام مہدی اور دجال کے بارے میں احادیث کا مطالعہ کرکے آپ کو یہ احساس ہوجائے گا کہ جس دور سے ہم گزر رہے ہیں یہ بہت اہم وقت ہے۔چنانچہ اہم وقت میں اہم فیصلے کرکے ہی ہم خود کو اپنے گھربار،مساجد و مدارس اور اپنے علاقوں کو بچا سکتے ہیں۔

کتاب پڑھنے کے بعد جتنے زیادہ افراد تک یہ پیغام پہنچا سکتے ہیں ضرور پہنچایئے۔ لوگوں کو احادیث کی روشنی میں حالات کو سمجھنے کی دعوت دیجئے۔گھروں میں خواتین اپنے بچوں کو دجال اور اسکے فتنوں کے بارے میں بتائیں۔کتاب کی تیاری میں جن کتب سے استفادہ

کیا ہے انکے حوالے آخر میں دے گئے ہیں۔ محض دوستوں اور بزرگوں کی دعاؤں کے سہارے ہی یہ کتاب آپکے سامنے ہے۔ دنیا کے ہنگاموں میں زیادہ وقت نہیں مل سکا۔ سو کتاب میں جو غلطی نظر آئے وہ راقم کی کم علمی سمجھئے گا۔ بہت سے دوستوں نے کتاب کی تیاری میں تعاون کیا ہے۔ بلکہ بعض نے تو زبردستی ہی یہ کتاب لکھوائی ہے۔ اللہ تعالیٰ انکے دلوں میں اپنی ملاقات کا شوق پیدا فرمادیں۔ اپنی خصوصی دعاؤں میں دجالی قوتوں کے خلاف لڑنے والوں کو ضرور یاد رکھا کیجئے۔ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے لئے بددعائیں کیجئے۔ کہ اللہ انکی سازشوں کو ہی انکی تباہی کا سامان بنادیں۔

اس گنہگار کو بھی اپنی دعاؤں کا حصہ بنالیجئے۔ اپنی بے ہنگم زندگی کی یہ کشتی حالات کی موجوں پر ہچکولے کھارہی ہے۔ دعا کیجئے کوئی موج آ کر اس ڈولتی کشتی کو بھی منزل پہ پہنچادے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کوشش کو محض اپنی رضا کے لئے قبول فرمالیں اور امتِ مسلمہ کے لئے اسکو نفع کا ذریعہ بنادیں۔ (آمین)

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

حق وباطل کی صفیں بہت تیزی کے ساتھ الگ الگ ہوتی چلی جارہی ہیں۔ بہت سی شخصیات اور جماعتیں علی الاعلان باطل کے لشکر کے ساتھ اپنا مستقبل وابستہ کربیٹھی ہیں۔ پرانے اتحاد بھی مزید مضبوط ہوئے ہیں۔کل تک جو زبانیں خاموش تھیں اب انکے لب بھی کسی نہ کسی کے حق یا مخالفت میں ہلنا شروع ہوگئے ہیں۔

کچھ ایسے بھی ہیں جو براہ راست تو نہیں البتہ بالواسطہ انکی زبان، قلم اور کوششیں دجال کے لشکر کو مضبوط کرنے میں صرف ہورہی ہیں۔اگرچہ انکا نفس اس بات کو تسلیم نہیں کرنے دے رہا کہ وہ دجال کو مضبوط کررہے ہیں۔

جولوگ کھل کر دجالی قوتوں کے سامنے جھک جانے کی امت مسلمہ کو تلقین کررہے ہیں۔وہ ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔انکا نفاق (بلکہ کفر) انکی لمبی زبانوں سے اس طرح ٹپک رہا ہے جیسے پیپ بھرے زخم سے پیپ ٹپک رہی ہوتی ہے۔اسلامی نظام کے مقابلے کفریہ نظام کی محبت،کلمہ گو مسلمانوں سے زیادہ ہندوؤں اور یہودیوں سے ہمدردی، بھارت کے برہمن اور امریکہ کے یہود کے درد میں گھلے جانا اور اسلام پر جانیں لٹانے والوں کے خلاف زہر آلود تیر ونشتر انکی کمین گاہوں سے برسائے جارہے ہیں۔

یہ طبقہ اپنے آپ کو دجال کی صفوں میں کھڑا کرچکا ہے۔مسلمانوں جیسے نام صرف اس لئے رکھے ہیں کہ یہ پاکستان جیسے ملک میں رہ رہے ہیں۔اگرچہ اسکے لئے بھی انکی دلی خواہش یہ ہے کہ پاکستان کے وجود کو ختم کرکے اس خطے کو بھی برہمن کی غلامی میں دیدیں،انکے علاوہ جولوگ ابھی

تک جمہوری نظام یا حکومتوں کے آنے جانے کے چکر میں پھنسے ہیں انھیں بھی اب رک کر سوچنا چاہئے کہ اس نظام کے دھاگے کون ہلا رہا ہے؟ کس کے اشارے پر حکومتیں بنتی اور بگڑتی ہیں۔ کس کے کہنے پر تمام دنیا کا میڈیا، خواہ عالمی ہو یا ملکی، الیکشن سے پہلے اسی جماعت اور فرد کی حمایت شروع کر دیتا ہے جسکو "خفیہ قوت" جتانا چاہتی ہے۔

ہم بھی کتنے بھولے ہیں۔ ایک جانب دنیا کو عالمی گاؤں (Global Village) تسلیم کرتے ہیں۔ اور دوسری جانب پاکستان یا دیگر مسلم ممالک کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ الیکشن میں جیتنے والا عوامی مینڈیٹ لے کر آیا ہے۔ یہ عوامی مینڈیٹ نہیں ہوتا یہ سب دجال کی دجالی میڈیا کا فریب ہوتا ہے۔

ہمیں اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ اس عالمی گاؤں میں پاکستان دجال کیلئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ پاکستان کو قبضے میں رکھنے کے لئے اسکے تمام ادارے، خصوصاً آئی ایم ایف، ورلڈ بینک اور فری میسن کی تمام تر توجہ اس بات پر لگی ہوئی ہے کہ پاکستان اس اتحاد میں موجود رہے تاکہ اس خطے میں موجود دجال مخالف لشکر سے لڑنے میں آسانی ہو اور امام مہدی کی حمایت کے لئے جانے والے لشکر کو یہیں ختم کیا جاسکے۔

دجال کے نزدیک پاکستان کی اہمیت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ صوبہ سرحد وقبائل دجال کے بڑے اتحادی بھارت کو شکست دے کر اسکو فتح کرینگے۔ چنانچہ افغانستان، سرحد و قبائل میں کسی بھی ایسے لشکر کا مضبوط ہونا دجالی قوتوں کی موت کا سامان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں موجود دجال کے پیروکاروں کی کوشش ہے کہ پاکستانی فوج ہر قیمت پر قبائل کو مٹانے کی ناکام کوششوں میں لگی رہے۔

جہاں تک مسلم ممالک کے حکمران طبقے کا تعلق ہے دجال ان سے مطمئن ہوگا کیونکہ حکومتی سطح پے سب اسکے منصوبے کے مطابق چل رہا ہے۔ جس ملک میں بھی کوئی اسلامی تحریک اٹھ رہی ہے اسکو دبانے کے لئے حکمران طبقہ اسکی خواہشات کے مطابق کام کر رہا ہے۔ ان ممالک کی داخلہ پالیسی، خارجہ پالیسی، معاشی واقتصادی پالیسیاں سب اسکی مرضی کے مطابق چل رہی ہیں۔ کسی بھی مسئلے میں اس کو مزاحمت کا سامنا نہیں ہے۔ خصوصاً پینے کے پانی کے حوالے سے یہ تمام ممالک دجال کی اس پالیسی پر عمل پیرا ہیں جو مسلمانوں کو پانی کے ایک ایک قطرے کا محتاج بنانا چاہتا

ہے۔ اسکے لئے اس نے مختلف کافر ملکوں سے ڈیم بنوا کر مسلم ممالک کے دریاؤں کو ابھی سے خشک کرانا شروع کر دیا ہے۔ ایسا اس نے صرف پاکستان کیساتھ ہی نہیں کیا بلکہ شام، عراق، لبنان اردن، فلسطین اور مصر کے دریاؤں کو خشک کرنے کے منصوبے مکمل کرا چکا ہے۔ ان مسلم ممالک کے حکمرانوں نے اپنی عوام کو دجال کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ آئی ایم ایف کے ہوتے ہوئے اس بات کے آثار کم نظر آتے ہیں کہ آئندہ بھی کوئی مزاحمت حکمران طبقے کی جانب سے سامنے آئے۔

البتہ دجال کے منصوبوں میں مسلم ممالک کی عوام مزاحم ہے۔ خصوصاً افغانستان کے اندر طالبان، عراق میں مجاہدین اور پاکستان کے قبائل اللہ کی مدد سے دجالی منصوبوں کو خاک میں ملا رہے ہیں۔ پاکستان کے مسلمانوں اور پاکستان سے محبت کے دعوے داروں کو احساس نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرحد و قبائل میں اسلامی قوتوں کو یوں ہی مضبوط نہیں فرمادیا بلکہ انکو بیک وقت کئی دجالی منصوبوں کو روکنے کے لئے کھڑا کیا ہے۔

یہ مغرب میں افغانستان میں موجود دجالی لشکر کی تباہی کا سامان ہیں۔ مشرق میں دجال کے بڑے اتحادی بھارت کی ابھرتی امیدوں کو نامراد کر کے نہ صرف پاکستان کی حفاظت کرنے والے ہیں بلکہ اس خطرے سے ہمیشہ کے لئے پاکستان کو نجات دلانے والے ہیں۔

ایک بہت بڑی دجالی سازش پاکستان کے شمال میں پنپ رہی ہے جسکی طرف لوگوں کا دھیان نہیں۔ یہ سازش دجال کے اصفہانی یہودی آغا خان نے عالمی اداروں کے ساتھ مل کر تیار کی ہے، یہ سازش آغا خان اسٹیٹ بنانے کی ہے، جسکی سرحدیں پاکستان کے شمالی علاقہ جات سے شروع ہوکر، افغانستان کے صوبہ کنڑ اور نورستان کو لیتی ہوئی تاجکستان تک جاتی ہیں۔ کنڑ اور نورستان میں امریکہ نے خود اپنی فوج رکھی ہوئی ہے۔ اور سال 2007 اور 2008 ان علاقوں میں امریکیوں کے لئے بڑا تباہ کن گذرا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باجوڑ آپریشن کے لئے سابق صدر بش نے پاکستان کو خصوصی احکامات دئے اور باجوڑ کی پولیٹیکل انتظامیہ کی مخالفت کے باوجود یہ آپریشن کیا گیا۔

افغانستان، سرحد و قبائل کی اہمیت دجال اچھی طرح سمجھتا ہے۔ چنانچہ جب آپ اسکے اتحادیوں کی زبانوں سے سرحد و قبائل کے بارے میں یہ بات سنتے ہیں کہ یہاں موجود اسلامی قوتیں خطے کے استحکام کے لئے خطرہ ہیں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ ان قوتوں کے ہوتے ہوئے دجالی خوابوں کو تعبیر نہیں مل سکتی۔ ان اسلامی قوتوں کو شکست دئے بغیر نہ امام مہدی کے لشکر کو روکا جا سکتا

ہے، نہ آغا خان اسٹیٹ قائم ہوسکتی ہے اور نہ ہی بھارت کو شکست سے بچایا جا سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں موجود پاکستان کے دشمن صوبہ سرحد اور قبائل کے بارے میں مستقل اپنی بدبودار زبان استعمال کر رہے ہیں اور اسکے عوض وہ اپنے بچوں کا مستقبل بھارت وامریکہ میں محفوظ بنانا چاہتے ہیں۔ کبھی وہ ان علاقوں کو پاکستان کے لئے خطرہ قرار دیتے ہیں اور کبھی ان علاقوں پر امریکی پرچم لہراتا ہوا دکھاتے ہیں۔ انکو معلوم ہونا چاہئے کہ صوبہ سرحد اور قبائل کو اللہ نے پیدا ہی برصغیر کے مظلوم مسلمانوں کی دادرسی اور حفاظت کے لئے کیا ہے۔ اس پر تاریخ شاہد ہے۔ اور اب مستقبل قریب میں اللہ تعالیٰ برصغیر کے مسلمانوں کے لئے قومِ افغان سے جو کام لینے والے ہیں اسکی بھنک سے ہی ان منافقین کے دل پھٹ جائیں گے۔

آنے والے طوفان کی پیشن گوئی تو سب ہی کر رہے ہیں لیکن افسوس احادیث کی روشنی میں اس سے بچنے کی تدبیر تلاش کرنے والے بہت کم ہیں۔ ایک خطرناک طوفان پاکستان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ جس طرح طوفانِ نوح سے بچنے کا واحد ذریعہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی تھی، اسی طرح صوبہ سرحد وقبائل برصغیر کے مسلمانوں کی کشتی ہے۔

سرحد وقبائل ایسی حقیقت ہے جو یہود وہنود دونوں ہی جانتے ہیں۔ اور انکی کتابوں میں یہ باتیں آج بھی موجود ہیں۔ لیکن پاکستان میں موجود منافقین جنھوں نے ہمیشہ مسلمانوں کے مقابلے بھارت کے ہندؤں کو ترجیح دی .... وہ اس بات کو سمجھ نہیں پائیں گے۔ وہ کل تک ..... روس کے استقبال کے لئے بے چین تھے ...... اور ..... آج شیاطین نے انکے دلوں میں یہ وسوسے ڈالدئے ہیں کہ ...... بس تھوڑا انتظار کرو ..... سرحد وقبائل میں امریکہ اور دریائے اٹک تک بھارت کے پرچم لہرانے والے ہیں۔ ان منافقین کی دیرینہ خواہش ہے کہ واہگہ کی لکیر کو ختم کر دیا جائے تاکہ بھارتی شراب وشباب کے لئے انھیں دہلی وممبئی نہ جانا پڑے۔

یہ صرف شیطانی وسوسہ ہے جسکو شیاطین نے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ قومیت کے طاغوت کی بنائی سرحدی لکیریں مٹانے کا وقت آ گیا ہے۔ اور صرف واہگہ ہی کیا ...... کشمیر کی خونی لکیر مٹانے کا وقت بھی آ ہی پہنچا لیکن ...... اس طرح نہیں جیسا منافقین سمجھ رہے ہیں کہ بھارتی فوج اسکو ختم کرے گی۔ یہ لکیر انہی پیروں تلے روندی جائیگی جہاں سے ہمیشہ روندی جاتی رہی ہے۔ اور اکھنڈ بھارت کے بجائے ایک نیا پاکستان وجود میں آئے گا، جہاں کے باسی دنیا میں

سر اٹھا کر جئیں گے۔۔ نہ اسکو بھارتی ٹیکنالوجی روک پائے گی اور نہ پاکستان میں موجود برہمن کے نمک خوار۔

یہ باتیں ان تجزیہ نگاروں کے لئے عجیب ہونگی جنھوں نے اس دور کے بارے میں احادیث کا مطالعہ نہیں کیا۔ اور انکے علم کی بنیاد دجالی میڈیا کی رپورٹوں، خبروں اور تبصروں پہ کھڑی ہوئی ہے۔ اگر ان حالات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں سمجھ کر پالیسی نہیں بنائی گئی تو دجال کے دجل وفریب کی بھینٹ چڑھ جائیں گے اور احساس تک نہ ہوگا۔ جو دانشور صرف ظاہری حالات اور مغربی میڈیا کی رپورٹیں پڑھ کر تجزیے کر رہے ہیں وہ لکیر ہی پیٹتے رہ جائیں گے۔

یہ بہت خاص وقت ہے۔ حق و باطل کے مابین جاری معرکہ انتہائی اہم مرحلے میں داخل ہو چکا ہے۔ ہر مسلمان اپنے دل کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہے کہ اسکے دل میں کس چیز کی محبت سب سے زیادہ ہے۔ ہر ایک کو اس بات کا علم ہے کہ وہ اپنے ایمان کو کتنا عزیز رکھتا ہے اور کس قیمت پر وہ اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتا ہے۔

ہر مسلمان اپنے بارے میں سوچے کہ وہ کس کے لشکر کا حصہ بننا چاہتا ہے۔ ایک طرف حق ہے اور دوسری طرف باطل۔ ایک طرف امریکہ دجال کی صف میں کھڑے ہونے کی دعوت دے رہا ہے اور دوسری جانب ''غرباء'' کی سرزمین اور جہاد کے میدانوں سے صدائیں آ رہی ہیں۔

علماء اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایسے حالات میں ان پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ جب آپ اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ یہ چودہ سو سالہ تاریخ کے نازک ترین حالات ہیں اور یہ خاص مرحلہ ہے جس میں امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہو چکی ہے تو پھر آپ خاص فیصلوں سے کیوں گھبرا رہے ہیں۔ جب حالات خاص ہیں تو فیصلے بھی خاص ہی کرنے ہونگے تب جا کر آپ خود کو اور اپنی قوم کو ان حالات سے نکال کر لے جا سکتے ہیں۔

ہر طبقے میں موجود پاکستان کا درد رکھنے والے، با اثر حضرات (مثلاً صحافی، کالم نگار، سینئر ریٹائرڈ فوجی افسران وغیرہ) کو گھروں سے نکلنا ہوگا اور حکومتوں کو مجبور کرنا ہوگا کہ گلے میں پڑے امریکی اتحاد کے پٹے کو اب اتار پھینکیں ورنہ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اسی پٹے کے ساتھ اٹھایا جائے۔ نیز پاکستان کے تمام مسلمانوں کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ اگر امام مہدی کا ظہور ہو گیا تو کیا یہ حکومتیں اس وقت بھی امریکہ کے اس اتحاد ہی میں لڑتی رہیں گی؟

مشرف کی مسلط کی ہوئی اس پالیسی سے نجات میں ہی پاکستان کا مفاد ہے اسی میں آخرت کی بھلائی ہے۔ یہ تمام دجالی قوتیں پاکستان کے مسلمانوں کی دشمن ہیں اور ہر حال میں انکا وجود مٹانا چاہتی ہیں۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے معمول کے معمولات پر کوئی فرق نہ پڑے اور آپ سرخرو بھی ہو جائیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ خاص حالات سے نمٹنے کے لئے خاص فیصلوں اور خاص اقدامات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ اہم فیصلے کرنے کا وقت ہے۔ اگر حکمران پاکستان کو بیچنے پر متفق ہوگئے ہیں تو کیا آپ جیتے جی برہمن کی غلامی میں جینا گوارا کرینگے؟

جہاں تک پاکستان میں موجود بعض دردمند لوگوں کا تعلق ہے وہ اپنی سمجھ کے مطابق اس سازش کے خلاف کوششیں کررہے ہیں۔ بہت قلیل تعداد جو کہ اداروں، صحافیوں اور دوسرے شعبوں میں ہے اس سازش کو سمجھ رہی ہے۔ جبکہ انکے مقابلے میں موجود پاکستان دشمن عناصر پاکستان کے ہر شعبے میں قابض ہو چکے ہیں۔ اور اس وقت قادیانی تک اعلیٰ اداروں میں براجمان ہیں۔ بڑے بڑے ٹی وی چینل، مشہور کالم نگار، انسانی (یہود وہنود کے) حقوق کی تنظیمیں، کئی سیاسی جماعتوں کی قیادت کے مقابلے اس طبقے (پاکستان کا درد رکھنے والے) کی آواز اب دھیرے دھیرے سسکیوں میں تبدیل ہوتی جارہی ہے۔

ممبئی حملوں کے وقت امید ہو چلی تھی کہ فوج اپنے اصل دشمن کی طرف پھر سے پلٹ جائے گی۔ پاکستان کا درد رکھنے والے بھی خوش تھے، لیکن لگتا ہے دوسرا طبقہ اس ملک پر قابض ہو چکا اور مشرف سب کچھ تباہ ہی کر گیا۔

ایسے وقت میں علماء حق کو ان دردمندانِ پاکستان کے ساتھ مل کر اب وہ بات کہہ دینی چاہئے جسکو وہ ابھی تک نہیں کہہ پائے۔ تمام پاکستانیوں کو بتا دینا چاہئے کہ صوبہ سرحد وقبائل پاکستان کے دشمن نہیں بلکہ یہ آنے والے وقت میں نہ صرف پاکستان کے محافظ ہیں بلکہ تمام برصغیر کے مسلمانوں کو ہندؤوں کے ظلم سے نجات دلانے والے ہیں جبکہ ان کو مٹانے کی کوشش بھارت وامریکہ کے کہنے پر ہورہی ہے۔ پاکستان کے خلاف سازشیں کرنے والے اور یہاں کی مساجد ومدارس کو سکھوں کا اصطبل بنانے کے لئے راہ ہموار کرنے والے خود حکومت کی صفوں میں موجود ہیں۔ پنجاب اور سندھ کے اہلِ ایمان کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اگر اس وقت غفلت برتی گئی تو افسوس

کے لئے بھی کچھ باقی نہیں رہے گا۔

اے مسلمانو! اگر آپکو اسلام کے لئے جان دینا گوارا نہیں..... اگر آپکو اپنے ملک سے بھی کوئی اتنی محبت نہیں.... تو خدارا اپنے گھر اور اپنے پیارے بچوں کی ہی فکر کیجئے ..... اپنی جان ...مال......کاروبار.... کھیتی باڑی کی ہی فکر کیجئے ...... اگر سستی کر بیٹھے تو کچھ بھی نہیں بچے گا .... یہاں یہ بات بھی واضح کرتا چلوں ..... کہ ہماری یہ جو خوش فہمی ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پے وجود میں آیا لہذا اسکو کوئی ختم نہیں کرسکتا........ ایسا ہی ہوگا لیکن اگر یہ سچ ہے کہ اللہ نے اس زمین کو کسی خاص مقصد کیلیے وجود بخشا ہے تو اللہ اتنی اہم زمین پر ہم جیسے بزدلوں ، خودغرضوں، خواہشات کے غلاموں اور خوش فہموں کا وجود کبھی برداشت نہیں کریگا۔ پاکستان ضرور باقی رہے گا بلکہ اسکی حدود کشمیر سے لیکر کنیا کماری تک پھیل جائیں گی لیکن یہاں موجودہ لوگ جو عظیم مقصد کے لئے اپنی جان نہیں دے سکتے انکو مٹا دیا جائے گا۔ اور اس ملک کو ایسے ہاتھوں میں دیدیا جائے گا جنھیں دیکھ کر 1947ء کے شہداء کی روحیں خوش ہواٹھیں گی۔

کم سے کم میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

یہ باتیں شاید غافلوں کو تخیل لگیں یا کچھ اور۔ لیکن دنیا دیکھے گی کہ پاکستان میں موجود امریکی اور بھارتی لابی جو سازشیں کر رہی ہے وہ پاکستان کے مسلمانوں کی تباہی کا سامان ہے۔ اور جو انکے خلاف نہیں اٹھتا وہ بھی قیامت کے دن اس میں شریک سمجھا جائے گا۔

ایک بار پھر یاد دلاتا چلوں، جہاں تک اسلامی قوتوں کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ انکو ہر دن مضبوط ہی کرتے چلے جارہے ہیں۔ امریکی ہوں یا بھارتی، یا پاکستان میں موجود منافقین انکی بدبودار زبانیں، اور مسلمانوں کے خون سے رنگین قلم، یہ سب مل کر بھی اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ اگر اللہ تعالیٰ قومِ افغان کو امام مہدی کے لشکر کے لئے منتخب کر چکے اور انکے ہاتھوں ہندوستان کی فتح کے فیصلے کر چکے تو سارے کافر اور انکے بھائی منافق مل کر بھی قومِ افغان کو ختم نہ کرسکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کو انکے فیصلوں پر عملدرآمد سے دنیا والے روک نہیں سکتے۔

راقم کی باتیں جنکی سمجھ میں نہیں آتیں نہ آئیں کہ ان سے کوئی غرض نہیں۔ لیکن یہ گنہگار جن علماء حق کو یاد دہانی کرانا چاہتا ہے وہ ضرور ان باتوں کا علم رکھتے ہیں کہ اللہ نے برصغیر کے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت آپ ہی کے ذریعے کرائی ہے۔ اور آپ کے اسلاف نے اپنے سروں کی

فصلیں کٹوا کر اس خطے میں مسلمانوں کی بالا دستی کی حفاظت کی ہے۔

راقم کا اس موضوع پر لکھنے کا واحد مقصد یہی ہے کہ مسلمانوں کو موجودہ خطرات سے آگاہ کر کے انھیں حق کے لشکر میں شامل ہونے کی دعوت دیجائے۔ برمودا تکون یا شیطانی سمندر میں دجال ہو یا نہ ہو، دجال جلد نکلے یا بدیر لیکن اس سے پہلے کے فتنوں سے بچنا اور اسکے لئے تدبیر کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ دجال کے آنے سے پہلے جو فتنے ہونگے انہی میں حق و باطل الگ الگ ہو جائیں گے۔ جو اس کے آنے سے پہلے حق کے لشکر میں شامل ہو گیا دجال اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حق کے لشکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ دجال اور اسکے فتنے سے ہماری حفاظت فرمائیں۔ (آمین)

پہلا باب

شیطانی سمندر برموداتکون اوراڑن طشتریاں

شیطانی سمندر، برموداتکون اور اُڑن طشتریاں ایسے موضوع ہیں جو آپ مختلف انداز میں سنتے اور پڑھتے چلے آرہے ہونگے۔ افسانوی قصے خوفناک داستانیں ناقابل یقین واقعات تاریخی شہادتیں ان سب کو اس طرح گڈمڈ کردیا گیا ہے کہ پڑھنے والا کسی صحیح نتیجے پرنہیں پہنچ پاتا۔ بلکہ غیر شعوری طور پر اس کے لاشعور میں یہ ایک ایسی داستان کی شکل اختیار کرجاتا ہے جس میں کچھ تجسس، کچھ خوف، کچھ نئے حقائق کچھ افسانوی قصے شامل ہوں۔

لیکن حقیقت کیا ہے؟ اور ایک مسلمان کو اس مسئلے کو کس روشنی میں دیکھنا چاہئے۔ نیز جو کچھ دنیا کے سامنے اس علاقے کے بارے میں بتایا جا رہا ہے کیا یہ سب افسانہ ہے یا حقیقت۔ اگر حقیقت ہے تو پھر اس پانی کے اندر ایسا کیا ہے جو آج تک ہزاروں افراد کو نگل گیا، سیکڑوں جہاز غائب ہوگئے کسی کا کچھ پتہ نہ چلا؟ کیا ابلیس کے ساتھ اسکا کوئی تعلق ہے؟ یا کانا دجال اس علاقے میں موجود ہے؟

بڑے بڑے دیوہیکل جہازوں کا پرسکون سمندر میں بغیر کسی خرابی یا حادثے کے اچانک غائب ہوجانا۔ کبھی مسافروں کا بچ جانا اور جہازوں کا اغوا کیا جانا کبھی جہازوں کا صحیح حالت میں بچ جانا اور مسافروں کا اغوا کرلیا جانا۔ فضاء میں اڑتے ہوئے جہازوں کا دیکھتے ہی دیکھتے کہیں گم ہوجانا یہ سب ایسے واقعات ہیں جنکی تشریح آج تک دل کو مطمئن نہیں کرسکی۔ انکا غائب ہونا اس قدر تیز ہوتا کہ طیاروں کے پائلٹ یا جہاز کے کپتان کو ایمرجنسی پیغام بھیجنے کی مہلت بھی نہیں مل پاتی۔ اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ غائب ہونے والے طیاروں، جہازوں اور مسافروں کا کبھی کوئی نام ونشان بھی نہیں مل سکا۔ اگرچہ بعض ماہرین کی طرف سے یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی رہی کہ اس جگہ سمندر کے اندر ایسے تیز طوفان آتے ہیں جن کی شدت سے یہ جہاز ٹکڑے

ٹکڑے ہو جاتے ہیں اور پھر ہوائیں ان کو دور دراز کے پانیوں میں بہا لے جاتی ہیں۔ لیکن اس تشریح کو انسانی ذہن اس لئے تسلیم نہیں کر سکتا کہ جدید ٹیکنالوجی کے اس دور میں جبکہ ماہرین سمندر کی گہرائیوں میں پہنچ کر مچھلیوں اور دیگر آبی جانوروں پر تحقیق کے لئے ان کے جسموں کے ساتھ کیمرے لگا کر ان کی تمام نقل وحرکت پر نظر رکھتے ہیں تو کیا آج تک وہ برموداتکون میں غائب ہونے والے بڑے بڑے جہازوں کا ملبہ بھی کہیں نہیں ڈھونڈ سکے۔ نیز اس علاقے میں رونما ہونے والے تمام حادثات میں ایک بات انتہائی اہم ہے کہ اغوا ہونے والے طیاروں کے پائلٹ اور جہاز کے کپتان یا مسافروں میں اپنے وقت کے ماہر لوگ اغوا کئے گئے ہیں۔ نیز جتنے بھی حادثات ہوئے اس وقت وہاں موسم بالکل معتدل اور دن کا وقت تھا۔ چنانچہ موسم کی خرابی کو بھی اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ طیاروں اور جہازوں سے ان کے ہیڈ کوارٹر کا رابطہ اچانک منقطع ہوتا گویا ریڈیو سگنل کسی نے جام کر دیئے ہوں۔

اکثر محققین اس بات پر متفق ہیں شیطانی سمندر اور برموداتکون میں ایسی پر اسرار کشش ہے جو ہماری اس کشش سے مختلف ہے جسکو ہم جانتے ہیں۔

برموداتکون اور شیطانی سمندر لوگوں کے لئے ایک پر اسرار علاقہ بن چکا ہے۔ جس کے بارے میں جاننے کیلئے انسانی تجسس بڑھتا چلا جاتا ہے۔ بعض مسلم محققین کا خیال ہے کہ شیطانی سمندر اور برموداتکون کے اندر دجال نے خفیہ پناہ گاہیں بنائی ہوئی ہیں جہاں سے وہ دنیا کے نظام کو کنٹرول کر رہا ہے۔ اس بارے میں بھی ہم تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

برموداتکون سے پہلے شیطانی سمندر کے بارے کچھ جانتے چلیں۔

پہلا حصہ

ڈریگن تکون (Dragon's Triangle) یا شیطانی سمندر (Devil Sea)

برمودا تکون کے بارے میں تو تمام دنیا بھر میں بہت کچھ لکھا جا تا رہا ہے اور اسکے بارے میں لوگوں کو خاصی معلومات ہیں۔لیکن برمودا تکون کی طرح پر اسرار اور حادثات کے مرکز جاپان کا ڈریگن تکون یا شیطانی سمندر کے بارے میں لوگوں کو بہت کم معلومات ہیں۔جاپان کے لوگوں کو اسکے بارے میں اچھی طرح علم ہے اور جاپانی حکومت نے سرکاری اعلان کے ذریعے لوگوں کو اس علاقے سے دور رہنے کا حکم جاری کر رکھا ہے۔لیکن جاپان سے باہر کی دنیا اسکے بارے میں کم ہی جانتی ہے۔حالانکہ برمودا تکون کی طرح یہاں بھی جہازوں، آبدوزوں اور طیاروں کے غائب ہونے کے واقعات بڑی تعداد میں ہوتے رہے ہیں۔بلکہ محققین کا خیال ہے یہاں حادثات کی تعداد برمودا تکون سے زیادہ ہے۔یہاں بھی اغواء ہونے والوں کی اکثریت ماہرین، کپتانوں اور ہوا بازوں کی رہی ہے۔بلکہ ایک بات جو یہاں زیادہ خطرناک نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں غائب ہونے والے جہاز اور آبدوزوں میں ایسے جہاز اور آبدوزیں بھی شامل ہیں جن میں خطرناک ایٹمی مواد بھرا ہوا تھا۔

شیطانی سمندر کا محلِ وقوع

یہ علاقہ بحرالکاہل (Pacific Ocean) میں جاپان اور فلپائن کے علاقے میں ہے۔ یہ تکون جاپان کے ساحلی شہر ''یوکوہاما'' (Yokohama) سے فلپائن کے جزیرے ''گوام'' (Guam) تک اور ''گوام'' سے پھر جاپان کے ''ماریانا'' جزائر تک پھر ''ماریانا'' سے ''یوکوہاما'' تک بنتی ہے۔ماریانا جزائر پر دوسری جنگِ عظیم میں امریکہ نے قبضہ کرلیا تھا۔

اس سمندر کو جاپانی لوگ مانو اومی (Ma-no Umi) کہتے ہیں جسکے معنی شیطان کا سمندر

ہے۔ برموداتکون اور شیطانی سمندر پر تحقیق کرنے والوں میں ایک بڑا مشہور نام چارلس برلٹز کا ہے۔ وہ اپنی کتاب ''دی ڈریگن ٹرائینگل'' میں لکھتے ہیں:

''۱۹۵۲ تا ۱۹۵۴ جاپان نے اپنے پانچ بڑے فوجی جہاز اس علاقے میں کھوئے ہیں۔ افراد کی تعداد ۷۰۰ سے اوپر ہے۔ اس معمہ کا راز جاننے کے لئے جاپانی حکومت نے ایک جہاز پر سو (۱۰۰) سے زائد سائنسدانوں کو سوار کیا۔ لیکن .... شیطانی سمندر کا معمہ حل کرنے والے خود معمہ بن گئے۔ اسکے بعد جاپان نے اس علاقے کو خطرناک علاقہ قرار دیدیا۔''

دوسری جنگِ عظیم کے دوران بحری لڑائی میں جاپان کو اپنے پانچ طیارہ بردار جہازوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔ اسکے علاوہ ۳۴۰ طیارے، دس جنگی جہاز، دس جنگی کشتیاں، نو اسپیڈ بوٹ اور ۴۰۰ خودکش طیارے بھی اس تکون کے علاقے میں تباہ ہوئے۔ جنگ کے دوران اس نقصان کے بارے میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب دشمن اتحادیوں کی جانب سے کیا گیا ہوگا۔ لیکن اس بحری دستے کے بارے میں کیا تشریح کی جائیگی جو اسی علاقے میں بغیر کسی حادثے کے غائب ہوگیا۔ حالانکہ ابھی تک وہاں نہ تو امریکی اور نہ ہی برطانوی جہاز پہنچے تھے۔

کم از کم ماہرین کی یہی رائے ہے۔ کہ یہ تباہی کھلے دشمن کی جانب سے نہیں تھی۔ کیونکہ ایک محقق کے بقول:

"It is extremely doubtful that they were sunken by enemy action because they were in home waters and there were no British or American ships in these waters during the beginning of the war".

ترجمہ: ''یہ بات انتہائی مشکوک ہے کہ ان جہازوں کو دشمن نے ڈبویا ہو۔ کیونکہ یہ جہاز اپنی سمندری حدود میں تھے اور جنگ کے ابتداء میں وہاں برطانوی یا امریکی جہاز نہیں پہنچے تھے۔'' تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس علاقے میں کوئی اور چھپی ہوئی قوت بھی موجود تھی جو اس جنگ میں امریکہ اور اسکے اتحادیوں کو کامیاب دیکھنا چاہتی تھی۔

برموداتکون اور شیطانی سمندر میں اتنی زیادہ مماثلت جاننے کے بعد کیا کوئی یہ مان سکتا ہے کہ یہ محض اتفاق ہے۔ ہرگز نہیں۔ مشہور محقق چارلس برلٹز کہتے ہیں

"The mysterious disappearances in the Bermuda and Dragon Triangles may not be coincidental; since both areas are so similar, the same phenomenon might be behind the lost ships and planes".

ترجمہ: ''برموڈا اور شیطانی سمندر میں پراسرار طور پر غائب ہو جانا اتفاق نہیں ہو سکتا۔ جبکہ دونوں علاقوں میں بالکل مماثلت پائی جارہی ہے۔ جہازوں اور طیاروں کے غائب ہونے میں دونوں جگہ ایک ہی نظریہ کارفرما ہے۔'' (دی ڈریگن ٹرائینگل۔ چارلس برلٹز)

جہاز.... منزل نامعلوم

یہاں ہونے والے چند مشہور حادثات کے بارے میں جانتے چلیں تاکہ غائب ہونے والوں کی تفصیل معلوم ہو جائے۔

❶ جاپانی پیٹرول بردار جہاز'' کایو مارو ۵ ''(Kaio Maru No. 5,):۔ یہ ایک بڑا پیٹرول بردار جہاز تھا۔ جس کا عملہ اکتیس افراد پر مشتمل تھا، جبکہ اس پر پانچ سوٹن پیٹرول لدا ہوا تھا۔ ان میں ۹ سائنسدان بھی تھے۔ اس جہاز کا اپنے مرکز سے آخری رابطہ ۲۴ ستمبر ۱۹۵۲ء کو ہوا تھا۔ اسکے بعد اسکا کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ کہاں گیا۔

❷ جاپانی مال بردار جہاز ''کوروشیو مارو ۲ '':۔ یہ بھی بڑا مال بردار جہاز تھا جس پر ۱۵۲۵ ٹن مال لدا ہوا تھا۔ اسکو بھی اسکے عملے سمیت سمندر نگل گیا۔ اور کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ اسکا آخری رابطہ ۲۲ اپریل ۱۹۴۹ء کو ہوا تھا۔

❸ فرانسیسی جہاز ''جیرانیوم'':۔ اس جہاز نے ۲۴ نومبر ۱۹۷۴ء کو پیغام بھیجا کہ موسم خوشگوار ہے۔ اسکے بعد یہ جہاز اپنے ۲۹ افراد پر مشتمل عملے کے ساتھ ہمیشہ کے لئے کہیں ''گمنام خدمت'' پر چلا گیا۔

❹ مال بردار جہاز ''بانالونا'':۔ یہ لائبیریا کا جہاز تھا۔ اس پر ۱۳۶۱۶ ٹن وزن تھا اور عملے کی تعداد ۳۵ تھی۔ نومبر ۱۹۷۱ء میں شیطانی سمندر کی بھینٹ چڑھ گیا۔

❺ مال بردار جہاز ''ماجوسار'': یہ جہاز بھی لائبیریا کا تھا۔ عینی شاہدین کے مطابق یہ جہاز شیطانی سمندر میں تھا کہ اچانک آگ بھڑک اٹھی۔ لیکن یہ آگ جہاز کے اندر سے نہیں بلکہ پانی سے جہاز

کی طرف بڑھی تھی۔ بہت سے لوگوں نے اسی وقت اسکی تصویریں نکال لیں جس میں صاف نظر آرہا ہے کہ جہاز کے چاروں طرف پانی کی لہروں میں آگ ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس جہاز میں کوئی قابلِ اشتعال مادہ نہیں تھا۔ اس سے بھی حیرت کی بات یہ ہے کہ جہاز کو گھیرنے والی آگ مثلث کی شکل میں تھی۔ اس میں ۱۲۴ افراد سوار تھے۔ یہ واقعہ مارچ ۱۹۸۷ء میں پیش آیا۔

❻ مال بردار جہاز ''صوفیا باباس'':۔ یہ جہاز ٹوکیو (جاپان) کی بندرگاہ سے روانہ ہوا اور تھوڑا چلنے کے بعد دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوگیا۔ لیکن غائب نہیں ہوا۔ سمندروں کے سینے چیرنے والی اور مریخ پر کمندیں ڈالنے والی ٹیکنالوجی اسکا سبب جاننے سے قاصر رہی۔ سبب نامعلوم؟ تفتیش کے دروازے بند؟ غور کیجئے۔

❼ یونانی جہاز ''اجیوس جیور جیس'':۔ یہ بڑا تجارتی جہاز تھا۔ جو ۲۹ افراد پر مشتمل عملے کے ساتھ اغوا کرلیا گیا۔ اس پر ۱۶۵۶۵ ٹن وزن لدا ہوا تھا۔ نہ جہاز کا پتہ چلا نہ افراد کا اور نہ ہی اس لدے مال کا اثر پانی پر نظر آیا۔

ایٹمی آبدوزوں کا اغواء......قزاق یا سائنسداں

جہاز کے غائب ہوجانے کے بارے میں تو یہ بہانہ پیش کیا جاسکتا ہے کہ جہاز ڈوب گیا۔ لیکن جدید آبدوزیں جن میں جدید وائرلیس نظام موجود ہو اگر وہ اس علاقے میں غائب کردی جائیں تو آپ کیا کہیں گے۔ پھر آبدوزیں بھی کوئی عام نہیں بلکہ ایٹمی آبدوزیں؟ ذرا سوچئے اور تعجب کیجئے۔ کسی سپر پاور کی ایٹمی آبدوز بغیر کسی سبب کے غائب ہوجائے اور اسکی طرف سے کوئی خاطر خواہ پریشانی یا اضطراب دیکھنے میں نہ آئے۔ گویا ''جس نے'' دی تھی ''اسی نے'' واپس لے لی۔

❶ روسی آبدوز وکٹر 1:۔ یہ جدید ایٹمی آبدوز تھی۔ مارچ ۱۹۸۴ء میں شیطانی سمندر کی خفیہ قوت کے پاس مع عملے کے چلی گئی۔ عملے کی تعداد معلوم نہیں ہوسکی۔ (شاید کوئی بہت خاص لوگ اس میں سوار تھے)۔

❷ روسی آبدوز ایکو 1:۔ پہلی آبدوز کے غائب ہونے کے صرف پانچ مہینے بعد ستمبر میں جاپان کے ساحل سے ۶۰ میل دور یہ بھی شیطانی سمندر کی خفیہ قوت نے کسی ''ضروری کام'' سے اپنے پاس منگوالی۔ ذرا ملاحظہ فرمایئے ایٹمی آبدوز نہ ہوئی کوئی کھلونا تھی کہ کچھ پرواہ ہی نہیں۔

❸ روسی آبدوز ایکو 2:۔ جنوری ۱۹۸۶ء کو یہ بھی اسی علاقے کی نظر ہوگئی۔ یہ بھی ایٹمی آبدوز تھی۔

④ روسی آبدوز جولف 1:۔اپریل ۱۹۶۸ء میں یہ آبدوز غائب ہوئی۔اس کے عملے کی تعداد ۸۶ تھی۔اور اس پر ۸۰۰ کلوگرام ایٹمی وار ہیڈ لدے ہوئے تھے۔افراد اور ایٹمی وار ہیڈ بغیر کسی سبب کے پانی کی گہرائیوں میں چلے گئے۔

⑤ فرانسیسی آبدوز چارلی:۔یہ ایٹمی آبدوز تھی۔ستمبر ۱۹۸۴ء میں اس علاقے میں اپنے ۹۰ سواروں سمیت غائب ہوگئی۔

⑥ برطانوی آبدوز فوکسٹرول:۔نومبر ۱۹۸۶ء میں اپنے عملے سمیت غائب ہوئی۔

شیطانی سمندر کے اوپر اغواء کئے جانے والے طیارے

مارچ ۱۹۵۷ء میں دس دن کے اندر امریکہ کے تین جنگی طیارے اپنے تمام عملے سمیت اس طرح غائب ہوئے کہ کوئی نام نشان نہ مل سکا۔نہ ہی کسی حادثے یا فنی خرابی کا پیغام پائلٹ کی جانب سے موصول ہوا۔یہ طیارے, JD-1. KB-50 اور C-97 تھے۔اسکے علاوہ جاپان کا جنگی طیارہ P-2J ۱۶ جولائی ۱۹۷۱ء کو غائب ہوا۔یہ بھی کوئی ہنگامی پیغام نہیں دے سکا۔

۲۷ اپریل ۱۹۷۱ء کو جاپان کا ہی ایک اور جنگی طیارہ P2V-7 غائب ہوا۔اسکے دو مہینے بعد جاپان کا تدریبی طیارہ IM-1 غائب ہوا۔

JA-341 مسافر بردار طیارہ مع صحافیوں کی ٹیم کے اس علاقے کے اوپر سے گذر رہا تھا۔یہ صحافی امریکی مال بردار جہاز ''کیلیفورنیا مارو'' (جو کہ پہلے یہاں غائب ہو چکا تھا) کی تحقیق کے سلسلے میں وہاں جارہے تھے۔یہ صحافی غائب شدہ جہاز کی تحقیق تو نہ کرسکے البتہ دنیا کو اپنی تحقیق میں ضرور لگا گئے۔ایسے غائب ہوئے کہ نہ طیارے کا سراغ ملا نہ صحافیوں کی ٹیم کا۔

۱۹ مارچ ۱۹۵۷ء کو سابق فلپائنی صدر کا طیارہ ۲۴ حکومتی اہلکاروں سمیت شیطانی سمندر کی فضاء میں غائب ہوا اور کوئی سراغ نہ مل سکا۔

دوسرا حصہ

برمودا تکون
(Bermuda Triangle)

برمودا تکون کا محل ووقوع

برمودا بحرِ اوقیانوس (Atlantic Ocean) کے کل 300 جزیروں پر مشتمل علاقہ ہے۔ جن میں اکثر غیر آباد ہیں۔صرف بیس جزیروں پر انسان آباد ہیں وہ بھی بہت کم تعداد میں۔ جو علاقہ خطرناک سمجھا جاتا ہے اسکو برمودا تکون کہتے ہیں۔اس تکون کا کل رقبہ 1140000 مربع کلومیٹر ہے۔اس کا شمالی سرا جزائر برمودا، اور جنوب مشرقی سرا پورٹو ریکو اور جنوب مغربی سرا میامی (فلوریڈا امریکی مشہور ریاست) ہے ۔یعنی اس کا تکون میامی (فلوریڈا) میں بنتا ہے۔جی ہاں فلوریڈا۔فلوریڈا کے معنی ''اس خدا کا شہر جس کا انتظار کیا جارہا ہے''۔اس کے دوسرے معنی ''وہ خدا جس کا انتظار کیا جارہا ہے''۔

تقریباً چار سو سال سے کسی انسان نے ان ویران جزیروں میں جاکر آباد ہونے کی کوشش نہیں کی ہے۔ یہاں تک کہ جہاز کے کیپٹن تک اس علاقے سے دور ہی رہتے ہیں۔ان میں ایک جملہ بڑا عام ہے جو وہ ایک دوسرے کو نصیحت بھی کرتے ہیں: ''وہاں پانی کی گہرائیوں میں خوف اور شیطانی راز چھپے ہیں''۔

یہاں تک کہ اس راستے پر سفر کرنے والے مسافر بلکہ ایئر ہوسٹس تک سب سے پہلے یہی سوال کرتی ہیں کہ کیا ہمارا طیارہ برمودا تکون کے اوپر سے گذر کر جائیگا؟ کمپنی کا جواب اگر چہ نفی میں ہی ہوتا ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔

کیا برمودا تکون واقعی تکون کی شکل میں ہے؟

برمودا تکون سارا کا سارا پانی میں ہے۔ جو کہ بحرِ اقیانوس (Atlantic Ocean) میں

ہے۔ چنانچہ قابلِ غور بات ہے کہ ٹھاٹھیں مارتے سمندر میں تکون کس طرح بن سکتا ہے۔ سوجاننا چاہئے کہ تکون حقیقی نہیں ہے بلکہ یہ ایک مخصوص علاقہ ہے جہاں ناقابلِ یقین حادثات ہوتے ہیں اس علاقے کو تکون کا فرضی نام دیدیا گیا ہے۔ اس نام کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ پہلی بار اس علاقے کے لئے برمودا تکون کا نام 1945 میں ایک پریس کانفرنس کے دوران اس وقت استعمال کیا گیا جب اس علاقے میں کچھ طیارے غائب ہوگئے۔ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ اس کو تکون کا نام ہی کیوں دیا گیا؟

اس حادثے سے پہلے بھی یہاں بہت سے حادثات رونما ہو چکے تھے، لیکن اس وقت اس علاقے کو برمودا تکون کے بجائے شیطان کے جزیرے کہا جاتا تھا۔ کریسٹوفر کولمبس (1451-1506) جب اس علاقے سے گزرا تو اس نے بھی یہاں کچھ عجیب وغریب مشاہدات کئے۔ مثلاً آگ کے گولوں کا سمندر کے اندر داخل ہونا، اس علاقے میں پہنچ کر کمپاس (قطب نما) میں بغیر کسی ظاہری سبب کے خرابی پیدا ہو جانا وغیرہ۔

کولمبس کے امریکی سفر کو اب پانچ صدیاں گذر چکی ہیں لیکن یہ سوال آج بھی اسی طرح برقرار ہے کہ اس علاقے میں پانی کی گہرائیوں میں، پانی کے اوپر اور اس کی فضاؤں میں ایسی کیا چیز ہے؟ کونسی پراسرار طاقت ہے، جس کی تشریح عقل انسانی سیٹلائٹ کے اس جدید دور میں ابھی تک نہیں کر سکی؟ 1854 سے پہلے عرب لوگ اس علاقے سے گذرتے تھے لیکن انکے جہازوں کو کبھی کوئی حادثہ یا کوئی غیر معمولی بات یہاں دیکھنے میں نہیں آئی۔ البتہ تاریخ میں بعض واقعات 1854 سے پہلے کے بھی ملتے ہیں۔

جہازوں کا قبرستان برمودا تکون

1813 میں امریکا کے تیسرے نائب صدر ارون بر (Aaron Burr) کی بیٹی تھیوڈوزیا (Theodosia) جو کہ جنوبی کیرولینا کے گورنر جوزف السٹون کی بیوی تھی، اپنے وقت کی ذہین ترین اور خوبصورت ترین لڑکی سمجھی جاتی تھی، برمودا تکون میں غائب ہوگئی۔ تھیوڈوزیا اپنے والد سے ملاقات کے لئے اس وقت کی مشہور کشتی پیٹریاٹ پر سوار ہو کر نیویارک جارہی تھی۔ پیٹریاٹ کا کپتان اس وقت کے ماہر امریکی کپتانوں میں شمار ہوتا تھا، اس کے ساتھ اسکا ڈاکٹر اور عملے کے چند ارکان تھے لیکن تھیوڈوزیا اور پیٹریاٹ کا عملہ کبھی نیویارک نہ پہنچ سکے۔

امریکی نائب صدر ہونے کی حیثیت سے اس کے باپ ارون برنے بیٹی کی تلاش میں اپنے تمام تر وسائل جھونک ڈالے لیکن نہ ہی کشتی اور نہ اس پر سوار افراد کا کچھ پتہ لگ سکا۔ سوائے چند جھوٹی منصوبہ بند افواہوں کے۔

1814 امریکی بحری بیڑے کے مشہور جہاز واسپ (WASP) کو بھی برمودا تکون نگل گیا۔ اس کا کپتان کوئی معمولی کپتان نہیں تھا۔ بلکہ امریکی عوام وخواص کا ہیرو، برطانوی بحری بیڑے کے مضبوط ترین جہاز رینڈیر (Reindeer) کو صرف 27 منٹ میں شکست دینے والا، جونسٹن بلیکلے (Blakeley) تھا۔ اس فتح کے فوراً بعد کسی کو کچھ خبر نہیں کہ بلیکلے اپنے اسٹاف اور جہاز کے ساتھ کس دنیا میں جا پہنچا۔ نہ امریکی حکومت اور نہ ہی امریکی بحریہ، جو کہ اس علاقے کے چپے چپے کے پانی کی گہرائیوں تک کو اس طرح پہچانتی ہے جیسے اپنے گھر کے گلی کوچوں کو لوگ پہچانتے ہیں ......لیکن......انتہائی تلاش کے بعد کوئی ہلکا سا نشان بھی ان کا نہ پا سکی؟ تو کیا برمودا تکون ان کو اپنے اندر نگل گیا؟ یا بلیکلے کی صلاحیت سے متاثر ہو کر ''خفیہ قوت'' نے اپنے لئے منتخب کر لیا؟

پہلی جنگ عظیم (1914-1918) کے وقت مارچ 1918 میں امریکی بحری جہاز سائیکلوپس (Cyclops U.S.A) اس علاقے میں غائب ہو گیا۔ اس پر ساڑھے چودہ ہزار ٹن خام مال لدا ہوا تھا جو کہ جنگ کے دوران استعمال ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ تین سو افراد اس پر سوار تھے۔ انکا بھی کوئی نام نشان نہیں مل سکا۔

جاشوا سلوکم (Jashua Slocum) ایک ایسا کپتان جو نہ صرف امریکی بحریہ کی تاریخ کا بلکہ ساری دنیا کی بحریہ کی تاریخ میں اپنا نام رکھتا ہے۔ بچپن سے سمندری موجوں سے کھیلنے والا، سب سے پہلے تنہا ساری دنیا کی سمندری سیر کرنے والا، ساری عمر خطرناک سمندری طوفانوں کا مقابلہ کرتے رہنے کے بعد جب 1909 میں ایک سفر پر اپنی کشتی اسپرے (Spray) پر روانہ ہوا تو پھر ہمیشہ کے لئے برمودا تکون میں اپنی کشتی کے ساتھ غائب ہو گیا۔ اس کا اور اس کی کشتی کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ نہ حادثے کی خبر نہ کشتی کا ملبہ......سوائے اس کے کہ برمودا تکون میں غائب ہونے والوں کی فہرست میں اس کا اور اس کی کشتی کا اضافہ ہو گیا۔

مسافر غائب.....جہاز ساحل پر

کیا آپ یقین کریں گے اگر آپکو یہ بتایا جائے کہ ایک جہاز برمودا کے سمندر میں کھڑا

ہے۔لیکن مسافر اور کپتان لا پتہ ہیں؟ کھانے کی میزوں پر کھانا اسی طرح لگا ہو گویا سوار کھانا کھاتے کھاتے ابھی کسی کام سے اٹھ کر گئے ہوں۔ نہ کسی حادثے کے آثار نہ کسی لوٹ مار کی کوئی نشانی۔ آخر تمام سوار اچانک بیچ سمندر میں کھانا چھوڑ کر کس کے مہمان بن گئے؟

یہ حادثہ کیرول ڈیرنگ (Caroll Deering) نامی جہاز کے ساتھ پیش آیا۔ جہاز کا اگلا حصہ ساحل پر ریت میں دھنسا ہوا تھا جبکہ پچھلا حصہ پانی میں تھا۔ کھانے کی میزوں پر کھانا لگا ہوا تھا، کرسیاں تھوڑی سی پیچھے کی جانب کھسکی ہوئی تھیں گویا اس کے سوار کسی غیر متوقع بات پیش آنے پر اپنی جگہ سے اٹھے ہوں اور پھر واپس آنا چاہتے ہوں۔ لیکن پھر وہ کبھی اپنی کرسیوں پر واپس نہ آسکے۔ کرسیوں اور میزوں پر رکھی کھانے کی پلیٹوں کو دیکھ کر کسی ہنگامے یا بھگدڑ کے کوئی آثار وہاں نظر نہیں آتے تھے۔ جہاز کی حالت دیکھ کر یہ بھی نہیں کہا جا سکتا تھا کہ اس میں کوئی لوٹ مار کی واردات ہوئی ہے۔ پھر سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ اتنے بڑے جہاز کو ساحل پر کون لایا؟ اور اس کے سواروں کے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا؟ کیونکہ اتنے بڑے جہاز کا اتنے کم پانی میں آنا ناممکن ہے، یہ جہاز جی جی ڈیرنگ کمپنی آف پورٹ لینڈ کی ملکیت تھا۔

ہیری کونوور (Herrey Conover) مشہور امریکی ارب پتی، ماہر جنگی پائلٹ، کشتیوں کی دوڑ جیتنے والا ماہر کپتان، 1958 میں اپنے کئی ساتھیوں کے ساتھ برمودا تکون کی گہرائیوں میں غائب ہو گیا۔ لیکن اس بار صرف افراد اغوا کیئے گئے جبکہ انکی کشتی میامی (فلوریڈا) کے ساحل سے 80 میل شمال میں ایک کنارے پر ملی۔ ہیری کونوور اور اس کے ساتھی کشتی سے غائب تھے۔

ڈوبا ہوا جہاز.....واپس

کیا کبھی آپ نے ایسا سنا ہے کہ کوئی جہاز سمندر میں مکمل ڈوب گیا ہو، اور کچھ عرصے کے بعد ہی درست حالت میں، بغیر کسی خرابی کے اوپر آ جائے؟

ایک جہاز برمودا تکون کے پانی پر تیر رہا ہے۔ سمندر کی موجیں اس سے اٹکھیلیاں کر رہی ہیں۔ لیکن اس میں کوئی نہیں بالکل خالی۔ نہ کپتان نہ عملہ اور نہ کوئی سوار۔ اس جہاز کا نام لاداماہے۔ ایس ایزٹیک (S.Aztec) کے کپتان اور عملے نے جو منظر دیکھا وہ کچھ یوں ہے: ہر چیز اپنی جگہ موجود ہے۔ نہ کسی نے کسی چیز کو اٹھایا ہے اور نہ کوئی چھیڑ چھاڑ کی ہے۔ نہ لوٹ مار کی واردات ہے نہ کوئی

حادثہ۔ حتیٰ کہ کپتان کا قلم اور دور بین بھی اسی طرح رکھی ہوئی ہے، اس بھی زیادہ اچنبھے کی بات یہ ہے کہ بحری جہاز رانی کے ریکارڈ میں یہ جہاز ڈوب چکا تھا۔ جسکو ڈوبتے ہوئے اٹلی کی ''ریکس'' (Rex) نامی کشتی کے سواروں اور عملے نے خود دیکھا تھا۔

ذرا سوچئے یہ کون اغواء کار ہیں جو جہاز سے بیش قیمتی چیزوں میں سے کچھ بھی نہیں لیتے اور نہ ہی اغوا کرنے کے بعد اپنا کوئی مطالبہ کسی کے سامنے رکھتے ہیں۔ بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ پھر جاتے کہاں ہیں؟ ایسے واقعات جنکی کوئی قابلِ اطمینان تشریح نہیں کی جا سکی۔ کیا برمودا کے اندر یہ واقعات اتفاقی ہیں یا کوئی منظم قوت سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ سب کرتی رہی ہے؟

ماہرین خاموش ہیں بلکہ خاموش کردیئے گئے ہیں۔ تحقیق کے تمام دروازے بند کردیئے گئے۔ مکمل خاموشی، بلکہ موت کا سناٹا۔ آخر ایسا کیا ہے؟ ماہرین کے نزدیک ایک بات طے شدہ ہے کہ ان تمام واقعات سے بحری قزاقوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کسی بھی حادثے میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ جہاز پر موجود نقد پیسہ یا کوئی اور قیمتی اشیاء اٹھالی گئی ہو۔ نیز ان غائب ہونے والے جہازوں کی جانب سے سمندر میں موجود پہرے داری کے مراکز نے کبھی امداد طلب کرنے کا کوئی اشارہ بھی موصول نہیں کیا۔ البتہ بعض مرتبہ کچھ پیغامات موصول ہوئے جو واضح نہیں تھے۔

حاصل شدہ اس غیر واضح پیغامات سے تحقیق کار اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ تمام حادثات بہت تیزی کے ساتھ رونما ہوئے، اور جہاز کے کپتان اور عملے پر اچانک کوئی خوف طاری ہوا۔

1924 میں جاپانی مال بردار جہاز ریووکو مارو (Rivoco Maro) نے غائب ہونے سے پہلے ساحل پر پہرے داری کے مرکز کو یہ پیغام بھیجا: ''ہمارے اوپر خوف طاری ہورہا ہے .... خطرہ........ خطرہ............ فوراً ہماری مدد کرو'' البتہ 1967 میں غائب ہوانے والی وچ کرافٹ نامی تفریحی کشتی (Yacht) سے جو پیغام آخری وقت میں موصول ہوا وہ کچھ واضح تھا۔ کشتی کا مالک جو خود کشتی پر موجود تھا اس نے قریبی مرکز کو آخری پیغام یہ دیا:

''کشتی پانی کے نیچے موجود کسی نامعلوم چیز سے ٹکرائی ہے........ تشویش کی کوئی بات نہیں ہے........ کشتی میں کوئی خرابی نہیں ہوئی...... البتہ یہ ٹھیک طور پر کام نہیں کررہی......''۔

اس پیغام کے صرف تین منٹ بعد امدادی ٹیم کشتی کی جگہ پر پہنچ گئی، لیکن ان تین منٹوں میں

کشتی اس کا مالک اور مالک کا دوست جو کہ سینٹ جارج چرچ کا پادری فورٹ لوڈرڈیل تھا، کسی نامعلوم جگہ پہنچ چکے تھے۔ پندرہ منٹ بعد ایک اور امدادی ٹیم وہاں پہنچ گئی اور دو سو میل علاقے کا چپہ چپہ چھان مارا، لیکن وچ کرافٹ کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔

ایک روداد اور ملاحظہ فرمائیں

''میں اپنی بڑی کشتی لے کر شکار کے لئے نکلا میری کشتی کے پیچھے کیکوس ٹریڈر (Kikos Trader) نامی کشتی بندھی ہوئی تھی۔ جسکو میری کشتی کھینچ رہی تھی۔ موسم بالکل صاف تھا۔ ایسا موسم اس طرح کے سفر کیلئے بڑا موزوں ہوتا ہے۔ ہم جزائرِ بہاما کے درمیان اس جگہ پہنچ گئے جہاں سمندر بہت گہرا ہے۔ جب اندھیرا بڑھا تو میں سمت کا پتہ لگانے کی غرض سے کپتان کے کمرے میں آیا۔ اس کے بعد میں نے سوچا کہ کچھ دیر آرام کرلیا جائے۔ چنانچہ میں اپنے سونے کے کمرے میں آکر لیٹ گیا۔ میں گہری نیند سویا ہوا تھا کہ اچانک موج کا ایک تھپیڑا میرے منہ پر آکر لگا۔ میں ہڑ بڑا کر اٹھا دیکھا تو ہر طرف سے پانی کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ بڑی مشکل سے میں دروازہ کھولنے کے لئے اٹھ پایا۔ ابھی میں نے دروازے کی چٹخنی کھولی بھی نہ تھی کہ دروازہ میرے اوپر آگرا اور میں نے خود کو سمندر کی گہرائی میں پایا...... میں نے تیر کر سمندر کی سطح پر آنے کی کوشش کی مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے سمندر میں نیچے کی طرف کھنچا چلا جارہا ہوں۔ میں تیزی سے اوپر کی جانب جانے کی کوشش کرتا رہا۔ بالآخر کوشش کامیاب رہی اور میں پانی کے اوپر آگیا میں نے دیکھا کہ میری کشتی غائب ہے اور کیکوش ٹریڈر جسکو میری کشتی کھینچ رہی تھی وہ پانی پر موجود ہے۔ اور وہ لاؤڈ اسپیکر سے مجھے آوازیں دے رہے ہیں''۔

یہ روداد ''وائلڈ جا'' (Wildjaw) نامی کشتی کے کپتان جوئے ٹیلی کی ہے۔ لیکن جوئے ٹیلی بھی کچھ بتا نہیں سکا کہ اس کی کشتی کو کیا حادثہ پیش آیا۔ حالانکہ سمندر بالکل پرسکون تھا۔ جبکہ دوسری کشتی کیکوس ٹریڈر کا کپتان بھی صرف اتنا ہی بتا سکا کہ اچانک کشتی کا وہیل اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

برمودا تکون میں غائب ہونے والے مشہور جہاز

❶ اگست 1800 میں امریکی کشتی انسرجنٹ بغیر کسی حادثے کے غائب ہوگئی۔ اس پر ۳۴۰

مسافر سوار تھے۔

❷ جنوری 1880 میں اٹلانٹا نامی برٹش جہاز غائب ہوا۔ اس پر ۲۹۰ افراد سوار تھے۔

❸ اکتوبر 1902 میں فیریا (Feria) نامی جرمن جہاز غائب ہوا۔ اس کا عملہ اغواء کرلیا گیا جبکہ جہاز مل گیا۔

❹ مارچ 1918 میں امریکی مال بردار جہاز سائیکلوپ (Cyclop) اپنے تمام عملے سمیت غائب ہوا۔ عملے کی تعداد ۳۰۹ تھی۔

❺ 1924 میں مال بردار جاپانی کشتی رائی نوکو (Raynoko) غائب ہوئی۔

❻ 1931 میں مال بردار جہاز اسٹافجر (Stafger) غائب ہوا۔ اپریل 1931 میں ہی جون اینڈ میری (John&Mary) نامی امریکی جہاز غائب ہوا۔ پھر کچھ وقت بعد جنوبی برمودا سے پچاس میل دور پانی پر تیرتا ہوا ملا۔

❼ مارچ 1938 میں برطانوی آسٹریلوی مال بردار جہاز اینگلو آسٹریلیز غائب ہوا۔

❽ فروری 1940 میں گلوریا کولڈ (Gloria Cold) نامی تفریحی کشتی غائب ہوئی۔ پھر کچھ عرصہ بعد غائب ہونے کی جگہ سے دوسو میل دور پائی گئی لیکن سواروں سے خالی۔

❾ 22 اکتوبر 1944 کو کیوبا کا ریڈ پیکون (Red Peakon) نامی جہاز غائب ہوا۔ پھر کچھ عرصہ بعد فلوریڈا کے ساحل کے قریب سواروں سے خالی پانی پر تیرتا ہوا پایا گیا۔

❿ 1948 میں فرانسیسی روزالی (Rozali) نامی جہاز کا عملہ اس پر سے اغوا کرلیا گیا، اور جہاز بعد میں اسی علاقے سے مل گیا۔

⓫ جون 1950 میں سانڈرا (Sandra) نامی جہاز اس علاقے میں غائب ہوا۔

⓬ ر 1955 میں Queen Mayrio نامی تفریحی کشتی غائب ہوئی۔

⓭ 2 فروری 1963 کو میرین سلفر کوئن (Marine Sulpher Queen) نامی امریکی مال بردار جہاز غائب ہوا۔ اس پر ۳۸ جہازران سوار تھے۔ اس پر سلفر لدا ہوا تھا۔

⓮ یکم جولائی 1963 کو اسنو بوئے (Snow Boy) نامی کشتی غائب ہوئی۔

⓯ دسمبر 1967 میں وچ کرافٹ نامی (Witch Craft) جہاز غائب ہوا۔ اسکا وزن تیس ہزار ٹن تھا۔ اور عملے کی تعداد ۳۲ تھی۔

۱۶ مئی 1968 مشہور امریکی آبدوز اسکورپین (Scorpion) ننادیں فوجیوں سمیت غائب ہوگئی۔

۱۷ اپریل 1970 میں امریکی مال بردار جہاز ملٹن ٹریڈ (Milton Trade) غائب ہوا۔

۱۸ مارچ 1973 میں جرمنی کا مال بردار جہاز انیٹا (Aneta) غائب ہوا۔

یہ محض وہ واقعات ہیں جو زیادہ مشہور ہوئے ورنہ یہ فہرست خاصی طویل ہے۔

برمودا کی فضائیں.....طیاروں کی شکارگاہ

برمودا تکون میں بڑے بڑے جہازوں کا غائب ہو جانا ہی کیا کم پر اسرار تھا، فضاء میں اڑتے طیارے بھی نامعلوم منزلوں کی طرف روانہ ہونے لگے اور پھر کبھی واپس نہ آسکے۔ جنگی اور مسافر بردار طیارے اڑتے اڑتے اچانک غائب ہو جائیں، جبکہ موسم بھی بالکل صاف ہو، تو آپ کیا کہیں گے؟ کیا آسمان انکو نگل گیا یا برمودا تکون کے پانی میں موجود کوئی خفیہ قوت انکو اغوا کر کے لے گئی؟ طیاروں کا ملبہ بھی نہ مل سکا۔ اور نہ ہی پائلٹ ہنگامی پیغام اپنے اسٹیشن کو بھیج سکے۔ اگر کبھی کوئی بھیجنے میں کامیاب ہوا بھی تو وہ پیغام اس حالت میں اسٹیشن پہنچا کہ کوئی اسکو سمجھ نہیں سکتا تھا، کہ پیغام کا مطلب کیا ہے؟

1945 کی ایک شام برمودا تکون کی پر اسراریت میں اور اضافہ کر گئی۔ ابھی شام کا ابتدائی وقت تھا۔ موسم صاف اور فضاء بڑی خوشگوار تھی۔ تربیتی پروازوں کیلئے ایسا موسم بڑا ساز گار ہوتا ہے۔ امریکی ریاست فلوریڈا میں واقع ایک ائیربیس سے بارہ بمبار طیارے تربیتی پرواز کے لئے اڑے۔۔ تمام طیاروں نے ایک چکر ایک ساتھ لگایا۔ پھر ان سب کو ان کے مرکز کی جانب سے الگ الگ پرواز کرنے کا حکم ملا۔ چنانچہ تمام طیارے الگ الگ پرواز کرنے لگے۔ اس دوران مرکز کو کسی بھی طیارے کی جانب سے کسی پریشانی یا خرابی کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی جس کا مطلب تھا کہ سب ٹھیک چل رہا ہے۔ اپنا مقررہ وقت پورا کرنے کے بعد تمام طیارے ائربیس پر واپس آنا شروع ہوئے۔ دس واپس آگئے لیکن دو طیارے غائب ہوگئے۔ امریکی فضائیہ کے ہوابازوں نے اس علاقے کی فضاؤں اور سمندر کو چھان مارا۔ لیکن ان دو طیاروں اور ان میں موجود پائلٹ اور انجینیر کا کچھ سراغ نہ مل سکا۔

ائربیس کو کسی حادثے یا مدد طلب کرنے کا پیغام بھی موصول نہیں ہوا۔ گویا اتنے بڑے

طیارے برمودا کی فضاؤں میں تحلیل ہوئے یا پانی کی نظر ہو گئے کچھ پتہ نہ چل سکا۔

فلائٹ 19، چھ طیارے مریخ کے سفر پر

اسی سال یعنی 1945 ہی میں۔دسمبر کا مہینہ۔ کس کو پتہ تھا کہ شیطانی جزیروں کے نام سے مشہور اس علاقے کو ''برمودا تکون'' کا نام دیدیا جائیگا ۔اور تمام دنیا اس علاقے کے لیے اسی نام کو استعمال کرنا شروع کر دیگی۔بغیر اس حقیقت کا سراغ لگائے کہ سمندر کے پانی پر تکون کس طرح بن سکتا ہے۔اس کے باوجود پریس کانفرنس کرنے والے امریکی ذمہ داروں نے اس علاقے کے لئے تکون کا نام کیوں استعمال کیا؟ کیا دجال کے تکون یا یہودی خفیہ تحریک فریمیسن کے تکون سے اس جگہ کو کوئی نسبت ہے؟

ماہر اور تجربہ کار پائلٹ جن کے پاس 300 سے 400 گھنٹے پرواز کا تجربہ ہو۔اپنے وقت کے بہترین بمبار طیارے ان کے زیر استعمال ہوں ،موسم کے اتار چڑھاؤ کا ان کو اچھی طرح علم ہو لیکن برمودا کی فضاؤں میں اچانک غائب ہو جائیں ، اور وہ بھی ایک دو نہیں بلکہ پانچ طیارے ایک ساتھ۔

5 دسمبر 1945 کو تقریباً دو بج کر دس منٹ پر امریکی ریاست فلوریڈا کے فورٹ لاڈرڈیل (Fort Lauderdale) ائیر بیس سے فلائٹ 19 کے پانچ ایونجر (Avenger) طیارے اڑے اور اپنے مقررہ روٹ پر چند چکر لگائے۔اس کے بعد تقریباً 4 بجے ائیر بیس کو ان پانچ میں سے ایک طیارے کے پائلٹ کی جانب سے یہ پیغام موصول ہوا جس میں اسکواڈرن کمانڈر پکار رہا ہے:

پائلٹ ...... ہمیں عجیب وغریب صورت حال کا سامنا ہے ...... ایسا لگتا ہے گویا ہم اپنے روٹ سے بالکل ہٹ چکے ہیں ...... میں زمین نہیں دیکھ پا رہا ہوں ...... میں زمین نہیں دیکھ پا رہا ہوں۔

ائیر بیس...... آپ کس جگہ پر ہیں؟

پائلٹ...... میں اپنی جگہ کا تعین نہیں کر پا رہا ہوں ، مجھے بالکل پتہ نہیں کہ ہم کہاں ہیں؟ میرا خیال ہے کہ ہم فضاء میں ہی کہیں گم ہو گئے ہیں۔

ائیر بیس...... مغرب کی سمت میں اڑان جاری رکھو۔

پائلٹ ...... مجھے نہیں پتہ چل رہا ہے کہ مغربی سمت کس طرف ہے۔...... ہر چیز عجیب وغریب

نظر آرہی ہے...... میں کسی سمت کا تعین نہیں کرسکتا یہاں تک کہ ہمارے سامنے موجود سمندر بھی عجیب شکل میں نظر آرہا ہے...... میں اس کو بھی نہیں پہچان پارہا ہوں۔

ائیر بیس میں موجود عملہ خاصا پریشان تھا۔ ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی تھی کہ ماہر پائلٹ سمت کا تعین کیوں نہیں کر پا رہا ہے۔ کیونکہ اگر طیارے کا نیوی گیشن نظام (طیارے میں موجود سمت کا تعین کرنے کا نظام) کام نہیں کررہا تھا تب بھی یہ سورج کے غروب ہونے کا وقت تھا، اور پائلٹ سورج کو مغرب میں غروب ہوتا دیکھ کر بآسانی مغربی سمت کا تعین کرسکتا تھا۔ لیکن پائلٹ کہہ رہا تھا کہ وہ سمت کا تعین نہیں کر پا رہا ہے۔ آخر وہ کہاں چلا گیا تھا؟

اس کے بعد پائلٹ اور ائیر بیس کے درمیان رابطہ ٹوٹ گیا۔ اس پیغام کے علاوہ ائیر بیس کچھ اور پیغامات ریکارڈ کرنے میں کامیاب ہوا جو ان پانچ طیاروں کے پائلٹ آپس میں ایک دوسرے کو دے رہے تھے۔ جس سے پتہ چلتا تھا کہ باقی تمام پائلٹ بھی اسی طرح کی صورت حال سے دوچار تھے۔ کچھ دیر بعد ایک دوسرے پائلٹ جارج اسٹیورز کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی جس میں وہ کہہ رہا ہے: ہم یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ ہم اس وقت کہاں ہیں...... میرا خیال ہے کہ ہم ائیر بیس سے 225 میل شمال مشرق میں اڑ رہے ہیں۔

پھر تھوڑی دیر بعد وہ کہتا ہے: ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم سفید پانی میں داخل ہورہے ہیں...... ہم مکمل طور پر سمت کھو چکے ہیں...... اور اس کے بعد یہ طیارے ہمیشہ کے لئے اس سمندر کے پانیوں میں ہی کھو کر رہ گئے۔

ان پانچ طیاروں کو تلاش کرنے کے لئے اسی شام یعنی 5 دسمبر کو شام 7:30 پر مارٹین میرینر (Martin Mariner) نامی امدادی طیارہ روانہ کیا گیا۔ یہ طیارہ امدادی کاموں کے لئے خاص ہوتا تھا۔ جس میں پانی پر اترنے کی صلاحیت بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی طیارہ سمندر میں گر پڑے تو یہ اس کو بچانے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔

مارٹن میرینر نے مذکورہ پانچ طیاروں کے غائب ہونے کی جگہ پر پہنچ کر اپنے ائیر بیس سے رابطہ کیا۔ اس کے فوراً بعد اس طیارے کا رابطہ بھی ٹوٹ گیا۔ اور یہ بھی غائب ہوگیا۔ پانچ طیاروں کی تلاش میں جانے والا خود قابل تلاش بن گیا۔

فوراً ہی ان چھ طیاروں کو تلاش کرنے کے لئے امریکی فضائیہ اور بحریہ نے کوسٹ گارڈ کے

ساتھ مل کر علاقے کی فضائیں اور سمندر چھان مارا لیکن کسی کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ رات میں درمیانہ شب ائیر بیس کو ایک غیر واضح پیغام موصول ہوا۔"FT:::::::::FT" پیغام دینے والے کی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔ اس پیغام نے ائیر بیس میں موجود ہر ایک کو اور زیادہ پریشان کر دیا۔ کیونکہ یہ کوڈ فلائٹ 19 کا عملہ ہی استعمال کرتا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ان میں سے ابھی تک کوئی زندہ ہے۔ لیکن کہاں؟ اس پیغام کے موصول ہونے سے پہلے اس علاقہ کا چپہ چپہ چھان مارا گیا تھا۔ لیکن یہ رابطہ آخر کس جگہ سے کیا گیا؟ تو کیا برمودا کے پانی کے اندر ان کو اغوا کر کے لیجایا گیا؟

کوسٹ گارڈ ان طیاروں کو رات بھر تلاش کرتے رہے، پھر اگلے دن صبح ان غائب شدہ طیاروں کو تلاش کرنے کے لئے تین سو طیارے سیکڑوں کشتیاں، کئی آبدوزیں حتیٰ کہ اس علاقے میں موجود برطانوی فوج بھی پہنچ گئی لیکن اتنا بھی پتہ نہ لگ سکا کہ ان طیاروں کو حادثہ کیا پیش آیا اور کہاں چلے گئے؟

اس حادثے کی تحقیق کے لئے ماہرین کی ایک کمیٹی بنائی گئی تاکہ حادثے کی نوعیت کا پتہ لگایا جا سکے۔ لیکن یہ کمیٹی حادثے کی تحقیق تو دور کی بات، کوئی وضاحت حتیٰ کہ اپنا اندازہ بھی نہ بیان کر سکی کہ اس کے اندازے کے مطابق معاملہ کیا ہوا، البتہ کمیٹی کے سربراہ کی جانب سے صرف ایک بیان جاری کیا گیا کہ "وہ طیارے اور ان کا عملہ مکمل طور پر کہیں چھپ گیا گویا کہ وہ سب مریخ کی پرواز پر چلے گئے"۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان طیاروں کو کوئی حادثہ پیش آیا ہوتا تو کیا ان میں موجود ماہر پائلٹ لائف جیکٹ کے ساتھ طیارے سے چھلانگ بھی نہ لگا سکے، یعنی ان کو اتنی بھی مہلت نہیں ملی؟

دوسری توجہ طلب بات یہ ہے کہ طیارے شام کے وقت غائب ہوئے۔ اسکے فوراً بعد انکی تلاش میں طیارے اڑے اور تمام علاقے میں انکو تلاش کیا لیکن انکا کوئی سراغ نہیں ملا۔ اسکے بعد رات میں جو پیغام ملا وہ رابطہ کہاں سے کیا گیا؟

حادثے کے وقت حادثے کی جگہ سے قریب موجود عینی شاہدین کے بیانات کچھ پراسرار چیزوں کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ مثلاً ان طیاروں کی تلاش کرنے والی ایک کشتی والوں نے یہ بات نوٹ کی کہ سمندر کے پانی کے کچھ حصے کو گہری دھند ڈھانپے ہوئے ہے پھر وہ دھند سفید رنگ

میں تبدیل ہوئی۔ یادر ہے کہ برمودا کے پانی پر یہ مخصوص دھند اڑن طشتریوں کے اندر داخل ہوتے ہوئے اکثر دیکھی گئی ہے۔

DC-3 مسافر بردار طیارہ تھا جس پر تیس مرد، ان کی بیویاں اور بچے سوار تھے۔ یہ سب چھٹیاں گزار کر اپنے گھر واپس جا رہے تھے۔ یہ طیارہ پورٹو ریکو سے فلوریڈا کے لئے اڑا۔ اور میامی (فلوریڈا) ائیر پورٹ پر اترنے کی تیاری کرتے کرتے غائب ہو گیا۔ پائلٹ نے ہوائی اڈے پر اترنے کی اجازت مانگی..... اجازت بھی مل گئی لیکن یہ طیارہ کہیں اور اتار لیا گیا۔ اس کا بھی کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ برمودا کے حادثات کی تحقیق کرنے والے بعض ماہرین کی رائے یہ ہے کہ اس علاقے میں غائب ہونے والے افراد زندہ ہیں لیکن کسی اور جگہ۔ برمودا تکون کے پانی کے اندر نامعلوم قوتِ کشش ان کو کہیں اور لے گئی........ کسی نامعلوم مقام پر؟

ان تمام حادثات کو پڑھنے کے بعد ایک بات تو آپ بھی سمجھ رہے ہونگے کہ تمام غائب ہونے والے طیاروں میں کوئی فنی خرابی نہیں پیدا ہوئی، بلکہ ایک خوف ان پر طاری ہوا۔ اور بے حد تیزی کے ساتھ۔ قبل اس کے کہ وہ کچھ سمجھ پاتے وہ بالکل غائب کر دیئے گئے۔ ہمیشہ کے لئے۔ لیکن کہاں؟ یہ سوال ساری دنیا کے لئے بہت اہم ہے۔

برمودا تکون میں غائب ہونے والے مشہور طیارے

① 5 دسمبر 1945 کو پانچ امریکی بمبار طیارے ایک ساتھ برمودا کی فضاؤں میں غائب ہو گئے پھر ان کی تلاش میں ایک اور طیارہ گیا اور وہ بھی کبھی تلاش نہ کیا جا سکا۔

② 3 جولائی 1947 کو امریکی فضائیہ کا C54 برمودا کی فضاؤں میں ہمیشہ کے لئے لاپتہ ہو گیا۔

③ 29 جنوری 1948 کو چار انجنوں والا اسٹار ٹائیگر نامی طیارہ اپنے 31 سواروں کو لے کر غائب ہوا آج تک کسی کو کچھ پتہ نہ لگ سکا۔

④ 28 دسمبر 1948 کو DC3 نامی طیارہ 27 مسافروں کو لیکر برمودا کے آسمان میں غائب ہوا یا پانی کی گہرائیوں میں جا چھپا کچھ خبر نہیں۔

⑤ 17 جنوری 1949 اسٹار ایریل نامی طیارہ برمودا تکون کا شکار بنا۔

⑥ مارچ 1950 میں گلوب ماسٹر نامی امریکی طیارہ۔ مسافروں کو لے کر یہاں سے گذرا اور کبھی اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکا۔

⑦ 2 فروری 1952 یورک ٹرانسپورٹ نامی برطانوی طیارہ غائب ہوا۔

⑧ 30 اکتوبر 1954 امریکی بحریہ کا ایک طیارہ ہمیشہ کے لئے لاپتہ ہوگیا۔

⑨ 5 اپریل 1956 امریکی مال بردار طیارہ اپنے اسٹاف سمیت غائب ہوا۔

⑩ 8 اگست 1962 امریکی فضائیہ کا K.B نامی طیارہ لاپتہ ہوا۔

⑪ 28 اگست 1963 امریکی فضائیہ کے K.C.B.5 ٹائپ دو طیارے غائب ہوئے۔

⑫ 22 ستمبر 1963-C132 طیارہ لاپتہ ہوا۔

⑬ 5 جون 1965 - C119 غائب مع دس سواروں کے۔

⑭ 11 جنوری 1967 کو YC122 طرز کا طیارہ چودہ افراد سمیت لاپتہ ہوا۔

⑮ 17 جنوری 1947 امریکی جنگی طیارہ غائب ہوا۔

یہ تو چند مشہور حادثات ہیں جو برمودا کے سمندر اور فضائی حدود میں پیش آئے، ورنہ اس کے علاوہ اور بہت سارے حادثات ہیں جو قصے کہانیوں اور ناولوں کی نظر ہو گئے۔

برمودا تکون اور شیطانی سمندر میں تعلق

برمودا تکون اور شیطانی سمندر میں بہت گہرا رابطہ ہے۔ محققین کا کہنا ہے کہ ایسے بہت سے شواہد موجود ہیں کہ گمنام طیاروں اور جہازوں کو ایک تکون سے دوسری تکون کی طرف سفر کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ یہ دونوں تکون ایک ہی طول البلد و عرض البلد (35) پر واقع ہیں۔ جس طرح کے مشاہدات برمودا تکون کے علاقے اور فضاء میں کئے گئے ہیں اسی طرح شیطانی سمندر میں بھی اڑن طشتریوں کا آنا جانا اسکے اوپر منڈلانا اور پانی کے اندر داخل ہونے اور نکلنے کے متعدد واقعات موجود ہیں۔ یہاں بھی خالی جہاز (بغیر کپتان اور عملے کے) سمندر میں تیزی سے سفر کرتے نظر آتے ہیں۔

برمودا تکون کی طرح یہاں بھی گرم اور سرد موجیں آپسمیں ٹکراتی ہیں جسکے نتیجے میں بڑی مقدار میں مقناطیسی میدان وجود میں آتا ہے۔

برمودا تکون اور مختلف نظریات

برمودا میں غائب ہونے والے اکثر طیارے، بحری جہاز، کشتیاں ان میں اکثر کا تعلق

امریکہ اور برطانیہ سے رہا ہے۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ ان دونوں حکومتوں نے نہ تو کبھی اس معاملے کو سنجیدگی سے لیا ہے اور نہ ہی اپنی پروازوں کو اس علاقے کے اوپر سے گذرنے پر پابندی لگائی ہے۔ بلکہ اس بارے میں جتنی بھی تحقیقاتی کمیٹیاں بنی ہیں انکی رپورٹوں کو شائع نہیں کیا گیا۔ یوں لگتا ہے کہ دنیا کی حکومتوں کو اسکی اجازت نہیں ہے۔ سب کے ہونٹ سلے ہوئے ہیں۔ شاید اسی لئے بہت سے سرکاری محققین تو اس بات کے سرے سے ہی انکاری ہیں کہ دنیا میں ایسا کوئی علاقہ موجود ہے جہاں ایسے حادثات رونما ہوئے ہیں۔

برمودا ٹرائنگل کے حادثات کے اسباب کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ عالمی شہرت کے حامل سائنسداں، ماہرین ارضیات (Geologists) ماہرِ طبعیات، فلاسفر، سیاح، دانشور حتیٰ کہ یہودی اور عیسائی مذہبی پیشواؤں نے اس کے اسباب کے بارے میں اپنے نظریات بیان کئے ہیں۔ ہر طبقے کے نظریات میں ان کے اپنے نقطہ نظر (Point of view) کی چھاپ بالکل واضح محسوس کی جاسکتی ہے۔ ہم یہاں مشہور نظریات بیان کر رہے ہیں اور اس کے بعد ان کا تجزیہ کریں گے۔

جو طاقتیں برمودا ٹرائنگل سے لوگوں کی توجہ ہٹانا چاہتی ہیں ان کی جانب سے یہ کہا جاتا ہے کہ طیاروں اور جہازوں کو دنیا کے مختلف خطوں میں حادثات پیش آتے رہتے ہیں۔ لہٰذا اگر برمودا کے علاقے میں بھی کوئی حادثہ پیش آجائے تو اس میں اتنا تعجب کرنے اور اس پر اتنی توجہ مبذول کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ چنانچہ مشہور کتاب "دی برمودا ٹرائنگل مسٹری سولوڈ" The Bermuda Triangle Mystery Solved کے مصنف لیری کوشے لکھتے ہیں:

The accidents were not strange but only hyped up by the media and irrational sensationalists.

ترجمہ...... برمودا ٹرائنگل میں رونما ہونے والے حادثات کوئی عجیب و غریب بات نہ تھے۔ لیکن میڈیا اور غیر عقلی جذباتی لوگوں کے ذریعے اسکو اچھالا گیا ہے۔

مذکورہ نظریے کے علاوہ جو محققین برمودا کی حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں ان کی جانب سے بھی مختلف نظریات بیان کئے جاتے ہیں:

1 قدامت پسند عیسائیوں کا خیال ہے کہ برمودا ٹرائنگل جہنم کا دروازہ ہے۔

❷ بعض لوگ برمودا کی اہمیت کو یہ کہہ کر کم کرنے کوشش کرتے ہیں کہ وہاں پانی بہت گہرا ہے۔ چنانچہ جہازوں اور طیاروں کا غائب ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

❸ ایک گروہ کا خیال ہے کہ برمودا کے سمندر میں پانی کے اندر شدید طوفان اٹھتے ہیں جو ڈوبنے والے جہازوں اور طیاروں کو اس علاقے سے بہت دور بہا لے جاتے ہیں۔

❹ برمودا کے علاقے میں پانی کے اندر زلزلے آتے ہیں جن کی وجہ سے حادثات بہت تیزی کے ساتھ رونما ہوتے ہیں۔

❺ بعض ماہرین کا خیال ہے کہ اس جگہ کشش یا الیکٹرو میگنیٹک لہریں (Electro Magnetic Waves) پیدا ہوتی ہیں، جن کی طاقت ہماری اس بجلی کی طاقت سے ہزاروں گنا زیادہ ہوتی ہے چنانچہ یہ انتہائی طاقت ور لہریں جہازوں کو توڑ کر ان کا نام و نشان مٹا دیتی ہیں اور برمودا کے اوپر اڑتے طیاروں کو کھینچ لیتی ہیں، اسی وجہ سے برمودا تکون کے علاقے میں کمپاس (سمت بتانے والا آلہ) کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ دنیا میں دو جگہ ایسی ہیں جہاں کمپاس کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ ایک برمودا تکون دوسرا جاپان کا شیطانی سمندر (Devil's Sea)۔

کمپاس کے ناکارہ ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ ان دو خطوں کے علاوہ دنیا میں کہیں بھی کمپاس کو استعمال کریں تو اس کی سوئی شمال کی جانب ہوتی ہے لیکن یہ حقیقی (قطبی) شمال کی جانب نہیں بلکہ مقناطیسی شمال کی جانب ہوتی ہے۔ جبکہ ان دو علاقوں میں کمپاس کی سوئی قطبی شمال کی جانب ہوتی ہے جس کی وجہ سے سمت کے تعین میں بڑا فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی رائے امریکی بحریہ کی بھی ہے:

The US Navy proposed the possibility of electromagnetic and atmospheric disturbances.

ترجمہ...... امریکی بحریہ نے الیکٹرو میگنیٹک اور موسمی خرابی کے امکان کے بارے میں تجویز کا اظہار کیا تھا۔

❻ سائنسدانوں کی اکثریت کا خیال ہے کہ یہ مکمل سائنسی مسئلہ ہے:

Most scientists attribute the disappearances to tricky ocean currents, hostile weather and human or technical

error. In the Triangle area, compasses point to the geographical North Pole rather than the magnetic north, which something makes navigation difficult causing accidents.

ترجمہ: اکثر سائنسدان غائب ہونے کے واقعات کو دھوکے باز سمندری موجوں، ناموافق موسم اور انسانی یا تکنیکی غلطی کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ برمودا تکون کے علاقے میں کمپاس جغرافیائی قطب شمال کی جانب ہوتا ہے برخلاف مقناطیسی شمال کے۔ جسکی وجہ سے سمت کے تعین کے نظام میں دشواری ہو جاتی ہے اور حادثات کا سبب بنتی ہے۔"

❼ اس بارے میں ایک نظریہ ایڈ اسنیڈ کر (Ed snedeker) نامی سائنسداں کا ملاحظہ فرمائیں:

The atmosphere above the Triangle is filled with invisible tunnels, which suck in the aircraft, ships and people.

ترجمہ: تکون کے اوپر کی فضاء نہ نظر آنیوالی سرنگوں سے بھری ہوئی ہے جو طیاروں، جہازوں اور افراد کو اپنے اندر کھینچ لیتی ہیں۔

❽ برمودا تکون کے بارے میں تحقیق کرنیوالے ایک اور محقق چارلس برلٹز (Charles Berlitz) کا خیال ہے کہ برمودا تکون کے اندر مقناطیسی بھنور (Magnetic Vortex) ہیں۔ جو اپنے اندر اپنے شکار کو کھینچ لیتے ہیں۔

❾ ایک نظریہ یہ ہے کہ برمودا تکون کے اندر اڑن طشتریاں (Flying sauccers) جاتی دیکھی گئی ہیں۔ چنانچہ وہاں ان میں سوار خفیہ قوتوں کے ٹھکانے ہیں۔ جو اپنے مخصوص مقاصد کے لئے طیاروں، جہازوں اور افراد کو اغواء کر لیتے ہیں۔

❿ امریکہ میں ایک فرقہ برمودا تکون کی حقیقت روحانیت سے جوڑتا ہے۔

⓫ یہ حقیقت ہے کہ وہاں پانی کے اندر چھوٹی چھوٹی غاریں پائی گئی ہیں۔

⓬ یہاں قدیم تہذیب اٹلانٹس کا مدفن ہے جو انتہائی ترقی یافتہ تھی۔ اور سمندر میں زلزلوں کے سبب

پانی کے اندر ڈوب گئی۔
برمودا تکون کی حقیقت کے بارے میں مذکورہ بیان کردہ نظریات کے علاوہ اور کافی نظریات ہیں۔مثلاً میتھین گیس تھیوری کے نام سے ایک نظریہ مشہور ہے۔جو کہ ڈاکٹر بین کلینل (Dr Ben Clennel) کا ہے:

Dr. Ben Clennel of Leeds University popularized the theory that methane locked below the sea sediments reduces the density of water making ships sink. He also claimed that the highly combustible gas could also ignite aircraft engines, blowing them up

ترجمہ: لیڈس یونیورسٹی کے ڈاکٹر بین کلینل نے یہ نظریہ متعارف کرایا کہ تکون کے اندر سمندر کے نیچے میتھین گیس ہے جو کہ سمندر کی تہہ میں تچھٹ میں موجود ہے۔ یہ آبیدے (Gas Hydrates) سمندر کی تہوں سے نکل کر موٹے موٹے بلبلوں کی صورت میں پانی کی سطح پر آجاتے ہیں یہ بلبلے چھونے سے یا آواز سے پھٹ جاتے ہیں اور ان میں موجود گیس باہر نکل جاتی ہے۔جسکی وجہ سے وہاں پانی کی کثافت (Density) کم ہو جاتی ہے۔جسکے نتیجے میں جہاز وغیرہ ڈوب جاتے ہیں۔ نیز انکا یہ بھی دعویٰ ہے کہ چونکہ یہ گیس انتہائی سریع الاشتعال ہے لہٰذا اگر یہ گیس فضاء میں پھیل جائے تو طیارے کے انجن کو ایک دھماکے کے ساتھ اڑا سکتی ہے۔

⑫ مصری محقق محمد عیسیٰ داؤد کے مطابق شیطانی سمندر اور برمودا تکون کانے دجال کے زیرِ استعمال ہیں۔اس نے باقاعدہ قلعے نما محل بنایا ہوا ہے جو تکون کی شکل کا ہے۔

تنقیدی جائزہ

جہاں تک اس نظریے کا تعلق ہے کہ برمودا تکون میں کوئی غیر معمولی بات نہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ برمودا سے دنیا کی توجہ ہٹانا چاہتے ہیں۔نظریہ نمبر ایک یعنی برمودا تکون جہنم کا دروازہ ہے۔اس پر کسی تبصرے کی ضرورت نہیں ہے۔
نظریہ نمبر دو کو بھی اسلئے تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ خواہ پانی کتنا ہی گہرا کیوں نہ ہو، موجودہ سائنسی ترقی کے دور میں سمندر کے اندر چھوٹی اور بڑی مچھلیوں کے جسم سے چھوٹے چھوٹے کیمرے لگا کر

انکی زندگی کی مکمل معلومات سائنسداں اکٹھا کر رہے ہیں۔ اگر چھوٹی بڑی مچھلیوں اور دیگر پانی کے جانوروں کی زندگی کو کیمروں میں قید کیا جا سکتا ہے تو اتنے بڑے بڑے جہازوں اور طیاروں میں سے کسی ایک کا ملبہ بھی آج تک کسی کو نظر نہیں آیا؟

نظریہ نمبر تین (برمودا میں طوفانوں کا اٹھنا) میں بھی کوئی وزن نظر نہیں آتا۔ کیونکہ اول تو یہ کہ جتنے واقعات برمودا ٹرائیکون میں رونما ہوئے اس وقت وہاں موسم صاف تھا۔ کسی طوفان وغیرہ کی کوئی اطلاع ریکارڈ نہیں کی گئی۔ دوسرا یہ کہ وہ کیسا خاص طوفان ہوتا ہے جو کبھی صرف جہاز کو ڈبوتا ہے اور مسافروں کو صحیح سلامت لاکر ساحل پر چھوڑ جاتا ہے اور کبھی اس طوفان کو صرف سواروں کی ضرورت ہوتی ہے اور جہاز کو ساحل پر پہنچا دیتا ہے؟

چوتھے نمبر پر جو نظریہ ہے کہ پانی کے اندر زلزلوں کی وجہ سے حادثات بہت تیزی کیساتھ رونما ہوتے ہیں۔ چلئے یہ مان لیتے ہیں۔ لیکن پھر ہوا میں اڑتے طیاروں کے بارے میں کیا کہا جائیگا؟ زلزلے سمندر میں آئے اور فضاء میں اڑتے طیارے کیسے غائب ہو گئے؟ نیز یہ کیسے زلزلے ہیں جو کسی ماہر ارضیات نے کبھی ریکارڈ نہیں کئے۔ اور نہ ہی زلزلوں کا پتہ لگانے والے آلات کسی زلزلے کو ریکارڈ کر سکے؟

نظریہ نمبر پانچ کے اول حصہ کو قارئین غور سے پڑھئے۔ ہم اس پر آئندہ چل کر بحث کرینگے۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے جو آگے چل کر اس علاقے میں چھپی قوتوں، خفیہ منصوبوں اور ابلیس اور دجال کی سائنسی ترقی کو سمجھنے میں مدد دیگی۔

نظریہ نمبر چھ کے بارے میں ایک محقق گیان کوشر جو کہ 1990 سے برمودا ٹرائیکون پر تحقیق کر رہے ہیں۔ سائنسدانوں کے نظریات کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

The rationalistic attempt to deny the mystery or fit it into the existing scientific framework fails. The magnetic compass variation explanation is false because the Argonic line (the area of difference in calculation) moves with the rotation of the earth and is not always inside the Triangle to cause accidents. The methane gas theory

also false .Since the Triangle area does not have vast gas reserves.

ترجمہ: برمودا تکون کے راز یا معمہ ہونے کی حیثیت کے انکار کی کوشش یا اس کو موجودہ سائنسی چوکھٹے میں رکھنے کی کوشش ناکام ہو چکی ہے۔ مقناطیسی کمپاس کے فرق والی تشریح بھی غلط ہے۔ کیونکہ کمپاس میں کمی بیشی کا جو علاقہ ہے وہ زمین کے گھومنے کے ساتھ حرکت کرتا ہے اور وہ فرق ہمیشہ تکون کے اندر نہیں ہوتا کہ حادثات کا سبب بن جائے۔ میتھین گیس تھیوری بھی بے بنیاد ہے کیونکہ تکون میں بڑی مقدار میں گیس کے ذخائر نہیں ہیں۔

گیان کوثر آ گے کہتے ہیں

"Despite science's efforts to create a Theory of Everything, earth still holds secrets that we can't fathom".

ترجمہ: سائنس کے نظریہ ''تھیوری آف ایوری تھنگ'' (یہ ایک نظریہ ہے جو فطرت کی چاروں طاقتوں کی تشریح کرتا ہے۔) کی ایجاد کی کوشش کے باوجود زمین ابھی بھی اپنے اندر ایسے رازوں کو چھپائے ہوئے ہے کہ جن کی تہہ تک ہم نہیں پہنچ سکتے۔

نظریہ نمبر سات پر کسی تبصرے کی ضرورت نہیں البتہ اس سائنسداں کے بارے میں آگے مختصراً کچھ گفتگو کرینگے اور آٹھ اور نو قابل غور ہیں جن کا تذکرہ آگے آئیگا۔

نظریہ نمبر ۱۱ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہاں پانی کے اندر چھوٹی چھوٹی غاریں پائی گئی ہیں۔ لیکن اس نظریے میں انکی نوعیت اور شکل نہیں بتائی گئی یا پھر بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ اور یہ غاریں خود بن گئیں یا کسی منظم قوت نے بنائی ہیں۔ البتہ اتنا ضرور ہوا کہ جس نے ان غاروں کے بارے میں جاننے کی کوشش کی اور کچھ جان بھی لیا.... اسکو پانی کے اندر ہی مار دیا گیا۔

نظریہ ۱۲ کا تعلق قدیم دیومالائی تاریخ سے ہے۔ جہاں تک محمد عیسی داؤد کے نظریے کا تعلق ہے تو انھوں نے دجال کے موضوع پر بہت محنت کی ہے اور کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ راقم کے پاس وہ کتابیں تھیں لیکن فی الحال نہیں ہیں۔ اگر ہوتیں تو کافی مفید معلومات قارئین کی خدمت میں پیش کرتا۔

محمد عیسیٰ داؤدان تمام جگہوں پر خود گئے ہیں جہاں سے دجال یا یہودی خفیہ تنظیم فری میسن کا کوئی تعلق رہا ہے۔ مثلاً سویڈن، مصر، فلسطین، امریکہ، برمودا شام وغیرہ۔ فلسطین و مصر میں کچھ قدیم مخطوطات ہاتھ بھی لگے ہیں۔ وہاں ضعیف العمر لوگوں سے انھوں نے کافی معلومات حاصل کی ہیں جو اس موضوع سے متعلق عربوں میں سینہ بسینہ چلا آرہی ہیں۔ انکے نظریے کے بارے میں آگے گفتگو کرینگے۔

مذکورہ نظریات اور ان کی تشریحات کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ برمودا تکون کے حادثات کی تحقیق کرنے والے وہ محققین جو اس علاقے کو خطرناک علاقہ قرار دیتے ہیں ان کی دلیلیں زیادہ وزنی ہیں۔

ایک اور محقق بی پر باتھ اپنے مقالے ''برمودا تکون توانائی کا میدان یا وقت کا میلان (Bermuda Triangle:Energy Filed or Time Warp)'' میں کافی بحث ومباحثہ کرنے کے بعد لکھتا ہے:

''متضاد تشریحات کے باوجود ایک خفیہ ڈور بھی ہے۔ وہ یہ کہ برمودا تکون کے اندر عجیب لیکن طاقتور توانائی کی موجودگی جس کو بعض سائنسدان بھی تسلیم کرتے ہیں۔ البتہ یہ کسی کو پتہ نہیں کہ کیوں اور کیسے یہ علاقہ اس بے انتہا توانائی کی جگہ بنا؟

جی ہاں! برمودا تکون میں ایک ''طاقت ور قوت'' کے ہونے پر اکثر محققین متفق ہیں۔ لیکن یہ پراسرار قوت ہے کیا اور اس کو کنٹرول کون کرتا ہے؟ کیا وہاں قوتِ کشش ہے؟

بعض محققین کا خیال ہے کہ وہاں ایسی شعاعیں یا لہریں پیدا ہوتی ہیں جو ہماری اس بجلی کی طاقت سے ہزاروں گنا زیادہ طاقت ور ہیں۔ یہ لہریں جہازوں اور طیاروں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں ان کو برقناطیسی یا الیکٹرو میگنیٹک لہریں (Electromagnetic Waves) کہتے ہیں۔ برقناطیس کا یہ نظریہ برطانوی ماہرِ طبعیات جیمس کلرک نے 1873 میں متعارف کرایا تھا۔

آپ آسان الفاظ میں یوں سمجھ سکتے ہیں جس طرح ہماری یہ بجلی ایک بہت طاقت ور چیز ہے جو بڑی بڑی مشینوں کو چلاتی ہے، بڑے دیو ہیکل طیاروں کو اڑاتی ہے۔ اسی طرح کی ایک قوت الیکٹرو میگنیٹک قوت یا قوتِ کشش بھی ہے۔ البتہ یہ ذہن میں رہے کہ یہ قوت ہماری بجلی کی قوت کے مقابلے لاکھوں گنا طاقتور ہے۔ جس کو ہماری جدید سائنس ابھی تک مکمل طور پر استعمال

میں لانے میں ناکام رہی ہے۔ کیونکہ برمودا میں موجود قوتِ کشش اس قوتِ کشش سے یکسر جدا ہے جسکو ہمارے سائنسدان جانتے ہیں۔

چنانچہ مشہور جیو فیزکس سائنسداں جان کیر سٹوئی کہتے ہیں کہ "اس (برمودا تکون کے) پانی کے اندر اور پانی کے اوپر ایک خاص قسم کی قوت کشش موجود ہے۔ یہ قوتِ کشش ہماری اس قوتِ کشش سے مختلف ہے۔ جس کو ہم جانتے ہیں"۔

جان کیر سٹوئی یہاں پر دو توانائیوں کے قائل ہیں۔

اگر کوئی سائنسداں توانائی کے طور پر اس قوتِ کشش کو استعمال کرنے میں کامیاب ہو جائے تو پھر اس توانائی سے چلنے والی کار ہماری موجودہ توانائی سے چلنے والی کار سے لاکھوں گنا تیز رفتاری سے دوڑ ےگی، اس توانائی سے چلنے والی مشینری صدیوں کا کام دنوں میں انجام دیدےگی اور ذرا تصور کیجئے قوتِ کشش سے اڑنے والے طیارے (یا اس طرح کی کوئی اور سواری) اس کی رفتار کیا ہوگی زمین کا چکر تو گویا اس سواری کے سواروں کیلئے ایسے لپیٹ دیا جائیگا جیسے مینڈھے کی کھال کو لمحوں میں لپیٹ دیا جاتا ہے۔ ایسی اڑنے والی سواریاں جو آپ کے دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے غائب ہو جائیں۔ فضاء میں معلق ہو جائیں، سمندر کے اندر غاریں بنالیں۔ جس کو چاہیں دور سے ہی اپنی طرف کھینچ لیں۔ بجلی سے چلنے والے تمام آلات اور انجن بند کردیں۔ حتیٰ کہ اس کشش کے ذریعے زمین کی حرکت کو متاثر کردیں اور دن کو عام دن کے بجائے سال کے برابر کردیں؟

سوال یہ ہے کہ کیا زیرِ سمندر ایسے سائنسداں ہیں جنھوں نے یہ قوت حاصل کرلی ہے؟

جدید ٹیکنالوجی اور خفیہ قوت

برمودا تکون کے اندر جس قوت کشش کا ذکر جان کیر سٹوئی نے کیا ہے برمودا میں اس قوت کشش کی موجودگی کو تقریباً تمام نظریات کے حامل سائنسدان تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی نظریے کو ہم بھی اگر تسلیم کرلیں کہ چلئے مان لیتے ہیں کہ اس علاقے میں ایسی کشش ہے جو بڑے بڑے دیوہیکل جہازوں اور اسکے اوپر فضاء میں اڑتے طیاروں کو اپنے اندر کھینچ لیتی ہے، تو پھر بھی ایک سوال باقی رہتا ہے۔ وہ یہ کہ یہ کشش منظم ہے یا غیر منظم؟ یعنی اسکو کوئی کنٹرول کررہا ہے یا کسی کے کنٹرول میں نہیں ہے؟ اگر غیر منظم ہے تو اس علاقے کے اوپر موجود سیٹیلائٹ جام ہوجانے چاہئیں۔ کیونکہ اتنے بڑے مقناطیسی میدان کے ہوتے ہوئے اسکے اوپر سیٹیلائٹ کو کام نہیں کرنا

چاہیئے۔ جبکہ ایسا نہیں ہے۔ اس علاقے کے اوپر سیکڑوں کی تعداد میں سیٹلائٹ کام کر رہے ہیں اور کبھی ان میں خرابی کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ البتہ ایسا ضرور ہوتا ہے کہ سیٹلائٹ نے بعض حادثوں کے وقت اس جگہ کی فلمیں بنائیں۔ لیکن فلمیں صاف تھیں۔ (سوائے میرے کمپیوٹر انجینئر بھائیو! اپنے کمپیوٹر ہارڈ دسکوں پر زیادہ اعتماد نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی ساری معلومات اس میں ڈال کر بے فکر ہو جاؤ اور پھر کسی دن جب ضرورت پڑنے پر کمپیوٹر آن کرو تو اسکرین پر ونڈوز (Windows) کے بجائے جھلملاتے ستارے نظر آ رہے ہوں۔ اپنا تمام ڈیٹا قلم والی روشنائی سے لکھ کر اپنے پاس رکھو۔ تاکہ کل پریشانی نہ اٹھانی پڑے۔)

اسی بنیاد پر لانگ وڈ کالج ورجینیا کے ماہر طبعیات پروفیسر وائن میٹ جین کہتے ہیں:

"اگر ایک مقناطیسی حلقۂ عمل جو آٹھ سو میل کی بلندی پر موجود موسمی سیارے کی ٹیپ کو صاف کر دے تو اسے یقیناً کسی سیارے کے خلاء میں سفر کرنے میں رکاوٹ بھی پیدا کرنی چاہیئے۔ اس قدر طاقتور مقناطیسی حلقۂ عمل کسی بھی سیارے کو اس کے مدار میں الٹا گھمانے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے، مگر ایسا نہیں ہو رہا چنانچہ یہ بات کسی ایسی نامعلوم و پراسرار قوت کی موجودگی کی جانب اشارہ کرتی ہے جس سے ہم قطعی لاعلم اور بے خبر ہیں"۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس مقناطیسی کشش کی وجہ سے یہ حادثات ہوتے ہیں تو پھر اس علاقے سے گذرنے والا ہر جہاز اور طیارہ غائب ہونا چاہیئے تھا۔ جبکہ حادثات خاص اوقات میں رونما ہوتے ہیں۔ اگر آپ اب بھی اس بات کو تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں تو اس واقعے کی تشریح آپ کیا کرینگے:

میری سیلسٹ نامی کشتی ۱۹۷۲ء کے اوائل میں بغیر کسی فنی خرابی کے اچانک غائب ہوگئی۔ غائب ہونے کی جگہ کو کنگھال پھینکا گیا لیکن بے سود۔ کئی ماہ کے بعد یہ کشتی سطح سمندر پر نمودار ہوئی۔ ایسا ہی واقعہ لاداہاما (LADAHAMA) نامی جہاز کا ہے۔

اب آپ دوبارہ مذکورہ نظریات پڑھیئے اور دیکھئے کہ کیا کوئی بھی نظریہ اس حادثے کی تشریح کر سکتا ہے۔ سوچئے..... اگر کشتی انتہائی تیز طوفان کی نظر ہوتی یا مقناطیسی کشش اسکو سمندر کے اندر لیجانے کا سبب ہوتی تو اسکا کچھ سراغ بھی نہیں ملنا چاہیئے تھا۔ جبکہ یہ کشتی مکمل ٹھیک حالت میں تھی۔ تمام آلات اسٹارٹ حالت میں تھے۔ انجن بھی ٹھیک تھا۔ ایندھن کافی مقدار میں موجود تھا۔ اگر آپ کہیں کہ ہو سکتا ہے بحری قزاق اسکو اغواء کر کے لے گئے ہوں تو پھر قزاق کپتان کی

الماری میں موجود قیمتی جواہرات اور انتہائی بیش بہا کاغذات کیوں اپنے ساتھ نہیں لے گئے۔ البتہ کشتی میں موجود تمام سوار غائب تھے۔ یہ کیسے قزاق تھے جو افراد کو اپنے ساتھ لے گئے اور کبھی تاوان کی وصولی کے لئے کسی سے رابطہ تک نہ کیا؟ اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ کئی ماہ تک پانی کے اندر رہنے کے بعد یہ کشتی صحیح حالت میں پانی کی سطح پر کیسی آگئی۔

اگر یہ کشش غیر منظم ہے تو طیاروں کو فضا سے سمندر میں گرتے ہوئے کبھی کسی نے کیوں نہیں دیکھا؟ پائلٹ کوئی ہنگامی پیغام اپنے ائیر بیس کو نہیں دے سکے؟ کسی طیارے کا ملبہ بھی نہیں مل سکا؟ پھر کبھی مسافر غائب جہاز ساحل پر اور کبھی جہاز غائب اور مسافر خود ساحل پر پہنچ گئے؟

ایک اہم بات یہ بھی یاد رکھنی چاہئے کہ برمودا تکون اور شیطانی سمندر میں اکثر غائب ہونے والے مال بردار جہازوں میں عسکری امور میں استعمال ہونے والا سامان یا خام مال بھرا ہوا تھا۔ نیز جو افراد اغواء کئے گئے وہ بھی اپنے فن میں ماہر لوگ تھے، چنانچہ ہمارے پاس اس بات کو تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ اس علاقے میں کوئی خفیہ قوت ہے جو اس مقناطیسی کشش کو منظم انداز میں استعمال کر رہی ہے اور اس پر اسکو مکمل کنٹرول حاصل ہے۔

وہ کون ہے؟

اس قوتِ کشش کو اتنے منظم انداز میں استعمال کرنے والا کون ہے؟ وہ کونسی قوت ہے جس نے اس کو اتنا مؤثر بنالیا جس کے ذریعے فضاء میں اڑتے طیارے غائب کردئے جائیں، جدید طیاروں کی جدید ٹیکنالوجی کو جام کردیا جائے، اس علاقے کے اوپر سیٹیلائٹ اور موسمی سیارے جو اس علاقے کی تصویریں نکالنے کی کوشش کریں اور تصویریں کھینچ لی جائیں، لیکن کیمرے کی فلم صاف۔ یعنی برمودا تکون میں موجود ''خفیہ قوت'' اتنی جدید ٹیکنالوجی کی مالک ہے کہ دنیا کے جدید ترین سمجھے جانے والے سیٹلائٹ اور ان کے کیمروں میں موجود فلموں کو ہزاروں کلومیٹر دور سے صاف کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

یہی اعتراض برمودا پر تحقیق کرنے والے ایک اور محقق پروفیسر ہیرولڈ ایل ڈیوس نے اپنے مقالے میں کیا ہے۔ جسکا عنوان ہے: ''ہمہ جہات کشش یقینی ہیں۔ لیکن یہ آتی کہاں سے ہیں؟''

Gravity Pulses Confirmed-But Where do they come from?

تو کیا ہماری اس معلوم دنیا اور موجودہ سائنس دانوں کے علاوہ اسی دنیا کی کوئی خفیہ طاقت سائنس وٹیکنالوجی میں بہت آگے جاچکی ہے؟ دوسو یا تین سو سال آگے اور کیا وہ طاقت برمودا تکون میں سمندر کے اندر موجود ہے؟ کیا قوت کشش سے اڑنے والی سواری تیار کی جاچکی ہے؟

برمودا تکون......نا معلوم خفیہ پناہ گاہیں؟

اڑن طشتریاں برمودا تکون کے علاقے میں سب سے زیادہ دیکھی گئی ہیں۔ نیز آگ کے بڑے بڑے گولے، سفید چمکدار بادل اور خود اڑن طشتریوں کو بھی برمودا تکون کے سمندر میں داخل ہوتے دیکھا گیا ہے۔ اسکے علاوہ گمنام طیارے فضاء سے اس طرح اس میں داخل ہوتے دیکھے گئے ہیں جیسے وہ سمندر میں نہیں بلکہ اپنے رن وے پر اترے ہوں۔

اگر آپ بادل کو دیکھیں کہ اس کا ایک حصہ آسمان کی جانب بلندیوں میں ہے اور دوسرا برمودا تکون کے پانی میں داخل ہو رہا ہے، یا بہت بڑے آگ کے گولے کو اڑتا ہوا یا کسی کا پیچھا کرتا ہوا دیکھیں تو ایسے واقعات کی کیا سائنسی تشریح کریں گے؟ اسی طرح بڑے بڑے طیارے ہزاروں لوگوں کی آنکھوں کے سامنے سمندر کے اندر یوں داخل ہو جائیں جیسے سمندر نے ان کے لئے اندر جانے کا راستہ بنا دیا ہو؟

کوئن الزبتھ اول نامی جہاز پر موجود جون سینڈر کا بیان ہے

”میں کوئن الزبتھ اول پر ناساسے نیویارک براستہ برمودا تکون جارہا تھا۔ موسم صاف اور سمندر پرسکون تھا۔ میں صبح کے وقت عرشے پر کھڑا ایک ساتھی کے ساتھ کافی پی رہا تھا۔ اچانک میں نے ایک چھوٹا سا طیارہ دیکھا۔ طیارہ ہم سے دوسو گز کے فاصلے پر سے دوسو فٹ کی بلندی پر پرواز کرتا ہوا سیدھا ہماری طرف آرہا تھا۔ میں نے اپنے ساتھی سڈنی کو اس کی طرف متوجہ کیا۔ پھر طیارہ ہم سے پچھتر (75) گز دور جہاز کے قریب بڑی خاموشی سے سمندر کے اندر چلا گیا۔ نہ کوئی طیارے کے گرنے کی آواز تھی اور نہ کوئی پانی کا چھپاکا تھا۔ بس یوں لگتا تھا جیسے سمندر نے اس طیارے کے لئے ہی اپنا منہ کھولا تھا۔ میں اپنے ساتھی کو وہیں کھڑا چھوڑ کر نگران آفیسر کو اطلاع دینے چلا گیا۔ انہوں نے جہاز کو موڑا اور ایک کشتی بھی پانی پر اتاری۔ لیکن وہاں نہ تو کوئی ملبہ تھا اور نہ ہی تیل کا نشان۔ جس سے یہ بات یقینی تھی کہ طیارے کو کوئی حادثہ پیش نہیں آیا ورنہ طیارے

میں موجود تیل کو پانی کی سطح پر ضرور آنا چاہئے تھا۔ سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ تھی جب طیارہ پانی میں گرا تو پانی میں چھپا کا کیوں نہیں ہوا؟ اور پانی اچھلا کیوں نہیں؟

طیارے کا پانی کے اندر داخل ہونے کا اس سے بھی زیادہ مستند واقعہ فلوریڈا کے ساحل ''ڈیٹن بیچ'' کا ہے۔ جس کو 27 فروری 1953ء کی صبح بے شمار لوگوں نے دیکھا۔ طیارہ ساحل سے صرف سو گز کے فاصلے پر گرا تھا۔ فوراً ہی کوسٹ گارڈ اور وہاں موجود انتظامیہ نے وہ جگہ کھنگال ڈالی لیکن طیارے کا کوئی سراغ نہ ملا۔ حتیٰ کہ تیل کا بھی کوئی نام ونشان نہ تھا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ آس پاس کے تمام ائیر پورٹ سے رابطہ کیا تو کہیں سے بھی طیارہ گم ہونے کی اطلاع نہیں ملی؟ آخر یہ طیارہ کس کا تھا؟ کہاں سے آیا، اور اتنی خاموشی سے برمودا تکون کے سمندر میں کس کے پاس چلا گیا؟

آگ کے گولے اور برمودا تکون

آگ کے گولے، سفید چمکدار بادل اور اڑن طشتریاں اگر ان سب کو گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہ ایک ہی سلسلے کی کڑی نظر آتی ہیں۔ ایسا لگتا ہے گویا اڑن طشتری کو چھپانے کے لئے یہ بادل اور کہر مصنوعی طور پر کیمیائی عمل سے پیدا کی جاتی ہے۔ برمودا کے اندر آگ کے گولوں کا داخل ہونا بھی معروف چیز ہے۔

ڈبلیو جے موری جو کہ ایک سی مین ہے ایسی ہی صورت حال سے دوچار ہو چکا ہے۔ ڈبلیو جے موری کا بیان ہے کہ وہ 1955ء میں ''اٹلانٹک سٹی'' نامی جہاز پر کام کر رہا تھا۔ صبح کا وقت تھا۔ واچ آفیسر میرے پاس آ کر کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے چیخ ماری۔ جہاز پاگلوں کی طرح ایک دائرے میں چکر کاٹنے لگا تھا۔ تب ہم نے دیکھا کہ آگ کا ایک گولا بڑی تیزی کے ساتھ جہاز کی طرف آرہا ہے۔ میں خوف زدہ ہو کر عرشے پر کود گیا میرے ایک ساتھی نے مجھے دھکا دیکر عرشے پر اپنے ساتھ گرا لیا۔ وہ آگ کا گولا ہمارے اوپر سے گذر گیا۔ بعد میں ہم نے دیکھا کہ سمندر خوفناک انداز میں تلاطم خیز تھا۔ ہم کپتان کے کمرے کی طرف دوڑے وہاں کمپاس (سمت بتانے کا آلہ) ناکارہ پڑا تھا اور سارا راستہ وہ خراب ہی رہا۔

کہر اور پراسرار بادل

برمودا تکون کے اوپر اکثر انتہائی چمکدار بادل اور سفید چمکدار کہر بھی دیکھے جاتے رہے ہیں۔

کولمبس نے اپنی امریکی دریافت کے سفر میں بھی ایسے چمکدار بادل یا کہر کا ذکر کیا ہے۔اس کی لاگ بک (ڈائری) جو اس کے جہاز سے ملی تھی اس میں اس نے لکھا تھا "آگ کا ایک جناتی گولہ" اور "سطح سمندر پر سفید چمکدار لکیریں"۔

محققین کا کہنا ہے کہ یہ قدرتی بادل نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ چمکدار بادل بالکل صاف موسم میں، جہاں کسی بادل کا نام ونشان بھی نہیں ہوتا اچانک سامنے آجاتے ہیں اور برمودا تکون کے پانی کے اندر آتے جاتے بھی انکو دیکھا گیا ہے۔اس چمکدار بادل یا کہر میں اگر کوئی طیارہ یا جہاز داخل ہو گیا تو اس کو عجیب وغریب صورت حال کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ بلکہ طیارے اور جہاز ان میں داخل ہو کر ہمیشہ کے لئے غائب بھی ہو چکے ہیں۔آپ فلائٹ 19 کے غائب ہونے والے پانچ طیاروں میں سے ایک کے پائلٹ کا آخری پیغام پڑھ چکے ہیں جس میں وہ کہہ رہا تھا "ہم سفید پانی میں داخل ہو رہے ہیں"۔

یہ سفید پانی دراصل انتہائی چمکدار بادل ہوتا ہے۔اس میں داخل ہونے کے بعد پائلٹ کو خلاء، زمین اور پانی سب گڈمڈ سا نظر آنے لگتا ہے اور وہ سمت کا بھی تعین نہیں کر پاتا، طیارے اور جہاز کے تمام آلات کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں، پائلٹ اور کپتان پر نامعلوم قسم کا خوف طاری ہو جاتا ہے۔

نومبر 1964 میں پائلٹ چک ویکلے نے اینڈروس سے میامی تک پرواز کے دوران اپنے طیارے کے دائیں جانب پر کے پاس اچانک ہی ایک چمکدار کہر کو ظاہر ہوتے دیکھا۔اس کہر کے ظاہر ہوتے ہی طیارے کے تمام آلات ناکارہ ہو گئے پھر طیارے کا پائلٹ خود بھی ایک چمکتا ہوا وجود بن کر رہ گیا۔

کئی کشتیاں اور جہاز بھی ان چمکدار کہر میں پھنس کر ہمیشہ کے لئے غائب ہو چکے ہیں۔کیپٹن ڈان ہنری بھی ایک بار اس چمکدار کہر میں گھر گیا تھا۔اس وقت وہ اپنے ٹگ (Tug کشتیوں کو کھینچنے والی طاقتور اسٹیم بوٹ) سے ایک کشتی کو کھینچ کر لا رہا تھا۔کشتی کہر میں کھو گئی لیکن ڈان ہنری نے ہمت نہ ہاری اور وہ کسی نامعلوم قوت سے بڑی رسہ کشی کے بعد اپنی کشتی نکال لایا۔اسکے بیان کے مطابق اس کے ٹگ کی تمام برقی توانائی جیسے کسی پراسرار اور نامعلوم قوت نے چوس لی تھی۔

ایسے ہی بادل نے سینا 72 نامی طیارے کا تعاقب کیا۔ذرا سوچئے کیا کوئی بادل کسی طیارے کا تعاقب کرتا ہے؟ اس طیارے کے آلات ناکارہ ہو گئے اور طیارہ اپنا راستہ بھول گیا۔اس

کا پائلٹ مر گیا اس واقعے کو بیان کرنے والے اس طیارے کے بچ جانے والے مسافر تھے۔

ایک اور طیارہ ''بونانزا'' اینڈ روس کی حدود سے نکلتے ہی ڈھنگی ہوئی روئی جیسے دبیز بادل میں گھس گیا۔ اس کا ریڈیائی رابطہ منقطع ہو گیا، پھر چار منٹ بعد ہی بحال ہو گیا لیکن پائلٹ نے خود کو میامی (فلوریڈا) پر پایا۔ گیس کی سوئی پٹرول کی مقدار اس مقدار سے پچیس گیلن زیادہ بتا رہی تھی جو اس وقت طیارے میں ہونی چاہئے تھی۔ یہ مقدار اتنی ہی تھی کہ اینڈ روس میامی تک کے سفر میں خرچ ہوتی تھی۔ اسکا مطلب یہ تھا کہ طیارہ میامی تک اپنے انجن کے ذریعے نہیں بلکہ اسی ''پر اسرار بادل'' کے ذریعے پہنچا تھا۔

برطانوی رجمنٹ... بادل لے اُڑے

پہلی عالمی جنگ کے دوران گیلی پولی کی مہم کئی وجہ سے بڑی مشہور ہوئی۔ برطانوی فوج اور ترکی کی فوج آمنے سامنے تھی۔ گھمسان کی جنگ.... گیلی پولی میں شکست کا مطلب تھا مکمل ترکی پر برطانیہ کا قبضہ۔ برطانوی فوجیں فتوحات کرتی آگے بڑھتی جا رہی تھیں۔ قریب تھا کہ وہ میدان مار لیں۔ ۲۸ اگست ۱۹۱۵ء کو موسم بالکل صاف تھا۔ اچانک میدان جنگ کے اوپر بادل کے کچھ ٹکڑے ظاہر ہوئے۔ ان ٹکڑوں سے نیچے ایک اور بادل کا بہت بڑا ٹکڑا زمین تک ایک سڑک پر جھکا ہوا تھا۔ بادل کا یہ ٹکڑا آٹھ سوفٹ لمبا اور دوسوفٹ چوڑا تھا۔ ہوا کے باوجود یہ بادل اپنی جگہ موجود تھے۔ اس سڑک سے آگے ایک پہاڑی 'ہل سکسٹی'' تھی جس پر برطانوی فوج ترک فوج سے برسر پیکار تھی۔ برطانیہ کی ایک رجمنٹ ''دی فرسٹ فورتھ نارفوک'' اس پہاڑی پر موجود دستے کی کمک کے لئے اس سڑک پر آگے بڑھی اور اس بادل میں داخل ہو گئی۔ چونکہ دھند تھی اس لئے پیچھے والے فوجیوں کو بادل میں داخل ہونے والوں کا کچھ علم نہیں تھا۔ سو مکمل رجمنٹ آگے بڑھتی رہی۔ لیکن.....ایک سپاہی بھی ہل سکسٹی نہیں پہنچ سکا۔ ایک گھنٹے کے بعد جب آخری فوجی بھی اس بادل میں داخل ہو گیا تو پورا بادل بڑی خاموشی سے اوپر اٹھا اور اوپر والے بادل کے مختلف ٹکڑوں سے جا کر مل گیا۔ اس ٹکڑے کا دوسرے بادلوں کے ساتھ ملنا تھا کہ سارے بادل بلغاریہ کی جانب چلنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے سب غائب ہو گئے۔

اس رجمنٹ کے بارے میں یہ سمجھا گیا کہ شاید جنگ میں ختم ہو گئی یا گرفتار ہو گئی۔ لیکن بعد میں ترکی نے کہا کہ اسے تو ایسی کسی رجمنٹ کا علم ہی نہیں ہے۔ یہ رجمنٹ آٹھ سو سے چار ہزار جوانوں پر

مشتمل تھی۔ اتنی بڑی تعداد بغیر کوئی نام ونشان چھوڑے غائب ہوگئی اور کبھی پتہ نہیں لگ سکا کہ انکا کیا بنا۔ یہ واقعہ اگرچہ برمودا کے علاقے سے باہر کا ہے لیکن ان چمکدار بادلوں سے متعلق ہے۔

وقت کا تھم جانا یا کسی اور جہت میں چلے جانا (Time Warp)

یہ کہر یا بادل بعض اوقات وقت میں گڑ بڑ کا باعث بھی بنے رہتے ہیں۔ کبھی وقت آگے پایا گیا تو کبھی پیچھے۔ مثلاً نیشنل ایئر لائنز کا طیارہ دس منٹ تک راڈار پر سے غائب رہا۔ پائلٹ نے بتا یا کہ اس دوران وہ روشن کہر میں سے پرواز کر رہا تھا۔ ہوائی اڈے پر اترنے کے بعد پتہ چلا کہ تمام مسافروں کی گھڑیاں اور خود طیارے کا کرونو میٹر ٹھیک دس منٹ پیچھے تھا۔ حالانکہ ہوائی اڈے پر اترنے سے آدھا گھنٹہ پہلے انہوں نے ٹائم چیک کیا تھا۔

دوسرا واقعہ ایسٹرن ایئر لائنز کے ایک طیارے کا ہے۔ اس طیارے کو دوران پرواز ایک شدید جھٹکا لگا جس کی وجہ سے وہ راستہ بھٹک گیا۔ لیکن پھر بھی سلامت زمین پر اترنے میں کامیاب ہوگیا۔ طیارے کے عملے اور مسافروں نے دیکھا کہ ان سب کی گھڑیوں کی سوئیاں بند پڑی تھیں۔ اور یہ ٹھیک وہ وقت تھا جب طیارے کو جھٹکا لگا تھا۔

برمودا تکون کے اوپر سفید چمکدار بادلوں میں جو طیارہ یا جہاز گھس گیا اس کو بھی ایسی ہی وقت کی تبدیلی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ کبھی دس منٹ غائب تو کبھی آدھے گھنٹے کا کچھ سراغ نہ مل سکا کہ کہاں گیا؟

وقت کا کسی اور جہت میں چلے جانے کا تصور البرٹ آئنسٹائن نے پیش کیا تھا۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جانب اس سے بھی پہلے اشارہ فرمایا ہے۔ دجال سے متعلق حضرت نواس ابن سمعانؓ والی حدیث میں دجال کے دنیا میں رہنے کی مدت بیان کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ (دجال) دنیا میں چالیس دن رہے گا۔ پہلا دن ایک سال کے برابر دوسرا دن ایک مہینے کے برابر اور تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا۔ باقی دن عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ (مسلم شریف)

برمودا تکون میں اس طرح کے پراسرار واقعات کی آخر کیا تشریح کی جاسکتی ہے۔ یہ کہر یا چمکتا ہوا بادل کیا ہے جو طیاروں اور جہازوں کو غائب کر دیتا ہے۔ اس میں داخل ہونے والوں کے لئے وقت تھم جاتا ہے یا کسی اور جہت میں چلا جاتا ہے۔ انکو برمودا کے پانی کے اندر داخل ہوتے

اور پانی سے نکلتے بھی دیکھا گیا ہے۔

بہت سے عینی شاہدین اور غیر جانب دار محققین کی رائے یہ ہے کہ تجسس اور رازوں سے بھرے ان واقعات کا تعلق اڑن طشتریوں کے ساتھ ہے۔ اڑن طشتریوں کے وقت یہ تمام واقعات رونما ہوتے ہیں۔ اور یہ کہر، چمکدار بادل اور گیند کی شکل کے آگ کے بڑے بڑے گولے در حقیقت اڑن طشتریاں ہی ہیں۔

یہ اڑن طشتری (Flying saucer) یا U.F.O کیا ہے؟ کیا وہ خفیہ قوت جس نے مقناطیسی کشش توانائی پر قابو پالیا ہے انھوں نے واقعی اڑن طشتری بھی بنالی ہے؟ کیا اڑن طشتری تصوراتی اور خیالی قصے کہانی نہیں؟ ان اڑن طشتریوں میں سفر کرنے والی مخلوق جس کو خلائی مخلوق کے طور پر مشہور کیا گیا، وہ خلائی مخلوق نہیں بلکہ ہماری اس زمین کے ہی لوگ ہیں؟

تیسرا حصہ

اڑن طشتریاں
(Flying Saucers)

برمودا ٹکون کی حقیقت جاننے کے لئے ہمیں اڑن طشتریوں کے بارے میں جاننا ہوگا کہ ان کی حقیقت کیا ہے؟ برمودا ٹکون کے ساتھ انکا کیا تعلق ہے؟

یوں تو اڑن طشتریوں کے بارے میں بچپن سے ہی پڑھتے چلے آرہے ہیں لیکن اس وقت ان کہانیوں کو بچے پریوں کی کہانیوں کی طرح پڑھتے ہیں۔

اڑن طشتری کو یو۔ ایف۔ او (U.F.O) یا Unidentified Flying Objects یعنی نامعلوم اڑنے والی چیزیں کہا جاتا ہے۔ یہ کسی جدید معدن اور پلاسٹک کے مرکب سے تیار کی جاتی ہے۔ یہ معدن چمکدار ہوتی ہے جو دور سے دیکھنے میں تیز سفید روشنی کے مانند نظر آتی ہے۔ ایک ہی اڑن طشتری بیک وقت اپنا حجم چھوٹا اور اتنا بڑا کر سکتی ہے کہ اپنی آنکھوں پر شک ہونے لگے اور دیکھنے والے بیہوش ہو جائیں۔ اسکے اندر سے عام طور پر نارنجی (Orange)، نیلی اور سرخ رنگ کی روشنیاں پھوٹ رہی ہوتی ہیں۔ اسکی رفتار اتنی تیز ہے کہ ایک سیکنڈ میں نظروں سے غائب ہو جاتی ہے۔ جو رفتار اب تک ریکارڈ کی جاسکی ہے وہ سات سو (700) کلومیٹر فی سیکنڈ یعنی پچیس لاکھ بیس ہزار (2520000) کلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔ یہ وہ رفتار ہے جو ہم دنیا والوں کو معلوم ہے۔ اصل رفتار کا کسی کو علم نہیں۔

فضاء میں ایک ہی جگہ رکی رہ سکتی ہے، چیزوں اور افراد کو اپنی طرف دور سے ہی کھینچ لیتی ہے۔ اگر کوئی اسکے قریب جائے تو اسکے جسم میں شدید قسم کی خارش شروع ہو جاتی ہے اور آنکھیں جلنے لگتی ہیں اور جسم میں اس طرح جھٹکا لگتا ہے جیسے سخت کرنٹ لگ گیا ہو۔ دنیا کے بجلی کے نظام اور مواصلاتی نظام کو جام کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے (امریکہ میں ایسا ہو چکا ہے ۹ جون ۲۰۰۷

امریکہ کے مشرقی ساحلی علاقے اٹلانٹا اور جارجیا میں ہوائی اڈے پر پروازوں کی آمدورفت معطل ہوگئی اور ہزاروں ملکی اور غیر ملکی پروازیں تعطل کا شکار ہوئیں۔ اسکا سبب مسافر طیاروں کی آمدورفت کو کنٹرول کرنے والے نظام کا اچانک فیل ہو جانا تھا۔) لیزر شعاعوں کے ذریعے دنیا کے جدید ترین طیاروں کو بآسانی تباہ کر سکتی ہے۔ یہ اڑنے کے ساتھ ساتھ سمندر کے اوپر اور سمندر کے اندر اسی طرح چلنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

جہاں تک اس کی ٹیکنالوجی کا تعلق ہے تو صرف ابھی اندازہ ہی ہے۔ وہ یہ کہ اس کائنات میں موجود تمام توانائی کے ذرائع اڑن طشتری کی ٹیکنالوجی میں استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں قوت کشش اہم ہے۔ اڑن طشتریوں کا راز جاننے کی کوشش میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھنے والے ڈاکٹر جیسوب کا کہنا ہے" یہ غیر معروف چیزیں ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ (اڑن طشتری والے) بہت طاقتور مقناطیسی میدان بنانے پر قدرت رکھتے ہیں، جسکی وجہ سے یہ جہازوں اور طیاروں کو کھینچ کر کہیں لے جاتے ہیں۔

اڑن طشتریاں آنکھوں کا دھوکہ یا حقیقت

اڑن طشتریاں اب تک دنیا کے مختلف خطوں میں دیکھی گئی ہیں۔ لیکن برموداٹکون کیطرح انکی حقیقت کو بھی گڈمڈ کرنے کی کوشش کی گئی ہے حتیٰ کہ بعض نے تو ان کے وجود کا ہی انکار کر دیا ہے کہ ایسی کوئی چیز دنیا میں پائی ہی نہیں جاتی۔ ان کے بارے میں ایک یہ نظریہ مشہور کرنے کی کوشش کی گئی کہ یہ خلائی مخلوق کی سواری ہے اور ان میں خلائی مخلوق سوار ہو کر ہماری اس معلوم دنیا میں گھومنے پھرنے کی غرض سے آجاتی ہے۔

یہ نظریہ بھی اصلی حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کے سوا کچھ نہیں۔ اڑن طشتریوں کے وجود کا انکار اب اس وجہ سے بھی ممکن نہیں رہا کہ انکو دیکھے جانے کے واقعات بہت زیادہ ہیں۔ نیز بیک وقت دیکھنے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان سب پر کسی وہم، تخیل یا جھوٹ کا الزام لگا کر رد نہیں کیا جا سکتا۔ گذشتہ چند سالوں میں لوگوں نے انکی تصویریں اور ویڈیو بھی بنائی ہیں۔

اڑن طشتریوں کے دیکھے جانے کے واقعات جب زیادہ ہونے لگے تو بعض ممالک کی جانب سے یہ مسئلہ اقوام متحدہ میں اٹھایا گیا اور ۱۹۷۶ء میں اقوام متحدہ نے اس بارے میں سنجیدگی سے غور کرنا شروع کیا۔ تمام رکن ممالک کو ہدایت کی کہ وہ اڑن طشتریوں کی دریافت کے آلات اپنے اپنے

علاقوں میں نصب کریں تاکہ انکی حرکات وسکنات کو آلات کے ذریعے ریکارڈ کیا جا سکے۔

بیسویں صدی کے آخر میں ایک گیلپ سروے کیا گیا جسکے مطابق ایک تہائی امریکیوں کی رائے تھی کہ اڑن طشتری والے ہمارے ملک میں آچکے ہیں۔

چنانچہ جب اڑن طشتریوں کے دیکھے جانے کے واقعات اتنے زیادہ ہوگئے کہ ان کو آنکھوں کا دھوکہ کہہ کر رد کردینا ممکن نہیں رہا تو عالمی فتنہ گر یہودیوں نے اس کو بھی برموداتکون کی طرح افسانوی قصے کہانیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کی۔

راقم نے دومرتبہ فضاء میں ایسی روشنی کو چند دوستوں کے ہمراہ حرکت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔راقم چند دوستوں کے ہمراہ ایک بلند جگہ پر کھڑا تھا۔اندھیرا ابھی وادیوں میں اترنا شروع ہوا تھا۔دور سامنے ایک نارنجی رنگ کی روشنی نمودار ہوئی اور دھیرے دھیرے سیدھی اوپر کیجانب افقا (Vertical) اٹھنی شروع ہوئی اور پھر سیدھی سامنے کی طرف چلی گئی۔اولاً تو یہ گمان ہوا کہ شاید ہیلی کاپٹر ہے۔لیکن جس طرح یہ روشنی اوپر اٹھی وہ انداز ہیلی کاپٹر کا نہیں ہوتا۔نیز وہ علاقہ ایسا تھا جہاں ہیلی کاپٹر کی کوئی جگہ نہیں تھی۔نہ ہی وہ کوئی میزائل تھا اور کوئی ایسی چیز جسکو کوئی اور نام دیا جا سکے۔

دوسرا واقعہ صبح سحری کے وقت کا ہے۔ایک تیز سفید روشنی ہمارے اوپر سے گذری جو کافی نیچے تھی۔روشنی اتنی تیز تھی کہ اس چیز کا حجم نظر آرہا تھا جو کہ بڑے کیپسول کے مانند تھا۔نہ تو یہ طیارہ تھا اور نہ ہی ہیلی کاپٹر کیونکہ جتنی نیچائی پر یہ تھا تو اسکی زوردار آواز ہمیں سنائی دینی چاہئے تھی۔لیکن اس روشنی کی کوئی آواز نہیں تھی، اسکو آنکھوں کا دھوکہ بھی نہیں کہہ سکتے تھے کیونکہ راقم کے علاوہ بھی دو افراد نے اسکو دیکھا تھا۔

اڑن طشتریوں کے دیکھے جانے کے واقعات کوئی آج کی بات نہیں بلکہ اسکی تاریخ بھی اس صدی کی ہے جو صدی دنیا میں شیطانی ریاست امریکہ کے قیام کی ہے۔یعنی پندرویں صدی عیسوی۔جون 1400ء میں بھی اڑن طشتری دیکھے جانے کے واقعات ریکارڈ پر موجود ہیں۔آپ اگر تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو علم ہوگا کہ یہ پندرویں صدی سائنسی انقلاب کی صدی سمجھی جاتی ہے۔تب سے لیکر آج تک دنیا کے مختلف خطوں میں اڑن طشتریاں دیکھی جاتی رہی ہیں۔یہاں ہم اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف گذشتہ سال (2008) میں اڑن طشتری دیکھے جانے کے واقعات مہینے کے اعتبار سے پیش کررہے ہیں یہ وہ واقعات ہیں جنکی رپورٹ متعلقہ اداروں کو کی گئی:

جنوری	فروری	مارچ	اپریل	مئی	جون
443	352	312	420	317	419
جولائی	اگست	ستمبر	نومبر		
495	448	352	393		

اپریل 1952 میں ڈان کیمبیل جو کہ سیکریٹری برائے بحری (امریکی) وزارت تھا، جزائر ہوائی کے اوپر سفر کر رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ دو اڑن طشتریاں بہت تیزی کے ساتھ ان کے طیارے سے قریب ہو رہی ہیں۔ پھر وہ دونوں اڑن طشتریاں ان کے طیارے کے گرد چکر لگانے لگیں جیسے طیارے کی تلاشی لے رہی ہوں۔ کیمبیل جب واشنگٹن واپس آیا تو اس نے امریکی فضائیہ سے اس بارے میں جاننے کی کوشش کی۔ لیکن امریکی فضائیہ اور امریکی سی آئی اے نے اس کو یہ بات سمجھا دی کہ اگر اپنی نوکری کو بچانا چاہتے ہو تو جو کچھ آپ نے دیکھا ہے، اس کو بھول جاؤ۔

1947 سے 1969 تک امریکی ائیر فورس نے اڑن طشتریوں کے بارے میں تفتیش کی۔ اڑن طشتریوں کے دیکھے جانے کے واقعات کی جو رپورٹیں موصول ہوئیں تھیں ان کی تعداد 12618 تھی۔

اڑن طشتریوں میں سوار قوتوں نے یہ کوشش کی ہے کہ دنیا والے ان کو کسی اور سیارے کی مخلوق سمجھیں۔ اس لئے انہوں نے اپنا حلیہ کسی خلائی مخلوق کی طرح بنا کر انسانوں کے سامنے خود کو ظاہر کیا ہے چنانچہ ان کو (Aleins) یعنی پردیسی یا اجنبی کا نام دیا گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ پردیسی نہیں بلکہ اسی دنیا کے لوگ ہیں جو عالمی کفریہ طاقتوں کے اہم لوگوں سے رابطے میں رہتے ہیں۔

اڑن طشتری والوں کی امریکی صدر سے ملاقات

1951ء میں ایک اڑن طشتری امریکہ کے ایک فوجی ائیر پورٹ پر اتری۔ اس اڑن طشتری کے اندر سے تین آدمی نکلے جو روانی سے انگریزی بول رہے تھے۔ انہوں نے امریکی صدر آئزن ہاور (یہ اسکے بعد صدر بنے) سے ملاقات کیلئے کہا۔ وہاں موجود فوجی افسران نے امریکی صدر آئزن ہاور (دورِ صدارت 1953ء تا 1961ء) سے رابطہ کیا۔ چار گھنٹے بعد امریکی صدر وہاں آیا اور اس نے اڑن طشتری والوں سے ملاقات کی۔ امریکی صدر کے ہمراہ تین فوجی تھے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس دن ائیر پورٹ پر تمام کاروائیاں نامعلوم وجوہات کی بنا پر معطل

رہیں۔ چنانچہ نہ تو کوئی فوجی اپنی جگہ سے ہلا، نہ کوئی طیارہ اڑا نہ اور کوئی کام ہوا۔ مکمل ایمر جنسی نافذ کردی گئی۔ پھر اڑن طشتری غائب ہوگئی۔

مذکورہ دعویٰ ماہر امریکی پروفیسر لین نے ایک امریکی سی آئی اے کے اہلکار کے حوالے سے 1956ء میں کیا۔ لیکن اس ملاقات میں کیا بات چیت ہوئی کسی کو کچھ پتہ نہ چل سکا؟

1976ء میں پورٹو ریکو (جو کہ برمودا تکون کی حدود میں ہے) میں اتنی زیادہ اڑن طشتریاں نظر آئیں کہ انکو دیکھنے کے لئے ہائی وے پر چلتا ٹریفک جام ہوکر رہ گیا۔ اور گاڑیوں کے انجن خود بخود ہی بند ہو گئے ٹی وی، ریڈیو اور پریس کے بندے ان اڑن طشتریوں کے کرتب دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے۔ تین ماہ تک اڑن طشتریوں کے پورے بیڑے بار بار ظاہر ہوتے رہے جیسے یہ کوئی معمول کی پرواز ہو۔

اڑن طشتریاں وائٹ ہاؤس پر

۱۹۵۲ء میں ۱۳ جولائی سے ۲۹ جولائی تک واشنگٹن ڈی سی پر اڑن طشتریاں دیکھی جاتی رہیں۔ ایک ہی رات ۲۰ کی تعداد تک لوگوں نے اڑن طشتریاں دیکھیں۔ یہ ۲۰ اڑن طشتریاں وہائٹ ہاؤس کے اوپر چکر کاٹتی رہیں۔ اس پر امریکی عوام میں کافی شور مچا۔ حقیقت حال جاننے کیلئے جیٹ طیارے اڑے۔ لیکن اڑن طشتریاں ان کے ساتھ چوہے بلی کا کھیل کھیلتی رہیں۔ طیارے جب اڑن طشتریوں کے اتنے قریب پہنچ جاتے جہاں سے انکی تصویر اور انکا معائنہ کیا جا سکتا تھا تو اڑن طشتریاں ناقابل یقین تیزی کے ساتھ ان سے بہت دور چلی جاتیں۔ اس سے امریکی عوام اور پریس میں مزید شور اٹھا۔ چنانچہ مجبوراً امریکی صدر ٹرومین نے بذاتِ خود اڑن طشتریوں کی تفتیش کرنے والے مشن ”پروجیکٹ بلیو بیک“ کے نگران کیپٹن ایڈورڈ جے رپیلٹ سے بات کی اور اس واقعے کے بارے میں پوچھا۔ لیکن جواب سن کر آپکو حیرانی ہوگی کہ ایک لیپٹن امریکی صدر کے سامنے صاف جھوٹ بول گیا۔ اس نے ایسے کسی واقعے کا صاف انکار کر دیا اور کہا کہ راڈار اسکرین پر جو کچھ نظر آیا وہ محض موسمی اثرات تھے۔ لیکن اس جھوٹ بولنے میں کیپٹن رپیلٹ تنہا نہیں تھا۔ بلکہ اسکے پیچھے باقاعدہ مضبوط گروہ تھا۔ جو یہ چاہتا تھا کہ حقیقت کوئی بھی نہ جان سکے۔

اڑن طشتریوں کے وائٹ ہاؤس کے اوپر سے گزرنے کے وقت کیپٹن رپیلٹ خود واشنگٹن میں موجود تھا۔ لیکن اس واقعے کی اطلاع اسکو اخبار سے ہوئی۔ اس نے واشنگٹن میں گھوم پھر کر عینی

شاہدین سے شہادتیں لینا چاہیں تو پینٹا گون حکام نے اسکو اسٹاف کی گاڑی دینے سے ہی انکار کردیا۔ اسکو کہا گیا کہ اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو اپنی جیب سے کرائے کی ٹیکسی کر کے چلے جائیں۔ (امریکہ میں موجود طاقتور قوتیں یہی چاہتی ہیں کہ برموڈا اور اڑن طشتریوں کے بارے میں کوئی تحقیق نہ کی جائے) وہ بددل ہو کر سیدھا اوہایو میں اس پروجیکٹ کے ہیڈ کوارٹر پہنچا اور اس نے ایک راڈار اسپیشلسٹ سے اڑن طشتریوں کے بارے میں بات کی۔ یہ کیپٹن روئے جیمس تھا۔ اس نے کہا کہ غیر معمولی موسمی صورتِ حال میں راڈار پر نامعلوم اجسام ظاہر ہو سکتے ہیں۔

29 جولائی 1952 کو اسی موضوع پر امریکی ایئر فورس کے جنرل این۔ ای سامفورڈ نے پینٹا گون میں صحافیوں کی بڑی تعداد کی موجودگی میں پریس کانفرنس کی۔ صحافیوں نے تند تیز سوالات کئے۔ جنرل نے صحافیوں کو وہی کیپٹن جیمس والی بات سنادی۔ لیکن صحافی اور اڑن طشتری پر تحقیق کرنے والے اس تشریح سے بالکل مطمئن نہیں ہوئے۔ خود کیپٹن رپیلٹ بھی اس تشریح سے مطمئن نہیں تھا۔ کیونکہ جب اس نے واشنگٹن نیشنل ائرپورٹ (جہاں راڈار پر اڑن طشتریاں ظاہر ہوئی تھیں) پر راڈار پر موجود ذمہ داران سے بات کی تو کوئی بھی جنرل ای سامفورڈ کی تشریح سے مطمئن نہیں تھا۔

جب عوام اور صحافیوں کی جانب سے اس بارے میں زیادہ شور ہونے لگا تو 24 ستمبر 1952 کو امریکی خفیہ ادارے سی آئی اے کے شعبہ سراغرسانی برائے سائنسی امور کی جانب سے ایک میمورنڈم جاری کیا گیا جس میں اڑن طشتریوں کی خبروں پر تبصرے کرنے کو قومی سیکورٹی کے لئے خطرہ قرار دیدیا گیا۔ ذرا غور فرمایئے، ایسا ان اڑن طشتریوں میں کیا ہے جسکو امریکی حکومت چھپانا چاہتی ہے اور اس پر تبصرے کو سیکورٹی کے لئے خطرہ سمجھا جاتا ہے۔

اڑن طشتری پاکستان میں

ڈیرہ غازی خان...... 29-8-00...... ۲۹ اگست، ۲۰۰۰ اتوار کی رات ڈیرہ غازی خان میں اڑن طشتری دیکھی گئی۔ دو ہفتوں میں یہ یورینیم سے مالا مال علاقے میں دوسری مرتبہ نظر آئی ہے۔ روزنامہ ڈان کے مطابق یہ اڑن طشتری مغرب کی جانب سے آئی اور فورٹ منرو اور راکھی گنج کے اوپر سے اڑتی ہوئی Baghalchor اور Roughin کے درمیان زمین کی طرف اتری۔ بورڈر ملٹری پولیس نے اخبار کو مقامی لوگوں کے حوالے سے یہ بات بتائی کہ اڑن طشتری

سیدھی زمین کی طرف اتری۔ اسلام آباد میں حکام نے اس بات کی تردید کی ہے یہ کوئی میزائل تجربہ تھا۔ ۱۵ اگست کو ایک اور اڑن طشتری ضلع راجن پور میں واقع ایک ائربیس کے قریب دیکھی گئی تھی۔ اسی تاریخ کو بلوچستان میں ایسے ہی چھ روشنی چھوڑتے جسموں کو دیکھے جانے کی اطلاع بھی موصول ہوئی تھی۔

اٹک

راقم کو ایک معتبر صاحب نے بتایا کہ 96-1995 میں شام کے وقت وہ کامرہ (اٹک) میں اپنے گھر میں تھے۔ انکے اوپر سے بہت نیچائی پر ایک تکون کی شکل کی کوئی چیز گذر کر گئی۔ اسکے پیچھے کامرہ ائربیس سے طیارے اڑے اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آگئے۔ انہوں نے سوچا کہ شاید یہ چیز اوروں نے بھی دیکھی ہو یا خبروں میں اسکے بارے میں بتایا جائے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ (اس موضوع پر امریکی صدر کے ہونٹ سل گئے تو پاکستانی کیسے بول سکتے ہیں)

لاہور

18 اکتوبر 2008 شام 8:05 پر لاہور میں امان کریم صاحب نے آٹھ اڑن طشتریاں دیکھنے کا دعویٰ کیا ہے۔ انکے بقول یہ V کی شکل میں مشرق کی جانب جارہی تھیں۔

راولپنڈی

جنوری 1998 میں راولپنڈی کے آصف اقبال صاحب نے اپنے بارے میں یوں بتایا: یہ اور انکے ایک دوست صبح فجر سے پہلے اپنی چھت پر تھے۔ اس وقت انھوں نے آسمان میں کچھ ایسی روشنیاں دیکھیں جنکی شکلیں بار بار تبدیل ہورہی تھیں۔ انکے بقول یہ اڑن طشتریاں تھیں کیونکہ یہ روشنیاں کسی اور چیز کی نہیں ہوسکتیں۔ آصف اقبال صاحب راولپنڈی میں مائکروٹیک انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیشن ٹیکنالوجی (پرائیویٹ) نامی ادارے میں نیٹ ورک ایڈمنسٹریٹر کے طور پر ملازم ہیں۔

اڑن طشتری بھارت میں

23 جنوری 2008 جنوبی ہند میں پانچ اڑن طشتریاں ایک ساتھ دیکھی گئیں۔ یہ کئی منٹ تک بہت نیچائی پر گھومتی رہیں۔ اسکی ویڈیو مقامی لوگوں نے اپنے موبائل فون سے بنائی۔

28 اگست 2008 بروز جمعرات بھارت کے شہر ممبئی میں ساحلِ سمندر ''گیٹ وے انڈیا'' پر سیر سپاٹے کے لئے آنے والے شہریوں کا ہجوم تھا۔ بہت سے لوگ اپنے مووی کیمروں اور موبائل فون سے ایک دوسرے کی ویڈیو بنا رہے تھے۔ ابھی دن کی روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ اچانک ساحل سے بالکل قریب انتہائی نیچے ایک بڑی اڑن طشتری نمودار ہوئی۔ لوگوں نے اپنے کیمرے فوراً اسکی جانب کر دیئے اور اس کی فلم بنالی۔ چار سیکنڈ تک یہ نظر آتی رہی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہوگئی۔ یہ اڑن طشتری حجم میں بہت بڑی ہے۔ اور اسکی فلم بالکل واضح ہے۔

جمی کارٹر نے بھی اڑن طشتری دیکھی

سابق امریکی صدر جمی کارٹر (دورِ صدارت 1977 تا 1981) وہ واحد امریکی صدر ہے جس نے اڑن طشتری خود دیکھنے کا دعویٰ کیا۔ جمی کارٹر کا کہنا ہے:

I don't laugh anynore at people when they say they have seen UFOs because I have seen one myself (An interview to ABC news)

''میں ان لوگوں پر بالکل نہیں ہنستا جو یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اڑن طشتریاں دیکھی ہیں، کیونکہ میں خود ایک اڑن طشتری دیکھ چکا ہوں''۔ (اے بی سی نیوز کو ایک انٹریو میں)

جمی کارٹر کے بقول جب وہ 1969ء میں جارجیا میں لائنز کلب کے ایک اجلاس میں شریک تھے ان کے ساتھ ان کے اہل خانہ اور اور دیگر لوگ بھی اڑن طشتری دیکھنے والوں میں تھے۔ اس کے بعد جمی کارٹر نے یہ وعدہ کیا کہ میں وائٹ ہاؤس میں پہنچنے پر اڑن طشتریوں کے واقعات کی تحقیق کے لئے ماہرین اور سائنسدانوں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دوں گا تا کہ وہ ہمیں ان کی حقیقت سے آگاہ کریں۔

لیکن جمی کارٹر امریکہ کی صدارت پر فائز ہونے کے باوجود اپنا وعدہ پورا نہ کر سکے۔ کیوں؟ کیا امریکہ میں کوئی اور بھی قوت ہے جو امریکی صدر سے زیادہ طاقتور ہے؟ کیا اڑن طشتریوں کے مالک کے سامنے امریکی صدر بھی بے بس ہے؟ یا جمی کارٹر کو ''خفیہ طاقت'' نے یہ دھمکی دی اگر جان پیاری ہے تو اڑن طشتریوں کو بھول جاؤ؟

برمودا تکون میں جو غیر معمولی واقعات وحادثات ہوتے رہتے ہیں ان سے متعلق رپورٹوں

پر بڑی سخت پابندی عائد کردی گئی ہے۔ اب نہ انہیں مشتہر کیا جاتا ہے اور نہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان واقعات میں اڑن طشتریوں کا آسمان میں دیکھا جانا، برمودا کے سمندر میں داخل ہونا اور برمودا کے سمندر میں پانی کے اندر ہزاروں فٹ نیچے ان کا دیکھا جانا شامل ہے۔

اس رپورٹ کو بھی سختی سے دبا دیا گیا تھا جس میں بتایا گیا تھا کہ 1963ء میں پورٹوریکو کے مشرقی ساحل پر امریکی بحریہ نے اپنی مشقوں کے دوران میں ایک اڑن طشتری دیکھی تھی جس کی رفتار دوسو ناٹ تھی اور وہ سمندر کے اندر نیچے ستائیس ہزار فٹ گہرائی میں سفر کر رہی تھی۔

اڑن طشتریاں دیکھنے والوں کے پاس فوراً کالے کپڑوں میں ملبوس کچھ لوگ پہنچ جاتے ہیں جو انکو اس واقعے کو نہ بیان کرنے کی تنبیہ کرتے ہیں۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ امریکی حکومت کی جانب سے برمودا تکون کی طرح اڑن طشتریوں کی حقیقت کو بھی چھپانے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔

حتیٰ کہ اڑتے طیارے اڑن طشتری کے پیٹ میں

امریکی فضائیہ کے ایک ائیربیس کے راڈار پر ایک اڑن طشتری ظاہر ہوئی اس کے تعاقب میں امریکی بمبار جیٹ طیارہ F-86 فوراً اڑا۔ اس طیارے نے اڑن طشتری کی تلاش میں وسیع میدان کا چکر کاٹا تبھی اچانک راڈار کی اسکرین پر بیٹھے امریکی اہلکار نے راڈار کی اسکرین پر اڑن طشتری کو سیدھا امریکی طیارے کی جانب آتا ہوا دیکھا، اس نے طیارے کے پائلٹ کو فوراً پیغام ارسال کرکے اس خطرے کی جانب متوجہ کیا، لیکن چند لمحوں میں ہی اس کو یوں لگا جیسے اڑن طشتری طیارے سے ٹکرائی ہے لیکن اس کے بعد راڈار کی اسکرین پر صرف اڑن طشتری نظر آرہی تھی اور طیارے کا کہیں کچھ پتہ نہیں تھا۔ راڈار پر مامور اہلکاروں نے اڑن طشتری سے رابطہ کرنا چاہا لیکن اس لمحے اڑن طشتری بھی غائب تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے طیارے کو اڑن طشتری نے اپنے اندر نگل لیا ہو۔

اس کے بعد امریکی فوج، فضائیہ اور تمام انتظامیہ اپنے F-86 طیارے کو تلاش کرتے رہے لیکن پورا طیارہ کہاں غائب ہوا امریکہ کی ٹیکنالوجی اس کو تلاش کرنے میں ناکام رہی۔ حتیٰ کہ کسی حادثہ کا کوئی نشان یا طیارے کا کوئی ملبہ بھی ان کے ہاتھ نہ آسکا۔

دوسرا حادثہ امریکی فوج کے ٹرانسپورٹ طیارے کو پیش آیا جس میں 26 افراد سوار تھے۔ پہلے

حادثے کی طرح اس کو بھی راڈار کی اسکرین پر واضح دیکھا گیا۔ راڈار کی اسکرین پر بیٹھے امریکی اہلکار کو اچانک یوں لگا جیسے اس کے سامنے کوئی گیند آکر گری ہو لیکن یہ گیند نہیں تھی یہ اڑن طشتری تھی جو اچانک اس کی اسکرین پر نمودار ہوئی تھی اور اب انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ امریکی فوج کے ٹرانسپورٹ طیارے کی جانب بڑھ رہی تھی۔ راڈار کی اسکرین پر بیٹھے اہلکار نے طیارے کے پائلٹ کو خبر دار کرنا چاہا لیکن اس کو یہ مہلت نہ مل سکی اور اس کے دیکھتے ہی دیکھتے اڑن طشتری طیارے کے ساتھ اس طرح جا ملی جیسے دو جسم ایک ہو گئے ہوں۔ گویا اڑن طشتری نے پورے طیارے کو مع 26 افراد کے اپنے اندر نگل لیا تھا۔ اس کے بعد اڑن طشتری کی رفتار دوگنی ہو گئی اور راڈار کی حدود سے نکل کر ایک لمحے میں غائب ہو گئی۔ فوراً ہی امریکی فضائیہ حرکت میں آ گئی اور علاقے کی فضائیں اور سمندر چھان مارا لیکن کچھ پتہ نہ لگ سکا۔

اڑن طشتری کا تعاقب......انجام

کیپٹن تھامس مینٹیل ایک بہت بڑی اڑن طشتری کا تعاقب کرتے ہوئے جان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھا۔ 7 جنوری 1948 کو کیپٹن مینٹیل نے P-51 میں پرواز شروع کی۔ اس پرواز کا مقصد ایک بہت بڑی اڑن طشتری کی شناخت کی تصدیق کرنا تھا۔ یہ اڑن طشتری دن کے وقت کھلے آسمان میں بڑی واضح دکھائی دے رہی تھی۔ اڑن طشتری کے تعاقب کے دوران ہی کیپٹن مینٹیل کی موت واقع ہو گئی اور طیارہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر فضاء میں بکھر گیا۔ طیارے کے جو ٹکڑے ملے انہیں دیکھ کر یوں لگتا تھا کہ جیسے طیارے پر شدید قسم کی گولیوں کی بوچھاڑ کی گئی ہے۔ فوری طور پر ائیر فورس کی جانب سے اس حادثے کی جو وضاحت کی گئی اس میں کہا گیا تھا کہ کیپٹن مینٹیل زہرہ (Venus) سیارے کا تعاقب کر رہا تھا۔

ذرا غور کیجئے بھلا زہرہ سیارے کا تعاقب کبھی آپ نے سنا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ امریکی حکومت نے برمودا تکون کی طرح اڑن طشتریوں کے بارے میں رونما ہونے والے حادثات پر بھی پردہ ڈالنا چاہا ہے اور اسکی کوشش کی ہے کہ لوگ ان واقعات کے بارے میں اپنی زبانیں بند ہی رکھیں۔

اُڑن طشتریوں کے ذریعے انسانوں کا اغواء

اڑن طشتری کے ذریعے انسانوں کو اغواء کئے جانے کے واقعات بھی مستند حوالوں سے

سامنے آتے رہے ہیں۔ ان میں مشہور واقعات یہ ہیں:

1960 میں کیلیفورنیا کے ائیر بیس سے F-101 طرز کا طیارہ تربیتی پرواز کیلئے اڑا۔ اسے ائیر فورس کا ایک میجر اڑا رہا تھا۔ مشن کی تکمیل کے بعد واپس آتے ہوئے یہ طیارہ راڈار پر دیکھا جا رہا تھا۔ اچانک راڈار اسکرین پر طیارے کے نظر آنیوالے عکس کو ایک بڑی اڑن طشتری کے عکس نے ڈھانپ لیا۔ یوں نظر آ رہا تھا کہ جیسے طیارے کو اس طشتری پر اتار لیا گیا ہے۔ اس کے بعد راڈار اسکرین بالکل خالی رہ گئی۔ نہ طیارہ اور نہ ہی اڑن طشتری کا کچھ پتہ تھا۔ تلاش جاری تھی کہ اگلی صبح طیارہ پھر نمودار ہوا جسے اب بھی وہی میجر اڑا رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ اسے طیارے سمیت اس اڑن طشتری میں اتار لیا گیا تھا جہاں ایک انسان نما مخلوق نے اس سے انٹرویو لیا۔ اس کی رپورٹ کے مطابق اسے اور اس کے طیارے کو دس گھنٹے بعد چھوڑا گیا، اس کے بعد پکڑے جانے کے وقت طیارے میں بیس منٹ کا ایندھن تھا اور جب اس کو چھوڑا گیا تب بھی اس میں اتنا ہی ایندھن باقی تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ دس گھنٹے میں اس کا بالکل بھی ایندھن خرچ نہیں ہوا تھا۔ اس میجر کو ایک نفسیاتی ہسپتال میں داخل کر دیا گیا اور پھر کسی کو پتہ نہ چلا کہ اس کا کیا ہوا؟ نیز اس واقعے کے تمام گواہوں کو سخت ہدایت کر دی گئی کہ اگر کسی نے اس واقعے کے بارے میں زبان کھولی تو اس کو جرمانے اور قید کی سزا ہو سکتی ہے۔

ایک واقعہ بیرنی ہل اور اس کی بیوی بٹی ہل کا ہے۔ یہ دونوں امریکی ریاست نیو ہیمپ شائر کے علاقے پورٹس ماؤتھ میں اپنی گاڑی میں سفر کر رہے تھے۔ بیرنی ہل نے کوئی چیز فضاء میں دیکھی۔ اس نے گاڑی روکی اور دور بین لگا کر دیکھنے لگا اس کی بیوی کا بیان ہے کہ دیکھتے دیکھتے اس کی زبان سے یہ جملے نکل رہے تھے۔ ''نا قابل یقین نا قابل یقین''۔

دیکھتے ہی دیکھتے اڑن طشتری انکی کار کے اوپر تھی۔ دونوں کار میں سوار ہوئے۔ وہ بھاگنا چاہتے تھے لیکن انہوں نے ایک سیٹی کی سی آواز سنی جیسے ریڈیو سے سیٹی نکلتی ہے۔ اس کے کان میں پڑتے ہی ان پر نیند طاری ہوتی گئی۔ ان کو 19 ستمبر 1961ء میں اغواء کیا گیا۔ دو گھنٹے کے بعد ان کو چھوڑ دیا گیا۔

1975ء میں امریکی ریاست ایریزونا کے علاقے اسنوفلیک کے قریب جنگلات کا افسر والٹن اپنے پانچ دستوں کے ساتھ جا رہا تھا۔ پانچوں نے اپنی کار کے اوپر ایک روشنی کو چکر لگاتے

ہوئے دیکھا۔ والٹن گاڑی سے کودا اور روشنی کی جانب دوڑ لگادی۔ اسی وقت اسکے اوپر ایک شعاع پڑی اور وہ زمین پر گر پڑا۔ اسکے دوستوں نے اسکو گرتا دیکھ کر اسکی طرف دوڑ لگائی...... لیکن والٹن غائب تھا۔ دوستوں کی سمجھ میں نہیں آسکا کہ دیکھتے ہی دیکھتے اسکو آسمان نگل گیا یا زمین کھا گئی۔ پانچ دن کے بعد والٹن اسی جگہ کے قریب سے ملا۔ اس نے بتایا کہ وہ پانچ دن اڑن طشتری میں اسی مخلوق کے ساتھ رہا ہے۔

1976ء امریکی ریاست ''مین'' کے جنگل الاگاش میں آرٹ کے چار طلباء سیر و تفریح کے لئے آئے ہوئے تھے۔ انکو کیا پتہ تھا کہ انھیں ایسی جگہ کی سیر کرائی جانے والی ہے جسکے بارے میں صرف کہانیاں ہی سنتے رہے ہیں۔

اس جنگل میں اڑن طشتری اتری اور ان کو اغواء کر کے لے گئے۔ ان پر مختلف تجربات کرنے کے بعد چھوڑ دیا گیا۔ یہ واقعہ الاگاش اغواء کے نام سے مشہور ہوا۔ اس اغواء میں دلچسپ بات یہ ہے کہ ان چار میں سے جیک نامی طالب علم اس واقعہ کے بعد حساب (Math) میں ماہر ہو گیا۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ حساب میں بالکل دلچسپی نہیں لیتا تھا اور آرٹ میں بھی اس کا کام بہت عمدہ ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کی ٹانگ پر کسی چیز کا نشان ہے۔ کوئی بھی ڈاکٹر اس نشان کے بارے میں نہیں بتا سکا۔ حتیٰ کہ لیبارٹری رپورٹ میں بھی کچھ تعین نہ ہو سکا۔

1989ء میں نیویارک کے پر ہجوم علاقے مین ہٹن کے ایک اپارٹمنٹ کی بارہویں منزل پر اپنے شوہر کے ساتھ سوئی 'لنڈا' کو اڑن طشتری والوں نے اغواء کر لیا۔ اس پر خوب تجربات کئے اور چھوڑ گئے۔ اس واقعے کے بعد لنڈا کی نگرانی کے لئے امریکی انتظامیہ کی جانب سے دو خفیہ ایجنٹ لگا دئے گئے۔ لیکن ان کی آنکھوں کے سامنے دوبارہ 30 نومبر 1989ء کی صبح تین بجے نیویارک جیسے رات جاگتے شہر کے بیچ و بیچ ''مین ہٹن'' میں اڑن طشتری نمودار ہوئی اور لنڈا کے اپارٹمنٹ کے اوپر چکر کاٹتی رہی۔ ان کے ساتھ ایک بین الاقوامی سفارت کار بھی اس واقعہ کا عینی شاہد ہے جو اپنی کار میں کسی میٹنگ سے واپس آرہا تھا۔ جب ان کی کاروں کا قافلہ بروکلین برج پر پہنچا تو ان سب کی کاروں کے انجن خود ہی بند ہو گئے۔

اڑن طشتریوں کے کچھ مشہور حادثات

روزویل کریش...... 2 جولائی 1947 بدھ کی شام روزویل نیو میکسکو میں اڑن طشتریاں

حادثے کا شکار ہو گئیں۔ روز ویل آرمی ایئر بیس نے ان اڑن طشتریوں کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ اس میں آٹھ اجنبی (Aliens) تھے جن میں سے چھ مر چکے تھے اور دو زندہ تھے۔ (اسٹین ٹن فرائڈ مین کی کتاب ,Crash at Corona)

اسکے بعد اڑن طشتری والوں سے امریکی حکومت نے ایک خفیہ علاقے جسکو ایریا 51 کہا جاتا تھا، خفیہ مذاکرات کیئے۔ روزویل ڈیلی ریکارڈ اخبار نے اس حادثے کی خبر 8 جولائی 1947 کو پہلے صفحہ پر اس سرخی کے ساتھ شائع کی: "RAAF Captures Flying Saucer On Ranch in Roswell Region"

یہ باقاعدہ پریس ریلیز تھی جو امریکی ایئر فورس کے کرنل ولیم بلیین چرڈ کے حکم سے میڈیا کو جاری کی گئی تھی۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ کرنل ولیم نے چند گھنٹے بعد ہی اپنی اس پریس ریلیز کی تردید کر دی اور اگلے دن کے اخباروں میں یہ بیان شائع کرایا کہ یہ اڑن طشتریاں نہیں بلکہ موسمی غبارے تھے، ذرا آپ امریکیوں کی سادگی پر غور کیجئے۔ امریکی ایئر فورس کے کرنل کو اتنی بھی پہچان نہ ہو سکی کہ یہ غبارے ہیں یا اڑن طشتریاں؟

تمام لکھنے والوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ بھی یہی لکھیں۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں جان سے مارنے کی دھمکیاں بھی دی گئیں۔ لیکن میک بریزل جس نے تباہ شدہ اڑن طشتریوں کا ملبہ سب سے پہلے دیکھا تھا اس نے 9 جولائی کے مضمون میں صاف کہا کہ وہ موسمی غباروں کو اچھی طرح پہچانتا ہے لیکن اس بار جو ملبہ اس نے دیکھا وہ غبارے نہیں تھے۔

اس مضمون کے فوراً بعد بریزیل کو کئی دنوں کے لئے غائب کر دیا گیا اور جب وہ واپس آیا تو اس موضوع پر پھر کبھی بات نہیں کی۔ جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو۔

برمودا ٹکون اور اڑن طشتریوں پر تحقیق کرنے والے مشہور محقق چارلس برلٹز نے 1980 میں روز ویل انسی ڈینٹ (Roswell Incident) کے نام سے کتاب لکھی ہے جس میں انھوں نے نوے عینی شاہدین کے انٹرویو کیئے ہیں کہ اب تک دنیا کے مختلف خطوں میں اڑن طشتریاں حادثات کا شکار ہو کر زمین پر گر چکی ہیں۔

اڑن طشتریاں کہاں سے آتی ہیں

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ برمودا ٹکون کے اندر پانی میں مختلف قسم کی روشنیاں، آگ کے

گولے چمکدار بادل اور اڑن طشتریاں داخل ہوتی اور نکلتی ہوئی دیکھی جاتی رہی ہیں۔ اس موضوع پر ڈاکٹر مائیکل پریسنجر کا تحقیقی مقالہ کافی مدلل ہے، کیونکہ انھوں نے اس علاقے میں خود کافی وقت گذارا ہے اور سمندر کے نیچے غوطہ خوری بھی کرتے رہے ہیں۔

"مجھے بتایا گیا کہ (AUTEC) تحقیقاتی ادارے کے علاقے میں متعدد اڑن طشتریاں دیکھی گئی ہیں۔ یہ اینڈروس کے جزائر بہاماس پر امریکی بحریہ کا مرکز ہے۔ جبکہ بعض ریسرچ اسکالر کا خیال ہے کہ (AUTEC) ہی سمندر کے اندر "ایریا 51" ہے۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں امریکی حکومت کی جانب سے اڑن طشتریوں پر خفیہ تحقیقات کی جارہی ہیں۔ اور جہاں وقتاً فوقتاً اڑن طشتریاں بھی آتی جاتی ہیں۔

ایک مؤرخ ہونے کے ناطے میں نے اس سمندر کے اندر تہہ میں جانے کا فیصلہ کرلیا۔ یہ علاقہ اینڈروس میں فلوریڈا کے مغربی پام ساحل سے ۱۷۷ میل جنوب مشرق میں واقع ہے۔ یہ وسیع علاقہ ہے جو کہ خفیہ منصوبوں کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔ یہاں پانی کے اندر غاریں، "نیلے سوراخ" (Blue Holes) بھی ہیں۔

مجھے کئی ذرائع سے یہ معلوم ہوا کہ اینڈروس بیس کی سیکورٹی انتہائی خفیہ پیمانے پر کی جاتی ہے۔ اینڈروس کے پانیوں میں عجیب وغریب قسم کے جہاز دیکھے جاتے رہے ہیں۔ جو اڑن طشتریوں سے بھی الگ کوئی سواری معلوم ہوتی ہے۔ اس جدید سواری کی حرکت ناقابلِ یقین حد تک پرسکون ہے۔ لیکن اسکا موڑ کاٹنا اتنا تیز ہے کہ انسان کو اپنی آنکھوں پر دھوکہ ہونے لگے۔

ایک بڑے تاجر نے مجھے اپنی آنکھوں دیکھا واقعہ سنایا کہ وہ ایک بار کشتی پر اینڈروس (امریکہ) کے ساحل پر تفریح کی غرض سے نکلا۔ موسم بالکل صاف تھا۔ اسے دو میل کے فاصلے پر ایک بڑا سا ساکن جسم نظر آیا۔ وہ سمجھا کہ یہ وہیل مچھلی ہے۔ وہ اپنی کشتی کو اسکے اور قریب لے گیا۔ یہ عجیب طرح سے چمکتی ہوئی کوئی انتہائی جدید قسم کی سواری تھی اور انسانوں کی بنائی ہی لگتی تھی۔ اچانک یہ اتنی تیزی سے حرکت میں آئی کہ دیکھتے ہی دیکھتے سمندر کی موجوں کی نیچے غائب ہوگئی۔

مجھے اس سازش کے بارے میں بھی بتایا گیا جو زیرِ سمندر "ایریا 51" کے موضوع سے متعلق ہے۔ نومبر 1998، میں فلوریڈا میں واقع امریکی خلائی تحقیقاتی ادارے "ناسا" کے ہیڈ کوارٹر میں، میں نے ایک انٹرویو کیا۔ اسنے مجھے بتایا کہ ایک انتہائی معزز اور عالمی شہرت یافتہ برطانوی غوطہ

خود ''روب پامر'' (Rob Palmer) جو بہاماز میں واقع ''بلیو ہولز'' تحقیقاتی مرکز کا کئی سال تک ڈائریکٹر بھی رہا، اسکا کہنا تھا کہ ''بلیو ہولز'' درحقیقت سمندر کے اندر چھوٹی غاریں ہیں۔ اسکے خیال میں یہ اڑن طشتریوں کے نکلنے کی جگہ ہو سکتی ہیں۔ اس علاقے اور ''ایریا 51'' کے بارے میں اسکی تحقیق کامیابی سے آگے بڑھ رہی تھی۔ جولائی 1997 میں اسرائیل کے بحر احمر میں غوطہ خوری کے دوران ہلاک ہو گیا۔ ناسا میں موجود میرے مخبر نے مجھے بتایا کہ بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے روب پامر کو AUTEC تحقیقاتی ادارے کے حکام نے قتل کرایا ہے۔ کیونکہ اس خفیہ راز کے بارے میں وہ بہت کچھ جان چکا تھا۔ (مقالہ ''برمودا ٹرائنگل اسٹار گیٹ'' از ڈاکٹر مائیکل پریسنجر)

اڑن طشتریاں سمندر میں

''یہ اکتوبر 1949 کے آخری دن تھے۔ ہم گوانتانامو (کیوبا) میں ایک مہم کے بعد واپس آرہے تھے اس وقت ہمارا جہاز کیوبا کے شمال میں سفر کر رہا تھا۔ بیشتر ملاح (Crew) جہاز کی پوزیشن سے واقف نہیں ہوتے مگر میں چونکہ جہاز رانی سے منسلک تھا اس لئے میں جانتا تھا کہ ہم کہاں جارہے تھے؟ ہم اس وقت تکون کے علاقے میں تھے اس وقت رات کے گیارہ بج کر پینتالیس منٹ ہوئے تھے۔ میں اندر تھا، برج کے دونوں جانب کیبنٹ انفارمیشن سینٹر سے 30-30 فٹ کے فاصلے پر دو نگراں کھڑے تھے۔ پہلی بار مجھے اس واقعے کا احساس اس وقت ہوا جب کوئی چلایا کہ جہاز کے دائیں جانب والے نگراں نے کوئی چیز دیکھی ہے اور بے ہوش ہو گیا ہے۔ کوئی اور چلایا کہ راڈار پر کچھ نظر آرہا ہے؟ باہر کوئی پراسرار چیز ہے۔ ہم سب اس چیز کو دیکھنے باہر نکلے یہ چاند جیسی کوئی چیز تھی جو افق سے بلند ہو رہی تھی لیکن اس کا حجم چاند سے تقریباً ایک ہزار گنا زیادہ تھا جیسے سورج نکل رہا ہو۔ وہ چیز خود بہت روشن تھی مگر اس میں سے روشنی خارج نہیں ہو رہی تھی (یعنی یہ روشنی باہر کی جانب ہی تھی۔ اندر سے نہیں آرہی تھی)۔ وہ بتدریج پھیلتی جارہی تھی۔

چارلس برلٹز ...... وہ چیز تم سے کتنے فاصلے پر تھی؟

رابرٹ پی ریلے ...... وہ افق پر گیارہ یا پندرہ میل فاصلے پر بلند ہوتی جارہی تھی۔ تقریباً پندرہ منٹ تک اس کا حجم پھیلتا گیا۔

چارلس برلٹز ...... اسے کتنے لوگوں نے دیکھا؟ کیا کسی نے اس کا فوٹو کھینچا؟

رابرٹ...... ستر یا ایک سو آدمیوں نے اسکا مشاہدہ کیا ہوگا۔ ان میں سے اکثر تو وقتی طور پر اپنے حواس ہی کھو بیٹھے تھے ہر شخص اس قدر مبہوت ہو چکا تھا کہ کسی کو فوٹو کھینچنے کا خیال تک نہیں آیا۔

چارلس برلٹز...... اصل چاند کہاں تھا؟

رابرٹ...... آسمان پر، آسمان بالکل صاف تھا ہم نے جو کچھ دیکھا وہ چاند ہرگز نہیں تھا۔

چارلس برلٹز...... کیا تمہارے خیال میں اس واقعے کی رپورٹ کی گئی تھی؟

رابرٹ...... یقیناً اس واقعے کو لاگ بک (جہاز میں موجود یادداشت لکھنے کی ڈائری) میں درج کیا تھا۔ لیکن جب ہم نارفوک پہنچے تو چند افسران عرشے پر آئے اور جہاز کی لاگ بک اپنے ساتھ لے گئے۔ اب جو لاگ بک میں نے دیکھی اس میں صرف راستے کی تبدیلی کا ذکر تھا اس کے سوا کچھ نہ تھا۔

چارلس برلٹز...... کیا اس کے بارے میں کچھ اور بھی کہا گیا؟

رابرٹ...... جی ہاں! اگلے روز ہم نارفوک پہنچے۔ ہر شخص اس واقعے کے بارے میں بات کر رہا تھا۔ ہمارے کپتان نے ہمیں ایک جگہ جمع کیا اور کہا کہ ہم اس واقعہ کا کسی سے تذکرہ نہ کریں۔

یہ واقعہ ''لائٹ گائڈڈ میزائل ڈسٹرائر'' نامی جہاز پر مامور راڈار آپریشنل انٹیلی جنس ''رابرٹ پی ریلے'' کا ہے۔ جسکا انٹرویو برمودا تکون پر تحقیق کرنے والے مشہور محقق چارلس برلٹز نے اپنی کتاب ''The Bermuda Triangle'' میں نقل کیا ہے۔

10 اکتوبر 1973 کو یو ایس کوسٹ گارڈ کٹر جب گوانتانامو (کیوبا) کی جانب سفر کر رہا تھا تو اس کے عرشے پر نگراں عملے نے بڑے واضح طور پر پانچ اڑن طشتریوں کو V کی شکل میں جہاز کی حدود اور اس کے اوپر سے پرواز کرتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے ہر ایک طشتری V کی شکل کی تھی۔ جن کی پرواز بہت تیز تھی اور جہاز کی طرف آتے اور دور جاتے ہوئے ان کے رنگ کبھی سرخ اور کبھی نارنجی رنگ میں بدل رہے تھے۔

11 اپریل 1963 کو بوئنگ 707 کے پائلٹ اور انجینئر نے دیکھا وہ ''سان جوآن'' سے نیویارک کی طرف پرواز کر رہے تھے، کہ برمودا تکون کے علاقے میں سمندر سے گوبھی کے پھول کے مانند پانی کے ایک بہت بڑے پہاڑ کو بلند ہوتے ہوئے دیکھا۔ ایک اور محقق بلی بوتھ اپنے مقالے اڑن طشتریاں برمودا تکون میں'' (UFO in the Bermuda Triangle)

لکھتے ہیں:

مجھے امریکی بحریہ کے طیارہ بردار جہاز یو ایس ایس جان ایف کینیڈی پر موجود عملے کے ایک شخص نے بتایا کہ وہ ۱۹۷۱ میں امریکی بحریہ کے جہاز یو ایس ایس جان ایف کینیڈی پر نارفوک، ورجینیا سے واپس آرہا تھا۔ وہ اس جہاز پر مواصلات کے مرکز میں ڈیوٹی پر تھا۔ تب ہی مواصلات کے کمرے میں موجود سب ہی لوگوں نے کسی کو چیختے ہوئے سنا ''جہاز کے اوپر کوئی چیز منڈلا رہی ہے۔ تھوڑی ہی دیر بعد کوئی اور چلایا'' دنیا فنا ہونے والی ہے۔'' یہ سن کر ہمارے کمرے سے چھ آدمی اوپر کی طرف دوڑے۔ انھوں نے اوپر نظر ڈالی تو وہ مبہوت رہ گئے۔ انکے اوپر ایک بہت بڑا کرّا گھوم رہا تھا۔ یہ اڑن طشتری تھی۔ اس میں سے کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔ اسکے اندر سے روشنی پھوٹ رہی تھی جو پیلی سے نارنجی رنگ میں تبدیل ہوجاتی تھی۔ یہ تقریباً بیس سیکنڈ تک جہاز کے اوپر رہی۔ اس دوران جہاز کے کمپاس، راڈار اور دیگر آلات معطل رہے۔ جہاز پر موجود F-4 فینٹم طیارے اسٹارٹ نہیں ہوسکے۔

چند دن بعد جب جہاز نارفوک کے قریب پہنچا تو ایک کیپٹن آیا اور اس نے تنبیہ کی کہ جو کچھ جہاز پر آپ لوگوں نے دیکھا ہے وہ جہاز تک ہی محدود رہنا چاہئے۔

میامی فلوریڈا کے ایک ماہر ملاح ڈون ڈلمونیکو دوبار انکا سامنا کرچکے ہیں۔ ان کے مطابق اکتوبر 1969 میں وہ سمندر میں تھے کہ تھوڑے سے فاصلے پر ہی انہیں بڑی تیزی کیساتھ کوئی آبدوز نما چیز آتی دکھائی دی۔ یہ آبدوز نہیں تھی۔ اس کا رنگ سرمئی تھا اور اس کی لمبائی 150 سے دوسو فٹ تک تھی۔ وہ ٹھیک اس کی سمت آرہی تھی اور ٹکراؤ یقینی تھا۔ ڈون ڈلمونیکو کہتے ہیں کہ میں نے موٹر بند کی اور بس دعائیں مانگنے لگا۔ پھر میں حیران رہ گیا کہ وہ آبدوز نما چیز میری کشتی کے نیچے سے غوطہ لگا کر اپنی راہ چلتی دور نیلے پانیوں میں غائب ہوگئی۔

برمودا تکون کے پانی کے اندر غوطہ خوروں نے بارہا سفید چمکدار عجیب قسم کی سواریاں دیکھی ہیں جو بہت تیزی کے ساتھ سفر کرتی ہیں۔ انکا خیال ہے کہ یہ وہی اڑن طشتریاں ہیں جنکو پانی سے نکلتے اور داخل ہوتے دیکھا جاتا رہا ہے۔

اڑن طشتریاں.... آزادئ صحافت کہاں ہے؟

امریکہ کی ذہنی غلامی میں مبتلا، لوگ وہاں کی انسانی آزادی اور آزادئ صحافت کی تعریفیں

کرتے نہیں تھکتے۔ یہ خیال محض مرعوبیت ہے ورنہ وہ بھی جانتے ہیں کہ امریکہ میں صرف انہی امور پر لکھنے بولنے کی آزادی ہے۔ جس سے وہاں کی خفیہ قوتوں کے مفادات پر ضرب نہ پڑتی ہو۔ لیکن ایسا کوئی بھی مسئلہ جس کو وہ ظاہر کرنا نہ چاہتے ہوں اس بارے میں امریکی صدر کو بھی منہ بند رکھنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

برموداتکون اور اڑن طشتریوں کے بارے میں سیکڑوں تحقیقی ٹیمیں بنائی گئیں۔ تحقیقات ہوئیں لیکن رپورٹ کبھی منظرِ عام پر نہیں آنے دی گئی۔ تمام رپورٹیں فائلوں میں بند پڑی رہ گئیں۔ اگر کسی نے بات نہ مان کر اپنی تحقیق کو جاری رکھا تو اسکو جان سے ہی ہاتھ دھونا پڑا۔

ابتداء میں اڑن طشتریوں کی حقیقت کو چھپانے کیلئے خفیہ قوتوں کی جانب سے یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا رہا کہ اڑن طشتری دیکھنے کی گواہی دینے والے وہمی (Fantasy Prone) ہیں۔ لیکن جب وائٹ ہاؤس کے اوپر بیک وقت بیس اڑن طشتریاں نظر آئیں تو اب ایک اور بہانا بنایا گیا۔ لوگوں کو یہ بتایا گیا کہ یہ کسی اور سیارے کی مخلوق ہے جو "پکنک" منانے ہماری زمین پر آجاتی ہے۔

آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ اگر یہ کسی اور سیارے کی مخلوق ہے تو انکے بارے میں تحقیق کرنے والوں کو موت کی نیند کیوں سلا دیا گیا۔ چنانچہ غیر جانب دار محققین کو اس بات کا یقین ہے کہ ان کے بارے میں ایسا کچھ ضرور ہے جسکو امریکہ میں موجود انتہائی طاقتور لیکن خفیہ ہاتھ دنیا والوں سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر جیسوب کو جو اڑن طشتریوں اور برموداتکون کی حقیقت تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے تھے پراسرار طور پر قتل کر دیا گیا۔ ڈاکٹر جیسوب اپنے ان نظریات کے بارے میں ڈاکٹر ویلنٹائن سے گفتگو کرنے جا رہے تھے۔ لیکن ان کو راستے ہی میں مار دیا گیا۔ ان کی کار کے ایگزہاسٹ سے ایک فیوز منسلک کر کے کار کے اندر لے جایا گیا تھا جسکے نتیجے میں کاربن مونو آکسائیڈ گیس کار کے اندر بھر گئی تھی۔ ڈاکٹر ویلنٹائن کے بیان کے مطابق "جس وقت پولیس ڈاکٹر جیسوب کی کار کے پاس پہنچی اس وقت ڈاکٹر زندہ تھے (اس کا مطلب ہے کہ ان کو مر جانے دیا گیا) انکے نظریات بہت ایڈوانسڈ تھے اور ایسے لوگ موجود تھے جنہیں ان نظریات کا لوگوں کے سامنے آنا پسند نہیں تھا۔"

اس کے بعد ڈاکٹر جیسوب کے تحقیقی سلسلے کو ایک اور بڑے سائنسداں جیمس، ای میکڈونلڈ

نے آگے بڑھانا چاہا۔ لیکن 13 جون 1971ء کو اس کے سر میں گولی مار کر اس کو بھی خلاؤں سے پار پہنچا دیا گیا۔ سرکاری اعلان وہی تھا کہ اس نے خودکشی کی ہے۔

اسی جرم کی پاداش میں ایک اور سائنسدان روب پامر کو زندہ ہی بحر احمر میں ڈبو دیا گیا۔ سابق امریکی صدر جمی کارٹر وعدے کے باوجود اس بارے میں کوئی تحقیق نہیں کرا سکے۔ برطانیہ اور امریکہ میں کئی وزراء اعظم اور صدور اپنی انتخابی مہموں کے دوران، اپنے ووٹروں سے یہ وعدہ کر چکے تھے کہ وہ الیکشن میں کامیاب ہو کر ان تمام رپورٹوں کا منظر عام پر لائیں گے جو اڑن طشتریوں سے متعلق فائلوں میں بند پڑی ہیں۔ موجودہ امریکی صدر باراک اوباما بھی انہی وعدہ کرنے والوں میں شامل ہیں۔

غور کرنے کی بات ہے کہ اگر یہ اڑن طشتریاں خلائی مخلوق کی ملکیت ہیں تو اسکے بارے میں رپورٹ شائع کرنے میں امریکی صدر اور برطانوی وزیر اعظم کو کیا چیز روک رہی ہے۔ اور تحقیق کرنے والوں کو قتل کیوں کرا دیا جاتا ہے۔

اڑن طشتریوں میں سفر کرنیوالے عام انسان ہیں

جن محققین نے غیر جانبداری کے ساتھ برموداتکون پر تحقیقی کام کیا ہے وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اڑن طشتریوں والے کوئی خلائی مخلوق نہیں جیسا کہ ان کے بارے میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی رہی ہے بلکہ ہماری اسی دنیا کے انسان ہیں۔ البتہ وہ اپنے حلیے اپنے لباس اور اپنی چال ڈھال سے یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ انسان نہیں بلکہ خلائی مخلوق ہیں۔ انکا جسم ہمارے جسم کی طرح ہے۔ ناک، کان، منہ، آنکھیں، ہاتھ، پاؤں اور دیگر تمام اعضاء بھی عام انسانوں کی طرح ہیں۔ اسکی دلیل میں بہت سارے واقعات ہیں۔ جن کی تفصیل میں نہ جاتے ہوئے صرف اتنا سمجھنا کافی ہے کہ اڑن طشتری والوں کے ذریعے جن افراد کو اغواء کیا جاتا رہا ہے ان کے بیان کے مطابق اغواء کرنے والے ہماری طرح انسان ہی ہیں۔ البتہ وہ ہر زبان میں بات کر سکتے ہیں۔

مشہور سائنسدان البرٹ آئنسٹائن کا بھی اس بارے میں یہی نظریہ (شاید علم یقین) ہے ہفت روزہ الاسبوع العربی نے ۲۹ جنوری ۱۹۷۹ء کے شمارے میں لکھا "البرٹ آئنسٹائن کے مطابق بلا شک وتردید اڑن طشتریاں موجود ہیں اور یہ اڑن طشتریاں جن ہاتھوں کے کنٹرول میں ہیں وہ بھی انسان ہی ہیں۔" (بحوالہ برمودا ٹرائینگل: مصنف راجپوت اقبال احمد)

جو اڑن طشتریاں حادثات کا شکار ہوئیں ان میں سے ملنے والی لاشیں انسانوں کی تھیں۔ اگر یہ انسان ہی ہیں تو انکا بادشاہ یا مالک کون ہے؟ اس قدر جدید ٹیکنالوجی اور بے پناہ خفیہ کمین گاہوں میں بیٹھ کر وہ کس کے خلاف جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں؟ امریکی صدر آئزن ہاور سے انھوں نے ملاقات کی، دیگر امریکی صدور انکے بارے میں رپورٹیں شائع کیوں نہیں کرتے؟

ان سب باتوں سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ انکی حقیقت کے بارے میں اس یہودی لابی کو اچھی طرح علم ہے جو امریکہ و برطانیہ سمیت اس وقت تمام دنیا پر قابض ہے۔ جبکہ اڑن طشتری والے، خواہ وہ جو بھی ہیں، اس یہودی لابی سے زیادہ طاقتور ہیں۔

وہ کون ہیں جو ہماری اس معلوم دنیا کی ٹیکنالوجی سے کئی صدیاں آگے ہیں؟ فضاؤں، خلاؤں، خشکی وتر میں اگر انکے پاس اتنی جدید ٹیکنالوجی ہے تو دیگر روزمرہ کے استعمال کی اشیاء انکے پاس کیسی ہوگی؟

آیئے آگے بڑھنے سے پہلے ذرا انکی زندگی کے بارے میں تصور کرتے چلیں۔

ان باتوں کی روشنی میں اگر دیکھا جائے کہ برموداتکون والوں کے پاس اس کے علاوہ دیگر شعبوں میں جو ٹیکنالوجی ہوگی وہ اس وقت کتنی ترقی یافتہ ہوگی۔ مثلاً

❶ میڈیکل کے شعبے میں: جیسا کہ پہلے بعض اغواء کنندگان کے حوالے سے یہ بتایا جا چکا ہے کہ اڑن طشتری والوں سے ملاقات کے بعد ان میں حیرت انگیز تبدیلی پیدا ہوئی نیز فادر فریکیڈو کے بیان کے مطابق دائمی اور پیدائشی مریضوں کا صحت یاب ہو جانا۔ اس بات سے اس شعبے میں ان کی ترقی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ دائمی اور پیدائشی مریضوں کا کامیاب علاج کر سکتے ہیں۔ جسے دیکھ کر کمزور ایمان والے انھیں شاید خدا سمجھ بیٹھیں۔

❷ ویٹرنری یعنی جانوروں کی بیماریوں کا شعبہ: اس وقت ایسے ٹیکے مارکیٹ میں موجود ہیں جن کو لگانے سے گائے بھینس وغیرہ کئی گناہ زیادہ دودھ دینے لگتی ہیں۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ برموداوالوں کی اس شعبے میں ترقی کا اندازہ لگایئے۔ کیا ایسا کہہ سکتے ہیں کہ وہ گائے بھینسوں کے تھن دودھ سے بھرنے کے علاوہ تھنوں کو دودھ سے سکھانے کی قوت بھی حاصل کر چکے ہیں؟ یقیناً لیزر شعاعوں کے ذریعے یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے۔ اور کلوننگ کے ذریعے مرے ہوئے جانوروں کو زندہ کر کے دکھا سکتے ہیں؟

③ کھیتی باڑی...... لیزر شعاعوں کے بارے میں آپ تھوڑا بہت جانتے ہونگے۔اس وقت کی ٹیکنالوجی میں اس کو جدید ترین سمجھا جارہا ہے۔لیزر شعاعوں کے استعمال پر اگر کوئی قوت عبور حاصل کرچکی ہوتو وہ ایسے ایسے کارنامے انجام دے سکتی ہے کہ لوگ اس کو معجزہ سمجھ کر اس کی طاقت پر ایمان لا بیٹھیں گے۔لیزر شعاعوں کے ذریعے بڑے سے بڑے سرسبز کھیتوں کومنٹوں میں سکھا کر بنجر بنایا جاسکتا ہے۔بنجر زمین کو لہلہاتے ہرے بھرے کھیت میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔آسانی کے لئے اسکو تفصیل سے سمجھتے چلئے۔

آپ ٹی وی اور کمپیوٹر کی اسکرین پر جو کچھ دیکھتے ہیں یہ صرف شعاعیں ہی ہوتی ہیں۔جو مختلف جاندار و بے جان مناظر کی شکل میں آپکو اسکرین پر نظر آرہی ہوتی ہیں۔ان مناظر کو دیکھنے کے لئے ابھی آپ ایک اسکرین کے محتاج ہیں۔لیکن مستقبل قریب میں یہ سب کچھ دیکھنے کے لئے اسکرین کی ضرورت نہیں ہوگی۔لیزر شعاعیں براہ راست کسی بھی جگہ مار کر یہ سب کچھ دیکھا جا سکے گا۔حتی کہ فضاء میں بھی۔یعنی آپ دیکھیں گے کہ کسی چوک پر کمپنی کا اشتہار آپکو حرکت کرتا ہوا نظر آرہا ہوگا۔لیکن سائن بورڈ کے بغیر۔اشتہار کے لئے سائن بوڈ کی ضرورت نہیں ہوگی۔بلکہ براہ راست فضاء میں لیزر شعاعوں سے وہی منظر بنا دیا جائے گا جو سائن بورڈ پر لکھایا بنایا جاتا ہے۔اسی طرح ٹی وی اسکرین کے بغیر وہ سب کچھ فضاء میں ہی دکھا دیا جائے گا جو ٹی وی اسکرین پر نظر آتا ہے۔چنانچہ اگر کسی بنجر زمین پر لیزر شعاعیں ڈال کر سرسبز کھیت کا منظر دکھانا چاہیں تو دکھایا جاسکتا ہے۔اسی طرح ان شعاعوں کے ذریعے بڑی بڑی عمارتوں کو غائب کردینا، زمین اور سمندر میں زلزلے پیدا کرنا۔انسان کے دوٹکڑے کر کے لوگوں کو دکھانا۔یعنی بعض چیزوں میں حقیقی تباہی اور اکثر میں نظر بندی کا کام لیزر شعاعوں سے لیا جاسکتا ہے۔

اس وقت امریکہ کے پاس لیزر گائیڈ ڈ میزائل ،طیاروں اور میزائلوں کو تباہ کرنیوالی لیزر شعاعیں ہیں لیکن ابتدائی مرحلے میں۔تو کیا آپ کا ذہن اس بات کو تسلیم کریگا کہ برمودا تکون والے لیزر شعاعوں پر عبور حاصل کرچکے ہیں؟

④ مواصلات کا نظام: اڑن طشتریوں کے بارے میں آپ نے پڑھا کہ ان کے ظاہر ہونے سے دنیا کا جدید مواصلاتی نظام ٹھپ ہوکر رہ جاتا ہے۔ہزاروں کلومیٹر دور سے سیٹلائٹ کی فلموں کو صاف کرنے کی صلاحیت ان میں ہے۔ذرا تصور کیجئے کہ اس میدان میں وہ کتنے آگے

ہونگے۔ دنیا کے تمام ای میل، فون کالیں، ایس ایم ایس کیا پہلے انکے پاس جاتے ہیں؟

انٹرنیٹ نظام کے بارے میں اہلِ فن کے ہاں یہ مشہور ہے یہ سارا نظام پینٹا گون سے کنٹرول ہوتا۔ اسکا ''مین سرور'' (Main Server) پینٹا گون ہے۔ شاید ایسا نہیں ہے۔ بلکہ برمووا والوں کی ٹیکنالوجی کے بارے میں جاننے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ سارا نظام انکے سامنے اس طرح ہے جیسے کمپیوٹر کی اسکرین آپکے سامنے۔ کیونکہ یہ سارا نظام سیٹلائٹ سے چل رہا ہے۔ سیٹلائٹ کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ برمووا کے اندر بیٹھے بیٹھے وہ کس طرح سیٹلایٹ کے ڈیٹا کو کنٹرول کرلیتے ہیں۔

کوئی بھی کمپیوٹر انٹرنیٹ سے منسلک ہونے کے بعد کیا انکی نظروں سے بچا رہ سکتا ہے۔ نادرا، آن لائن بینکنگ، ٹکٹنگ، شاپنگ، جگہ جگہ لگے سیکورٹی کیمرے یہ سب معلومات برمووا کی کھڑکیوں (Windows) سے انہی قوتوں کے پاس تو نہیں جاتیں۔ اور یہ جو ونڈوز (Windows) آپ اپنے کمپیوٹر میں استعمال کرتے ہیں، کبھی سوچا یہ کس کی کھڑکیاں (ونڈوز) ہیں۔ یہ کھڑکیاں آپ کیلئے ہیں یا برمووا والوں کے لئے جن سے وہ ساری دنیا کو جھانک رہے ہیں؟

بازار میں ایسے جدید لیپ ٹاپ دستیاب ہیں جو ہر وقت انٹرنیٹ سے منسلک رہتے ہیں۔ آپ اس میں جتنا بھی ڈیٹا رکھنا چاہیں رکھ سکتے ہیں۔ لاکھوں گیگا یا کروڑ گیگا۔ لیکن ان میں ہارڈ ڈسک نہیں ہے۔ بلکہ آپ جو کچھ بھی اپنے کمپیوٹر میں ڈال رہے ہیں وہ ''مین سرور'' میں موجود ہے۔ آپ جب بھی چاہیں اپنا ڈیٹا اپنی اسکرین پر دیکھ سکتے ہیں.... جب تک ''مین سرور'' والے چاہیں۔

فکر کیجئے۔ یہ ترقی ہے یا تنزلی۔ یہ بھروسے مند چیز ہے یا اچانک سب کچھ غائب کردینے والی۔

لیکن.....وہ ہیں کون؟

برمووا تکون کے بارے میں اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں اور اتنی جدید ٹیکنالوجی ان قوتوں نے کس سے جنگ کرنے کے لئے بنائی ہے اور ان کے مقاصد کیا ہیں؟

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ دنیا میں خیر اور شر کی قوتیں پائی جاتی ہیں اور اس وقت خیر وشر اور حق وباطل کے درمیان معرکہ فیصلہ کن مراحل سے گزر رہا ہے۔ چنانچہ ہمیں یہ ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ برمووا تکون میں موجود قوتیں یقیناً شر سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ تمام تیاری دنیا سے حق کو ختم کر کے باطل کی حکومت قائم کرنے،

سچ کو مٹا کر جھوٹ کا راج قائم کرنے ، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب سے ہٹا کر جھوٹے خدا اور ابلیس کی پروردہ کانے دجال کی خدائی کے سامنے دنیا کو جھکانے کے لئے کی جارہی ہیں۔ جس قسم کے واقعات برمودا تکون اوراڑن طشتریوں کے سلسلے میں سننے میں آتے رہے ہیں اگر احادیث نبوی کی روشنی میں انکا تجزیہ کیا جائے تو ایک مسلمان کا ذہن فوراً اس فتنۂ عظیم کی طرف جانا چاہئے جو تاریخ انسانی کا سب سے خطرناک فتنہ ہوگا۔ جس فتنے سے ہر نبی نے اپنی امت کو ڈرایا ہے اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اپنی امت کو بار بار ڈرایا کرتے تھے۔

یہ فتنہ دجال ہے۔ جس کو یاد کر کے صحابہ کرامؓ رونے لگتے تھے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنے فکر مند رہتے کہ مدینہ منورہ میں ایک لڑکے (ابن صیاد) کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی جس میں دجال کی نشانیاں پائی جاتی تھیں، تو آپ خود اس کے گھر تشریف لے جاتے اور چھپ چھپ کر اس کے بارے میں تحقیقات کرتے تھے۔

آج کیا وجہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سچا ماننے والی امت اپنے گردوپیش کے تمام خطرات سے بے نیاز، نامعلوم سمتوں میں بھٹکتی پھر رہی ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اڑن طشتریوں اور برمودا تکون کے واقعات کی بھنک لگتے ہی سنجیدگی سے اس موضوع کی طرف توجہ کرتے۔ لیکن لگتا یوں ہے کہ دجال کے نکلنے کا وقت قریب ہے کہ علماء نے بھی اس کا تذکرہ منبر و محراب سے کرنا چھوڑ دیا ہے۔

جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ابن صیاد کے بارے میں تھا کہ دجال کی کچھ نشانیوں کی وجہ سے اس کے بارے میں خود جا کر تحقیقات فرماتے تھے سو ہمیں بھی برمودا تکون اوراڑن طشتریوں کے بارے میں یہی طریقہ کار اختیار کرنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ زبان مبارک سے جو نشانیاں دجال کے بارے میں بیان فرمائی گئی ہیں وہ برمودا تکون اوراڑن طشتریوں والوں میں پائی تو نہیں جارہیں؟

کیا اڑن طشتریاں کانے دجال کی ملکیت ہیں؟

دنیا میں جاری حق و باطل کے مابین جاری اس جنگ میں ایک فریق ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کو یہ سوچنا چاہئے کہ برمودا تکون میں موجود اتنی جدید ٹیکنالوجی کی حامل قوت کون ہے؟ ساری دنیا میں جاری کفر و اسلام کی اس فیصلہ کن لڑائی میں یہ قوت کس کے ساتھ ہے؟

اسپین کے تجزیہ نگار اڑن طشتریوں کو شیطانی مظاہر کہتے ہیں۔ ایک رومن کیتھولک پادری فادر فریکسیڈو، جو اڑن طشتریوں کے بارے میں سند سمجھے جاتے ہیں کہتے ہیں:

''یہ سب شیطانی چرخہ ہے۔ چرچ اور ہمارے اجداد جن کو شیطان کہتے ہیں وہ اب اڑن طشتریوں کے ہواباز کہلاتے ہیں۔ اڑن طشتریوں کے شاہدین ان کی پرواز کے وقت اکثر سلفر کی بو محسوس کرتے ہیں یہ شیطان کو مارے جانے والے گندھک کے پتھروں کی بو ہے''۔

فادر فریکسیڈو کے کچھ اور بھی نظریات ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ جب جب یہ اڑن طشتریاں کیریبین سمندر پر ظاہر ہوئیں مقامی طور پر معجزات کا ظہور ہوتا رہا ہے۔ مثلاً گرجا گھر کے مجسمے رونے لگتے، یا ان کے منھ سے خون بہنے لگتا، تصویریں روشن ہو جاتیں، چرچ کے ٹاور سے روشنی کی کرنیں نکلنے لگتیں، انفرادی طور پر دائمی مریض صحت مند ہو جاتے''۔

اڑن طشتریوں کے ظاہر ہونے کے وقت دائمی مریضوں کے صحت مند ہونے کے واقعات کثرت سے نمودار ہوئے ہیں۔ خصوصاً وہ افراد جن سے اڑن طشتری والوں نے ملاقات بھی کی ہو ان میں حیرت انگیز طور پر جسمانی اور ذہنی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔

فادر فریکسیڈو کے بیان کی تصدیق ان طلباء کے اغواء سے بھی ہوتی ہے جن کو الاگاش کے جنگل سے اغواء کیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک طالب علم میں حیرت انگیز ذہنی صلاحیت پیدا ہو گئی تھی۔

امریکہ کے انتہائی اہم لوگوں (خصوصاً بڑے بڑے یہودی بینکاروں اور پینٹاگون میں موجود یہودی جرنیلوں) کو یقیناً اس حقیقت کا علم ہے جو برمودا کے اندر ہے اور ان کا وہاں سے مستقل رابطہ بھی ہے۔ ایسا ہی خیال فلائٹ 19 (جس میں پانچ طیارے ایک ساتھ غائب ہوئے تھے) میں موجود کیپٹن پاورس کی بیوہ جون پاورس کے بھی ہیں وہ کہتی ہیں ''ان لوگوں نے برمودا تکون میں یقیناً کوئی چیز دیکھ لی تھی کوئی ایسی حیرت انگیز اور پراسرار چیز دیکھ لی تھی جس نے ان کے تمام آلات کو ناکارہ کر دیا تھا۔ کوئی ایسی چیز جس نے لیفٹیننٹ ٹیلر کو اتنا خوفزدہ کر دیا تھا کہ اس نے کسی کو اپنا تعاقب کرنے اور اپنی جان خطرے میں ڈالنے سے منع کر دیا تھا۔ کوئی ایسی چیز ہے جسکو قومی سلامتی کی خاطر امریکی بحریہ عوام الناس سے چھپانا چاہتی ہے''۔

''مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ غائب ہونے والے تمام افراد کہاں گئے؟ کیونکہ میں ان سے رابطے میں ہوں۔ صرف یہی نہیں کہ میں نے ان تمام حادثات کو دیکھا ہے کہ بلکہ ان غائب ہونے

والوں میں سے بعض سے میں نے بات بھی کی ہے۔ اگر چہ ان سب کا اب واپس آنا اور لوگوں کے سامنے ظاہر ہونا ممکن ہے کہ وہ سب اسی دنیا میں کہیں موجود ہیں۔ میں نے ایک طیارے کے پائلٹ سے بات کی ہے جو 1945ء میں غائب ہو گیا تھا۔ غائب ہونے کے بعد سے اس کے بارے میں کسی کو کچھ پتہ نہیں۔ جس وقت یہ پائلٹ برمودا میں غائب ہوا اس وقت اس کی عمر پچاس سال تھی جبکہ میں نے اس سے ملاقات 1969 میں کی۔ وہ زندہ تھا۔ لیکن کہاں؟ زمین کے اندر ہی کہیں۔"

یہ دعویٰ ایڈ اسنیڈ کر (Ed snedeker) نامی ایک سائنسداں کا ہے اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایڈ اسنیڈ کر کا دعویٰ بے بنیاد ہے یا پھر معاملہ کچھ یوں ہے کہ کچھ خاص لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ برمودا کی گہرائیوں میں اغوا کر لئے جانے والے افراد کہاں ہیں؟ تو کیا وہ لوگ برمودا کے پانی کے اندر موجود خفیہ قوتوں کے بارے میں بھی علم رکھتے ہیں؟

محمد عیسیٰ داؤد مصری محقق ہیں اڑن طشتریوں اور برمودا تکون پر انکی تحقیق بہت گہری ہے ان کے نزدیک اڑن طشتریاں دجال کی ملکیت اور اسی کی ایجاد ہیں نیز برمودا تکون کے اندر اس نے ابلیس کی مدد سے تکون کی شکل کا قلعہ نما محل بنایا ہوا ہے (برمودا تکون کے اندر مختلف قسم کی تعمیرات غوطہ خوروں نے دیکھی ہیں) جہاں سے بیٹھ کر وہ اپنے چیلوں کو ہدایات دے رہا ہے اور اپنے نکلنے کے وقت کا انتظار کر رہا ہے۔ اس پورے مشن میں اس کو ابلیس اور اس کے تمام شیاطین کی مدد حاصل ہے۔ جو تمام دنیا کے اندر سیاسی، اقتصادی، سماجی اور عسکری میدانوں میں جاری ہے۔ کس ملک میں کس کی حکومت ہونی چاہئے، کس ملک کو کتنی مالی امداد دینی چاہئے، کس ملک میں اپنی فوج اتارنی چاہئے اور کس ملک کو تباہ کرنا ہے؟ نیز دنیا میں جاری دریاؤں پر خصوصاً مسلم دنیا میں، کہاں کہاں ڈیم بنانے ہیں۔ اپنے حامی مسلک والی اقوام کو اقتدار میں لانا ہے اور ہر اس قوم اور فرد کو ابھی سے راستے سے ہٹانا ہے جو آگے چل کر دجال کے سامنے کھڑا ہو سکے۔

جہاں تک برمودا تکون میں ابلیس کے مرکز کا تعلق ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں البتہ دجال کی وہاں موجودگی پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو مشرق میں بیان فرمایا تھا جب کہ برمودا تکون مغرب میں ہے۔ اسکا جواب عیسیٰ داؤد یہ دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد دجال اس طرح بندھا ہوا نہیں رہا جس طرح حضرت تمیم داریؓ نے اس کو بندھا ہوا دیکھا تھا۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد وہ زنجیروں سے

آزاد ہوگیا تھا اور مستقل اپنے خروج کے لئے راہ ہموار کرتا رہا ہے۔ البتہ اس کو مکمل آزادی اسی وقت ملے گی جب وہ دنیا کیسامنے ظاہر ہوکر اپنی خدائی کا اعلان کرے گا۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ برمودا تکون میں ابلیس ہو اور دجال جاپان کے شیطانی سمندر میں یا ایران کے اصفہان میں ہی ہو۔ اور اس طرح دونوں کا آپس میں رابطہ ہو اور دونوں جگہوں سے اسلام کے خلاف بلکہ پوری انسانیت کے خلاف سازشیں کی جارہی ہوں۔ واضح رہے کہ جاپان کا شیطانی سمندر مشرق میں ہی ہے۔

کیا دجال زنجیروں سے آزاد ہو چکا؟

دجال کے خروج تک زنجیروں میں جکڑے رہنے کا جہاں تک تعلق ہے تو اس بارے میں کوئی حدیث نہیں مل سکی۔ البتہ صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ دجال اپنے خدائی کے اعلان سے پہلے زنجیروں میں جکڑا ہوا نہیں ہوگا (واضح رہے کہ دجال کے خروج سے مراد اس کا خدائی کا اعلان کرنا ہے اس کی تفصیل آگے آرہی ہے) بلکہ آزاد اور متحرک ہوگا اور اسکے پاس قوت بھی ہوگی۔ میڈیا کے ذریعے اس کی شخصیت کو ایک مصلح (Reformer) اور عظیم رہنما کے طور پر لوگوں میں اسکی شہرت ہوگی۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ وہ پہلے نبوت کا دعویٰ کریگا۔ نبوت کا دعویٰ وہی شخص کرسکتا ہے جسکے کچھ پیروکار موجود ہوں۔ اور وہ آزاد ہو۔ کسی نامعلوم جزیرے میں زنجیروں میں جکڑا شخص نبوت کا دعویٰ کس کے سامنے کرے گا اور کس کو اپنی نبوت پر قائل کریگا۔

امام حاکمؒ نے اپنی مستدرک میں دجال کے بارے میں طویل حدیث نقل کی ہے جسکا ایک حصہ یہ ہے: **انه يخرج من خلة بين العراق و الشام فعاث يمينا و عاث شمالا يا عباد الله فاثبتوا فانه يبدأ فيقول انا نبي و لا نبي بعدي ثم يثني حتىٰ يقول انا ربكم و لن تروا ربكم حتىٰ تموتوا.** هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه بهذه السياقة۔ وقال الذهبي في التلخيص: على شرط مسلم (مستدرك حاكم مع تعليقات الذهبي ٨٦٢٠)

ترجمہ...... بیشک وہ (دجال) اس راستے سے نکلے گا جو عراق اور شام کے درمیان ہے۔ سو وہ دائیں بائیں بہت زیادہ فساد پھیلائے گا۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اے اللہ کے بندو! تم ثابت قدم رہنا۔ پہلے وہ یہ کہے گا میں نبی ہوں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) حالانکہ

میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ پھر وہ اور دعوے کریگا یہاں تک کہ کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اور تم مرنے سے پہلے اپنے رب کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حافظ ذہبیؒ نے بھی اسکو مسلم کے درجے کی حدیث مانا ہے۔

اس حدیث سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ وہ خدائی کے اعلان سے پہلے آزاد ہوگا۔

اسکے علاوہ ایک اور صحیح حدیث بھی اس بات کو ثابت کررہی ہے کہ دجال اپنی خدائی کے اعلان سے پہلے دنیا کے حالات سے باخبر ہوگا۔

امّ المؤمنین سیدہ حفصہؓ نے فرمایا **سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول "انما یخرج الدجال من غضبة یغضبھا"**

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دجال کسی بات پر غصہ ہو کر نکلے گا۔ (صحیح ابن حبان: ۶۷۹۳۔ مسند احمد: ۲۶۴۲۵)

محقق شعیب الارنوط نے اسکو مسلم کے درجے کی حدیث قرار دیا ہے۔

اگر دجال کو کسی جزیرے میں اسی حالت میں زنجیروں میں جکڑا ہوا تصور کیا جائے کہ کسی کو اسکا پتہ ہی نہ ہو اور نہ اس کو دنیا کے حالات کا علم تو پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہوگا۔ جب اسے کچھ خبر ہی نہ ہوگی تو وہ غصہ کس پر ہوگا؟ لہٰذا ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ وہ اپنی خدائی کے اعلان سے پہلے آزاد ہوگا۔ ایسا نہیں ہے کہ بس زنجیریں ٹوٹیں اور کسی گمنام جزیرے سے نکلے اور فوراً خدائی کا دعویٰ کر بیٹھے۔ اس طرح اسکو مسلمان تو کیا خود اسکے منتظر (اصفہانی یہودی) بھی ماننے سے انکار کرینگے اور اس سے اسکا اتا پتہ ضرور پوچھیں گے۔ اب اگر آپکے ذہن میں یہ سوال آرہا ہو کہ حدیث میں تو یہی ذکر آیا ہے کہ دجال کا خروج ہوگا اور پھر وہ اپنے "کارنامے" دکھائے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ دجال کے خروج سے مراد اسکا اپنے بارے میں خدائی کا اعلان ہے۔ خدائی کے اعلان کے بعد ہی تمام "کارنامے" جو احادیث میں مذکور ہیں۔ دکھائے گا۔ دجال کا دجال کی حیثیت سے خروج اور اسکا دجال ظاہر ہونا اسکی خدائی کے اعلان کے بعد ہوگا۔ اس کے بعد ہی اسکے ذریعے ان باتوں کا ظہور ہوگا جسکی بناء پر وہ خود کو رب ثابت کرنا چاہے گا۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ بخاری شریف کی شرح فتح الباری میں فرماتے ہیں: **فیقول انا نبی**

ثم يتمنى ان ربكم فانه يحمل على انه انما يظهر الخوارق بعدقوله الثاني. (فتح الباری ابن حجر عسقلانیؒ)

ترجمہ...... چنانچہ وہ (دجال) کہے گا میں نبی ہوں پھر کہے گا میں تمہارا رب ہوں۔ لہٰذا اسکو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ وہ جو خلاف عادات باتیں دکھائے گا وہ اسکے دوسرے قول (رب کے دعوے) کے بعد ہونگی۔ ابن حجرؒ نے اسکی مثال میں وہ واقعہ پیش کیا ہے جو دجال ایک اعرابی کو کہے کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کردوں تو کیا تو گواہی دے گا کہ میں تیرا رب ہوں۔

ایک اور دوسرے واقعے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اسکی گندی شخصیت اسی وقت اصل صورت میں ظاہر ہوگی جب وہ رب ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ مسلم شریف کی روایت میں یہ واقعہ آیا ہے۔ دجال کے پاس ایک نوجوان کو پکڑ کر لایا جائے گا جو دجال کا باغی ہوگا۔ دجال اسکو اپنی خدائی کو تسلیم کرنے کی دعوت دیگا۔ لیکن وہ نوجوان انکار کردیگا۔ پھر دجال اسکے دوٹکڑے کر کے زندہ کریگا اور پھر اسکو اپنی خدائی پر قائل کریگا۔ لیکن اس بار وہ نوجوان اور زیادہ شدت کے ساتھ اس کو جھٹلادے گا۔ نیز آسمان کو بارش کا حکم دینا، زمین کو پیداوار کا حکم دینا غرض جتنے بھی اسکے کارنامے صحیح احادیث میں آئے ہیں ان سب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اسکی حقیقت اسکی خدائی کے اعلان کے بعد ہی ظاہر ہوگی۔ اس سے پہلے اسکا دجال ہونا لوگوں کو معلوم نہیں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دجال جب اس مذکورہ نوجوان کے پہلی بار دوٹکڑے کرنے کے بعد پھر زندہ کر کے خدائی پر قائل کریگا تو وہ نوجوان کہے گا کہ اب تو مجھے پہلے سے زیادہ یقین ہوگیا کہ تو ہی وہ دجال ہے جسکی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔

مذکورہ بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دجال کا دجال ہونا اسکی خدائی کے اعلان کے بعد ہوگا۔ اس سے پہلے وہ کسی مصلح، امن کے داعی اور عظیم رہنما کے طور پر مشہور ہوگا۔ اور خدائی کے اعلان سے پہلے وہ آزاد ہوگا زنجیروں میں جکڑا ہوا نہیں ہوگا۔ البتہ مکمل آزادی اور اصل حیثیت خدائی کے اعلان کے بعد ظاہر ہوگی۔ اس سے پہلے کچھ پابندیاں اس پر ہونگی۔ (واللہ اعلم۔ لا علم لنا الا ما علمتنا)

کیا پینٹا گون کے ساتھ دجال رابطے میں ہے؟

دجال پر خاصی تحقیق کرنے والے اسرار عالم (اللہ ان پر رحم فرمائے) کہتے ہیں کہ پینٹا گون

یہودی تعلیمات کے مطابق دجال کا عبوری عسکری ہیڈ کوارٹر ہے۔

آج بھی اسکے سیاہ سپید کے مالک یہودی ہیں۔امریکی صدر انکے لئے کھلونے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ہر حکومت میں ایک ڈک چینی موجود رہتا ہے جسکی زبان سے نکلا ہوا ہر فیصلہ پالیسی بن جاتا ہے۔

امریکہ میں 1999ء سے جس شخص نے حکومت کی ہے اسکا نام ڈک چینی ہے۔پورے دورِ حکومت میں تمام فیصلے داخلہ پالیسی ہو یا خارجہ،ٹیکس کے مسائل ہوں یا افغانستان پر چڑھائی، امریکہ میں کسی چور کو بچانا ہو یا عراق پر حملہ سب کی مخالفت کے باوجود بھی بش کے قلم سے اسی فیصلے پر دستخط ہوئے جو ڈک چینی کی زبان سے نکلے۔حتیٰ کہ بعض مرتبہ ایف بی آئی کے ڈائریکٹر نے استعفیٰ کی دھمکی دیدی لیکن ڈک چینی نے بات اپنی ہی منوائی۔گوانتاناموبے،بگرام اور ابوغریب وغیرہ میں مجاہدین قیدیوں کے ساتھ شیطانی (دجالی) سلوک کا حکم صرف اور صرف ڈک چینی کی زبان سے نکلا اور روشن خیال اور آزادی کے علمبردار امریکہ کا قانون بن گیا۔''باشعور'' امریکی عوام تو کیا کولن پاؤل اور'' کالی جادوگرنی'' کنڈولیزا رائس کو اس بات کا علم دو سال کے بعد ہوا،وہ بھی اخبار کے ذریعے۔دونوں کو بہت غصہ آیا لیکن.....ڈک چینی کے سامنے کسی نے بولنے کی جرأت نہیں کی۔سارا ملبہ گرا تو بش پر کیونکہ وہ صرف ایک مہرہ تھا۔

ڈک چینی کے بارے میں اسرار عالم کا دعویٰ ہے کہ اس نے دجال سے ملاقات کی ہے۔اور دجال اسکو خود ہدایات دیتا ہے۔

ڈک چینی تو وہ ہے جو دجال کی جانب سے منظر عام پر آیا ورنہ امریکہ ہی کیا، برطانیہ، سویڈن، ناروے، اصفہان، کابل اور دنیا کے مختلف خطوں میں راک فیلر، روتھ شیلڈ، مورگن خاندان کے کتنے حرام زادے بیٹھے ہوئے ہیں جنکے لبوں کی حرکت دنیا کی جمہوری اور شہنشاہی حکومتوں کا قانون بن جاتی ہے۔امریکہ سمیت تمام دنیا کے حکمران آئی ایم ایف کے صدر دفتر کے بجائے نیویارک میں ان کے گھروں کی چوکھٹ پر ناک رگڑتے ہیں۔برطانیہ اور امریکہ جیسی طاقتیں جنکے قرضے پر چل رہی ہیں۔دنیا کے موجودہ جمہوری نظام کی ڈوریں انکے لونڈے ہلاتے ہیں۔

چنانچہ یہ بات قرین قیاس لگتی ہے کہ اگر دجال متحرک ہے تو ان یہودی خاندانوں سے وہ ضرور رابطے میں رہتا ہوگا۔ان خاندانوں کے بارے میں تفصیل لکھنے کا ارادہ تھا لیکن بات لمبی

ہو جائے گی۔ صرف اتنا جانتے چلئے کہ افغانستان میں طالبان کی پسپائی کے بعد سب سے پہلے آنے والا یہودی راک فیلر فیملی کا ایک بائیس سالہ لڑکا تھا۔ جس نے اس آپریشن کی نگرانی کی تھی۔ یہ خاندان، آئی ایم ایف، ورلڈ بینک، عالمی ادارہ صحت، اقوامِ متحدہ، جنگی جہاز بنانے والی کمپنیوں، جدید اسلحہ، میزائل، خلائی تحقیقاتی ادارے ''ناسا'' فلمساز ادارہ ہالی ؤڈ جیسے اداروں کا مالک ہے۔ جی ہاں! مالک، تفصیل کا یہاں موقع نہیں، اسکے لئے دی راک فیلر سنڈرم (The Rockefeller Syndrome) کا مطالعہ آپکو بہت تفصیل دے دیگا۔

یہ مذکورہ یہودی خاندان صرف بینکار ہی نہیں بلکہ کبالہ کا علم بھی رکھتے ہیں۔ اسلئے بعض انگریز مصنفین نے انکو 'پانچ کبالہ' کے نام سے بھی یاد کیا ہے۔ یہ سب کٹر صیہونی مذہبی لوگ ہیں۔ دجال اپنی خدائی کے اعلان سے پہلے انہی کو استعمال کرتے ہوئے اپنے لئے راہ ہموار کرتا رہے گا۔ قرآن وحدیث سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ شیاطین اپنے انسانوں میں موجود دوستوں کی مدد کرتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابلیس اپنا تخت سمندر پر لگاتا ہے۔ لوگوں کو فتنوں میں ڈالنے کے لئے وہ اپنے لشکر روانہ کرتا ہے۔ جو اس کے لشکر میں سب سے زیادہ فتنہ پرور ہوتا ہے وہ ابلیس کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (مسلم شریف)

شارح مسلم شریف امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ابلیس کا مرکز ہے یعنی اس کا مرکز سمندر میں ہے۔

حضرت کعب احبارؒ نے فرمایا سمندر کے کسی جزیرے میں ایک قوم ہے۔ جو نصرانیت کی علمبردار ہے۔ وہ ہر سال ایک ہزار جہاز تیار کرتے ہیں، جب جہاز تیار ہو جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ان جہازوں پر سوار ہو جاؤ اللہ چاہے یا نہ چاہے۔ جب وہ سمندر میں انکو ڈالتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تیز ہوا بھیجتے ہیں جو ان جہازوں کو تباہ کر دیتی ہے۔ وہ ہر بار جہاز بناتے ہیں اور یہی مسئلہ ہوتا ہے سو جب اللہ تعالیٰ یہ معاملہ مکمل فرمانا چاہیں گے تو ایسے جہاز بنائے جائیں گے کہ اس سے پہلے سمندر میں ایسے جہاز نہیں چلے ہونگے پھر یہ لوگ کہیں گے انشاءاللہ تم سوار ہو جاؤ چنانچہ یہ سوار ہو جائیں گے اور کہیں گے ہم اس زمین کی طرف جا رہے ہیں جہاں سے ہمیں نکال دیا گیا تھا۔ (الفتن نعیم ابن حماد)

حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ ابلیس کا مرکز سمندر میں ہے۔ ابلیس کا مرکز سمندر میں ایسی ہی جگہ ہوگا جہاں اللہ کا نام اور اذان کی آواز بھی نہ سنی جاتی ہو اور جہاں سے رہ کر انسانیت کے خلاف وہ اپنا مشن آسانی سے آگے بڑھا سکے۔ نیز حضرت کعب احبارؓ کی مذکورہ روایت کو سامنے رکھا جائے اور برمودا تکون کی پراسراریت اور حیرت انگیز واقعات بلکہ ناقابل یقین حادثات میں غور کیا جائے تو کچھ بعید نہیں کہ برمودا تکون ابلیس کا مرکز ہو۔ اور اسکا پروردہ کانا دجال بھی اسکے ساتھ ہو۔ یا ایک وہاں ہو اور دوسرا جاپان کے شیطانی سمندر میں ہو۔

ابلیس کا انسانوں کی شکل میں آکر اپنے ماننے والوں کو مشورے دینا قرآن سے ثابت ہے۔ جنگ بدر کے موقع پر ابلیس خود میدانِ بدر تک گیا تھا۔ وہ بنو کنانہ کے سردار سراقہ ابن مالک کی شکل میں تھا اور ابوجہل کو مسلسل جنگ کے لئے برانگیختہ کر رہا تھا نیز جس طرح اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اولیاء اللہ کہلاتے ہیں اسی طرح شیطان کے بھی اولیاء ہوتے ہیں جن کو قرآن کریم نے اولیاء الشیطان کہا ہے۔

قرآن کریم میں ایسی آیات متعدد جگہ آئی ہیں۔ وان الشیاطین لیوحون الیٰ اولیائھم .

(سورۃ الانعام)

ترجمہ: بے شک شیاطین اپنے دوستوں کو مشورے دیتے ہیں

ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم یلقون السمع واکثرھم کاذبون۔ (سورۃ الشعراء)

ترجمہ: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کن پر اترا کرتے ہیں۔ وہ ہر جھوٹے اور بدکردار شخص پر اترتے ہیں۔ جو باتیں سننے کے لئے کان لگاتے ہیں اور اکثر جھوٹ بولتے ہیں ۔

ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین وانھم لیصدونھم عن السبیل ویحسبون انھم مھتدون ۔ (سورۃ الزخرف)

ترجمہ: اور جو لوگ رحمٰن کے ذکر سے غفلت کرتے ہیں ہم ان کے ساتھ شیطان لگا دیتے ہیں جو انکا ہمجولی بن کر ان کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ بلاشبہ وہ شیاطین ان کو سیدھے راستے سے روکتے ہیں اور وہ یہی سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ وہ صحیح راستے پر چل رہے ہیں۔

قرآن کریم کی ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ ابلیس اور شیاطین اپنے انسان دوستوں سے

رابطے میں رہتے ہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب ''اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان'' میں لکھا ہے:

''بعض لوگوں کو ہوا میں عرش نظر آتا ہے جس کے اوپر نور ہوتا ہے اور آواز آتی ہے کہ میں تیرا رب ہوں۔ تو اگر یہ شخص اللہ کی معرفت رکھتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ یہ شیطان ہے۔ چنانچہ وہ شیطان کو ڈانٹ دیتا ہے۔ اور اس سے اللہ کی پناہ چاہتا ہے جس کے نتیجے میں یہ (عرش اور نور) ختم ہو جاتا ہے۔ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن کو شیاطین قید سے آزاد کرا لیتے ہیں اور (اگر ان لوگوں پر کوئی کسی ہتھیار سے حملہ کرے) تو وہ شیاطین اس حملے سے اس آدمی کا دفاع کرتے ہیں۔ جیسا کہ عبدالملک بن مروان کے دور میں حارث دمشقی کا واقعہ ہے جس نے شام میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا شیاطین اس کے پیروں کو بیڑیوں سے آزاد کرا لیتے اور اسلحے کے وار سے اس کی حفاظت کرتے اگر وہ پتھر پر ہاتھ پھیرتا تو پتھر تسبیح پڑھنے لگتا۔ لوگوں کو ہوا میں پیادہ اور گھوڑوں پر سوار مرد نظر آتے۔ حارث کہتا کہ یہ فرشتے ہیں حالانکہ وہ شیاطین تھے۔ چنانچہ جب مسلمانوں نے اسے پکڑا اور قتل کرنے کے لئے ایک نیزہ بردار مجاہد نے اس کو نیزہ مارا تو نیزے نے اس پر کوئی اثر نہیں کیا۔ عبد الملک بن مروان نے اس نیزہ بردار کو کہا کہ تم نے بسم اللہ نہیں پڑھی۔ پھر اس نے بسم اللہ پڑھ کر نیزہ مارا تو حارث مر گیا۔ (اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ)

یورپ میں کئی جادوگر ایسے گذرے ہیں جو اپنے شو میں حیرت انگیز کارنامے لوگوں کو دکھاتے رہے ہیں۔ جن میں ڈیوڈ کاپر فیلڈ مشہور نام ہے۔ اسکے بارے میں محمد عیسیٰ داؤد کا دعویٰ ہے کہ دجال اسکی مدد کرتا تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ شیاطین اپنے ایجنٹوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہوتے ہیں اور اپنے ایجنٹوں کو حملوں سے بھی بچاتے ہیں۔ (چنانچہ مجاہدین کو اپنے دشمن پر حملہ کرتے وقت بسم اللہ ضرور پڑھنی چاہئے)۔

یورپ کا سائنسی انقلاب.....دجال کا کردار

یہ بات اگرچہ بڑی عجیب سی لگتی ہے کہ یورپ کے سائنسی انقلاب کے پیچھے دجال کا ہاتھ ہے۔ لیکن اگر اس بارے میں کسی کے پاس دلائل ہوں تو اسکو سنے بغیر رد نہیں کرنا چاہئے۔ محمد عیسیٰ داؤد کا نظریہ اس بارے میں یہی ہے۔

محقق عیسی داؤد کا نظریہ یہ ہے کہ اس وقت امریکہ اور دیگر کفریہ طاقتوں کے پاس جو جدید ٹیکنالوجی ہے وہ دراصل دجال کے انہی سائنسدانوں کی ایجاد ہے جنکو دجال کے ذریعے برمودا تکون میں اغواء کر لیا گیا تھا۔ امریکہ اور دیگر کفریہ طاقتوں کو وہیں سے بنیادی ٹیکنالوجی ملتی ہے جس پر بعد میں یہ لوگ خود بھی تجربات کرتے ہیں۔ ٹیکنالوجی کے بارے میں نئے انقلابی تصورات کا علم پہلے دجال کے پاس تھا بعد میں مغربی ملکوں کو منتقل کیا گیا۔ کیا آپ یقین کرینگے اگر کوئی یہ کہے کہ بڑے بڑے مغربی سائنسدانوں کو انکی جدید دریافتوں میں دجال نے مدد کی تھی تو آپ کو کیسا لگے گا؟ یقیناً آپ سوچ میں پڑ جائینگے۔ سوذرا تفصیل پڑھتے چلئے۔

البرٹ آئنسٹائن اور دجال

البرٹ آئنسٹائن (1879-1955) ایک ایسا نام ہے کہ اگر سائنسی ترقی کی تاریخ سے اسکا نام نکال دیا جائے تو یہ ترقی یافتہ دنیا صدیوں پیچھے چلی جائیگی۔ آئنسٹائن 14 مارچ 1879 کو جرمنی میں ایک یہودی گھرانے میں پیدا ہوا۔ تین سال کی عمر تک وہ بول نہیں سکتا تھا۔ اسکے بارے میں مشہور تھا کہ وہ موٹے دماغ کا لڑکا ہے۔

اسکا بچپن میونخ میں گذرا۔ مالی پریشانیوں کے سبب اسکے ماں باپ یہاں سے اٹلی چلے گئے۔ آئنسٹائن 1895 میں تعلیم کے لئے اٹلی سے سوئٹزرلینڈ گیا۔ سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورخ میں واقع یونیورسٹی ETH میں داخلے کا امتحان دیا مگر ناکام رہا۔ اگلے سال ETH میں داخلہ مل گیا۔ اگست 1900ء میں امتحانات ہوئے۔ آئنسٹائن کی نااہلی یہاں بھی سامنے تھی۔ پانچ طالب علموں میں اسکا چوتھا نمبر تھا۔ سوئٹزرلینڈ میں تعلیم تک اسکے بارے میں تمام لکھنے والے اس بات پر متفق ہیں کہ وہ کوئی اچھا طالب علم نہیں تھا۔

آئنسٹائن میں تبدیلیاں 1900ء کے بعد آنا شروع ہوئیں۔ 1905 آئنسٹائن کی کامیابیوں کا سال سمجھا جاتا ہے۔ اس سال اس نے کئی مقالے پیش کئے۔ پہلا مقالہ روشنی کی ہئیت کے بارے میں تھا۔ دوسرا مقالہ براؤنین حرکت (Brownian Motion) کا ریاضی ماڈل تھا۔ تیسرا مقالہ اس کی مشہور مساوات $E = mc^2$ تھا۔ جس میں مادہ اور توانائی کا آپس میں تبدیل ہونا ممکن بتایا گیا تھا۔ حال ہی میں نے ایک محقق کی یہ تحقیق سامنے آئی ہے کہ یہ مساوات آئنسٹائن سے کئی سال پہلے ایک اطالوی نے شائع کی تھی۔

چوتھا مقالہ خصوصی اضافیت (special theory of relativity) پر تھا۔ اس سے وقت اور فضاء کو الگ الگ تصور کرنے کے بجائے "وقت وفضا" یا "زمان ومکان" کا نظریہ سامنے آیا۔

1911ء میں اس نے عمومی نظریہ اضافیت پر اپنا مقالہ شائع کیا۔

محمد عیسیٰ داؤد بہت زور دیکر اس بات کو ثابت کرتے ہیں ہے کہ سوئٹزرلینڈ میں ہی دجال کے ساتھ اسکا رابطہ ہوا اور اسی نے اسکو نظریہ اضافیت (Theory of relativity) کا علم دیا۔

محمد عیسیٰ داؤد کے نظریے پر دو اعتراض ہو سکتے ہیں:

1. کیا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ بات ممکن ہے کہ دجال اپنے خروج سے پہلے انسانوں سے رابطہ کر سکتا ہے۔
2. آئنسٹائن میں ایسی کونسی خاص بات تھی جس سے دجال خوش ہوا اور آئنسٹائن کو ہیرو بنوادیا۔

پہلے اعتراض کا جواب پیچھے بحث میں گذر چکا ہے۔ چنانچہ محمد عیسیٰ داؤد کی البرٹ آئنسٹائن کے بارے میں جو رائے ہے اس میں شرعاً تسلیم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ البتہ دوسرا اعتراض باقی ہے کہ آئنسٹائن میں ایسی کونسی خاص بات تھی جس سے خوش ہوکر دجال نے اسکو اتنے اہم نظریہ سے مالا مال کردیا۔ اسکا جواب جاننے کے لئے ہمیں آئنسٹائن کی زندگی اور اسکے نظریات کا مطالعہ کرنا ہوگا۔

آئنسٹائن اگرچہ خود کٹر یہودی تھا لیکن دوسروں (عیسائیوں اور مسلمانوں) کو وہ لادینیت اور الحاد کی طرف دعوت دیتا تھا۔ ذاتی اعتبار سے اس میں وہ تمام برائیاں موجود تھیں جو ابلیس یا دجال کو خوش کرنے کے لئے کافی تھیں۔ عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلقات۔ حتیٰ کہ 1902ء میں پہلی بیٹی اسکی ناجائز بیوی سے ہوئی۔ اس بیٹی کو انھوں نے پالا نہیں۔ اس کا کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ اسکا کیا ہوا۔ اس بات سے اسکی شرافت اور انسانی ہمدردی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

بیوی کے ساتھ اسکا رویہ ظالمانہ تھا۔ چنانچہ جب وہ 1914ء میں اپنی پہلی بیوی ملیوا مارک (Mileva Maric) کے ہمراہ برلن (جرمن) چلا گیا تو میاں بیوی کے تعلقات خراب ہوگئے۔ آئنسٹائن بیوی کو صرف اس صورت میں اپنے ساتھ رکھنے پر راضی تھا کہ اگر وہ یہ شرائط پوری کرے:

1. تم یہ یقینی بناؤ گی کہ میرے کپڑے اور بستر ٹھیک ٹھاک ہوں۔ 2. مجھے اپنے کمرے میں تین وقت کا کھانا پہنچاؤ گی۔ 3. میرا سونے اور پڑھنے کا کمرہ صاف ستھرا رکھوگی۔ میری پڑھنے والی میز

کو کوئی ہاتھ نہیں لگائے گا۔ ❷ مجھ سے تمہارے تمام ذاتی تعلقات ختم رہینگے۔ سوائے لوگوں کو دکھانے کے لئے...... جب میں مخاطب ہوں تو فوراً جواب دوگی...... میرے بچوں کو میرے خلاف نہیں کروگی۔

برلن پہنچ کر آئنسٹائن کی شناسائی اپنی چچازاد بہن ایلسا (Elsa) سے ہوگئی۔ لیکن آئنسٹائن اس شش و پنج میں تھا کہ وہ ایلسا سے شادی کرے یا اس کی جوان سال بیٹی سے۔ جہاں تک اسکے نظریات کا تعلق ہے تو وہ کٹر صیہونی بلکہ صیہونیت کا داعی اور مبلغ تھا۔ وہ فلسطین میں اسرائیل کے قیام کا پرجوش حامی تھا۔ اس نے 1921ء میں جیم وائز مین (وائز مین پہلا اسرائیلی صدر بنا) کے ساتھ امریکہ کا دورہ کیا اور صیہونیت کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے متعدد شہروں میں تقریریں کیں۔ یہاں تک کہ آئنسٹائن کو 1952 میں اسرائیلی صدارت کی پیش کش ہوئی جو اس نے قبول نہیں کی۔

ایٹم بم بنانے کی تجویز امریکہ کو اسی نے دی۔ 1939ء میں اس نے امریکی صدر فرینکلن روزویلٹ کو خط لکھا جس میں ایٹم بم بنانے کی ترغیب دی۔ دوسری جنگِ عظیم میں یہ بنفسِ نفیس شریک ہوا اور ایک اسلحہ ماہر کے طور اپنی خدمات امریکی بحریہ کو پیش کیں۔

آئنسٹائن کا خدا

آئنسٹائن کے اقوال میں God (خدا) کا ذکر اکثر ملتا ہے۔ لیکن آپ یہ نہ سمجھیں کہ آئنسٹائن کا خدا وہی خدا تھا جسکو مذہبی خدا مانا جاتا ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ آئنسٹائن پر لکھنے والے تقریباً تمام حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ آئنسٹائن کا خدا مذہبی نقطۂ نظر سے مختلف ہونے کا خیال ظاہر کیا گیا ہے۔ اگر آئنسٹائن کا خدا مذہبی خدا نہیں تھا تو پھر کون تھا؟ یہی چیز غور کرنے والی ہے۔ کہ وہ اکثر کس خدا کا ذکر کرتا تھا۔ اگرچہ اب بعض مبصرین کی رائے یہ ہے کہ آئنسٹائن کے خدا سے مراد قدرت (Nature) ہے لیکن یہ درست نہیں ہے۔

یہاں پہنچ کر محمد عیسیٰ داؤد کے نظریے میں کافی وزن محسوس ہوتا ہے کہ ممکن ہے آئنسٹائن دجال کو اپنا خدا مانتا ہو۔ اس بات پر آئنسٹائن کے مقالات میں بھی ایک اشارہ ملتا ہے۔ وہ یہ کہ وہ اپنے نظریات کے بارے میں ''میرا نظریہ'' کے بجائے ''ہمارا نظریہ'' کا لفظ استعمال کرتا تھا۔ وہ کائنات کی متحدہ قوت کا راز پتہ لگانے کی بھی کوشش کر رہا تھا۔

دجال کا کسی کو کوئی نیا نظریہ دینا کوئی اچنبھے کی بات بھی نہیں لگتی۔ کیونکہ قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہے کہ ابلیس اپنے (انسان) دوستوں کے پاس آتا ہے انکو مشورے دیتا ہے اور کام کے بارے میں ہدایات بھی دیتا ہے۔ دجال ابلیس کا سب سے بڑا مہرا اور بنی آدم کے خلاف آخری امید ہے۔ چنانچہ ممکن ہے کہ دونوں مل کر یہ کام کرتے ہوں۔ آئنسٹائن جیسے لوگوں پر شیاطین آسکتے ہیں۔ موجودہ دور میں باقاعدہ ایک فرقہ ہے جو براہ راست شیطان بزرگ (ابلیس) کی پوجا کرتا ہے۔ یہ فرقہ امریکہ اور برطانیہ میں بہت مضبوط ہے اور انکے اچھے خاصے پیروکار بھی ہیں۔ سابق امریکی نائب صدر ڈک چینی کا شمار اس فرقے کے سرداروں میں ہوتا ہے۔ سابق امریکی وزیر خارجہ کنڈولیزا رائس بھی اسی فرقے سے تعلق رکھتی ہے۔ امریکی فلمی دنیا ہالی ووڈ کے مشہور اداکار اور اداکاراؤں کا مذہب بھی شیطان کو خوش کرنا ہے۔ بھارتی اداکار امیتابھ بچن، مصر کا عمر شریف، مشہور جادوگر ڈیوڈ کاپر فیلڈ بدنام زمانہ امریکی گویے مائکل جیکسن بھی شیطان کے پجاری ہیں۔ مائکل جیکسن کے پروگرام میں لوگ بے قابو ہو جاتے ہیں۔ درحقیقت ان لوگوں پر شیاطین آتے ہیں۔

کیا امریکہ کی جدید ٹیکنالوجی کا ذریعہ برمودا تکون ہے

یہ بات آپ جان چکے ہیں کہ برمودا تکون میں جو قوت بھی ہے وہ انتہائی ترقی یافتہ اور موجودہ ٹیکنالوجی سے بہت آگے کی ٹیکنالوجی کی مالک ہے۔ اب یہاں ایک بات غور سے سمجھنے کی ہے۔ وہ یہ کہ دنیا کی بڑی طاقتوں خصوصاً امریکہ کے پاس جو اس وقت جدید ٹیکنالوجی ہے وہ ٹیکنالوجی برمودا تکون کی خفیہ قوت کے پاس بہت پہلے رہی ہوگی۔ تو کیا موجودہ ٹیکنالوجی کی اصل موجد برمودا تکون میں موجود خفیہ قوت ہے؟ یقیناً یہ بات آپ کو مضحکہ خیز لگے گی۔ لیکن ذرا مندرجہ ذیل باتوں میں غور کیجئے:

1. 30 جون 1908ء روس میں سائبیریا کے انتہائی دور دراز علاقے تنگسکا (Tunguska) میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ اس سے پہلے دنیا نے ایسے واقعے کا مشاہدہ نہیں کیا تھا۔ یہ صبح کا وقت تھا۔ گھڑیاں سات بج کر پندرہ منٹ دکھا رہی تھیں۔ چالیس میگاٹن کا کوئی نامعلوم مادہ سطحِ زمین سے صرف آٹھ کلومیٹر اوپر فضاء میں پھٹا۔ جس نے فوراً ایک ہزار مربع کلومیٹر (1000skm) کا علاقہ بالکل تباہ کر کے رکھ دیا۔ جنگل میں آگ لگ گئی اور ہفتوں لگی رہی، چنانچہ 2150 مربع کلومیٹر جنگل جل کر راکھ ہو گیا۔ بیسیوں سال تک یہ علاقہ بنجر رہا۔ بلکہ ابھی تک وہاں اس تباہی کے

اثرات واضح نظر آتے ہیں۔ ریکٹر اسکیل پر اس دھماکے کی شدت 5.0 ریکارڈ کی گئی تھی۔ یہ دھماکہ چالیس میگاٹن (چالیس لاکھ ٹن) کا تھا جو جاپان کے شہر ہیروشیما پر (1945ء میں) گرائے جانے والے ایٹم بم کے مقابلے میں دو ہزار گنا زیادہ تھا۔ وہ عینی شاہدین جنہوں نے اس علاقے سے دور اس منظر کا مشاہدہ کیا انکا بیان ہے:

''اس دن موسم صاف تھا کوئی بادل وغیرہ نہیں تھے۔ انھوں نے فضاء میں ایک چمکدار کوئی چیز زمین کی طرف آتے ہوئے دیکھی اور پھر ایک بہت بڑا اور چمکدار دھماکہ ہوا''۔ بعض عینی شاہدین کے مطابق دھماکے کے بعد دھوئیں اور شعلے کا ایک بڑا بادل وہاں سے اٹھا۔ ابتداء میں گرم لہر آئی اور پھر سخت گرم ہوا چلی۔ دھماکے کی شدت سے جھونپڑیاں ڈھے گئیں۔ انسان اور گھاس پھوس جلنے لگے اور جلد ایسی ہوگئی جیسے کھرنڈ۔

تنگسکا سے چالیس میل دور ''ویناوارا'' نامی ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ وہاں لوگ دھماکے کی شدت سے اچھل کر دور جا گرے، وہاں مکانات کی کھڑکیاں ٹوٹ گئیں اور چھتیں زمین پر آ گریں۔ نیز دھماکے کی جگہ سے میلوں دور ''کنسک'' نامی قصبے میں ان جھٹکوں کی شدت کی وجہ سے چلتی ٹرین کو ہنگامی طور پر روکنا پڑا، دھماکے کی آواز کانوں کے پردے پھاڑ دینے والی تھی۔ جسکی وجہ سے کچھ لوگوں کے بہرہ ہوجانے کی اطلاعات بعد میں موصول ہوئیں۔ دھماکے کے بعد کھمبی (Mushroom) کی طرح دھوئیں کے بادل اٹھے اور سیاہ بارش ہوئی۔ اس واقعے کے بعد اس علاقے اور وسط ایشیا میں آسمان میں خوب چمکدار بادل ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ لندن میں بھی راتیں (بغیر چاند کے) اتنی روشن تھیں کہ کوئی بھی اس کی روشنی میں مطالعہ کرسکتا تھا۔

اس وقت چونکہ نہ تو کوئی تحقیق کی گئی اور نہ ہی لوگ ایٹمی دھماکوں کے بارے میں جانتے تھے اس لئے اس دھماکے کو شہابی پتھر کے زمین سے ٹکرا جانے کا نتیجہ قرار دیا گیا۔ لیکن بعد میں جب اس کے ریڈیائی ٹیسٹ لئے گئے تو یہ ثابت ہوگیا کہ یہ شہابی پتھر نہیں بلکہ ایٹمی دھماکہ تھا۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ ابھی تک دنیا میں ایٹم بم بنایا ہی نہیں گیا تھا (ایٹم بم کا پہلا تجربہ امریکہ کی جانب سے 16 جولائی 1945ء میں کیا گیا) تو یہ ایٹمی دھماکہ کس نے کیا؟

بعض لوگوں نے اس دھماکے کو اڑن طشتری والوں کی جانب سے کیا جانے والے دھماکہ قرار دیا۔ بعض نے اس کو اڑن طشتری کا زمین سے ٹکرا کر تباہ ہوجانا کہا۔ لیکن ذرا غور کیجئے کہ اگر یہ

شہاب ثاقب تھا تو پھر وہاں اسکے کوئی ذرات وغیرہ ملنے چاہئے تھے۔ جیسا کہ روسی سائنسدان لیونڈ الیکسوچ (Leonid Alekseyevich) (1883-1942) کو توقع تھی۔ اس سائنسدان نے پہلی مرتبہ اس جگہ کا دورہ کیا تھا۔ لیکن اسکو وہاں کسی چیز کا نام ونشان نہیں ملا۔ حالانکہ اگر شہاب ثاقب ٹکرایا ہوتا تو بے شمار معدنیات وہاں ملنی چاہئے تھی۔ اب ماہرین کے درمیان یہاں سے پھر ایک اور بحث کا آغاز ہوا۔ کہ آخر یہ دھما کہ کس چیز کا تھا؟

لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے امریکی سائنسداں فریڈ وہپل نے 1930 میں یہ نظریہ پیش کیا کہ یہ دُم دار ستارہ (Comet) تھا۔ جسکے اندر برف اور گرد ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نظریہ محض لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے تھا۔

برمودا تکون اور اڑن طشتریوں پر تحقیق کرنے والے چارلس برلٹز اس بات کی سختی سے تردید کرتے ہیں کہ یہ شہاب ثاقب یا دم دار ستارہ تھا۔

❷ ایک سو سال پہلے جیولس ورنے اپنی کتاب میں ''ناٹی لیس'' نامی آبدوز کا تذکرہ کیا تھا اور آج کے دور کی ایٹمی آبدوز بالکل اسی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے ایک ایسی چیز جس کا تصور بھی لوگوں کے ذہن میں موجود نہ ہو اس کے بارے میں بیان کرنا کیا صرف پیشنگوئی ہے یا پھر جیولس ورکو ''کسی نے'' آبدوز کے بارے میں باقاعدہ بتایا تھا؟ نیز برمودا تکون میں سمندر کے اندر آبدوز سے بالکل مختلف ایک نامعلوم قسم کی سواری اکثر دیکھی گئی ہے جو کہ انتہائی تیز رفتاری سے پانی کے اندر سفر کرتی ہے۔ انکی رفتار اتنی تیز ہے کہ آج تک کوئی ان کی تصویر بھی نہیں اتار سکا۔ آپ اس کو جدید آبدوز کہہ سکتے ہیں۔

❸ اسی طرح ایک سو سال پہلے ہی ایک سائنسی داستان میں فلوریڈا کے مشرقی ساحل سے ایک خلائی جہاز کو چاند پر جاتا ہوا بیان کیا گیا تھا اور سو سال بعد ٹھیک وہیں سے واقعی انسان نے چاند تک کا کامیاب سفر کیا۔ سائنسی داستان میں صرف چاند پر جانے کا تذکرہ نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس مقام کو بھی بیان کیا گیا تھا جہاں سے سو سال بعد چاند کے لئے روانہ ہونا تھا اور وہ بھی فلوریڈا کا مشرقی ساحل۔ یعنی اس ''خدا'' کا شہر جس کا انتظار ہے۔ کیا یہ محض اتفاق تھا؟

❹ ایٹم بم بننے سے بہت پہلے ایٹم بم کی تباہ کاریاں کامک بکس میں بیان کی گئیں تھیں جو آج حقیقت بن کر ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، ان سب باتوں کو آپ کیا نام دیں گے؟ پیشنگوئی یا سائنس

فکشن؟ یا اس بات کو مانیں گے کہ برمودا ٹکون کی ''خفیہ قوت'' امریکی سائنسدانوں سے پہلے ہی یہ تمام تجربات کر چکی تھی؟ اور کیا امریکیوں اور روسیوں کو بھی انہوں نے ہی یہ تمام سہولیات فراہم کیں؟

❺ یہ اتفاق بھی ملاحظہ فرمائیے۔ مارچ 1918 میں امریکن بحریہ کا یو ایس ایس ''سائیکلوپس'' (Cyclops) نامی جہاز برمودا ٹکون میں غائب ہوا تھا۔ (ذرا غور کیجئے سائیکلوپس کس کو کہتے ہیں؟ یونانیوں کے ہاں ایک آنکھ والا دیوتا۔ ایک آنکھ والا کون ہے؟ کیا آپ کو یاد ہے؟) یہ جہاز میگنیشیم لے جا رہا تھا اور اس پر عملے سمیت تین سو ساٹھ افراد سوار تھے۔ جو جہاز کے ساتھ غائب ہو گئے تھے اسی نام کا ایک اور برطانوی جہاز اسی سال غائب ہوا۔ پھر 1941ء میں سائیکلوپس ہی کے طرز کے دو جہاز غائب ہو گئے۔ اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ امریکہ کا پہلا طیارہ بردار جہاز بننے کا اعزاز جس جہاز کو حاصل ہوا وہ سائیکلوپس ہی کی طرز کا جہاز تھا۔ طیارہ بردار بحری بیڑوں نے امریکہ کو ایسی بحری قوت فراہم کی کہ اس سے پہلے ایسی بحری قوت کبھی نہیں دیکھی گئی۔ تو کیا ایسا کہا جا سکتا ہے کہ برمودا میں سائیکلوپس کو اسی لئے لے جایا گیا تھا تا کہ آئندہ بحریہ کی دنیا میں ان جہازوں کو جدید بنا کر اپنے حلیفوں کے سپرد کر دیا جائے؟

❻ برمودا ٹکون کے علاقے میں آبدوز نما چیزوں کا کثرت سے دیکھا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ امریکہ سے پہلے یہ ٹیکنالوجی 'برمودا ٹکون والوں' کے پاس تھی۔

❼ برمودا ٹکون میں اغواء کی جانے والی شخصیات میں اکثر وہ ہیں جو اپنے شعبے میں ماہرین سمجھے جاتے تھے۔ مثلاً وقت کے بہترین پائلٹ، دنیا کے مشہور ملاح اور جہاز کے کیپٹن، مشہور تاجر اور سماجی شخصیات۔ مشہور جہاز اور طیارے۔ بارود سے بھرے جہاز اور ایندھن لے جاتے ٹینکر۔ اس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ ان افراد کو اغواء کر کے مار نہیں دیا گیا بلکہ انکی صلاحیتوں کو اپنے لئے استعمال کیا گیا۔ ایسا ہی خیال ایک اغواء ہونیوالے پائلٹ کی بیوی کا بھی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اغواء شدہ افراد زندہ ہیں لیکن نامعلوم امریکی حکومت کسی خاص وجہ سے حقیقت چھپانا چاہتی ہے۔

البتہ ان افراد کو ضرور مار دیا گیا ہوگا جنہوں نے ان کے مشن میں تعاون کرنے سے انکار کیا ہوگا۔ اس کے علاوہ جو طیارے اور جہاز اغواء کئے گئے وہ بھی تباہ نہیں ہوئے بلکہ ان کو بھی استعمال کیا جاتا رہا۔ ایسے بہت سارے واقعات ریکارڈ پر موجود ہیں کہ برمودا ٹکون میں ایسے جہاز اور طیارے جاتے ہوئے دیکھے گئے ہیں جن کا کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کہاں سے آئے تھے اور کس

کمپنی یا ملک کی ملکیت تھے؟ یہ وہ طیارے تھے جو کافی پہلے اس علاقے میں غائب ہو چکے تھے۔
چارلس برلٹز کا نظریہ بھی یہی ہے کہ "اجنبیوں" کے ذریعے اغواء کئے جانے والوں کو کسی خاص مقصد کے لئے اغواء کیا گیا ہے جو ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

٨ جو جدید ٹیکنالوجی امریکہ کے پاس آتی ہے وہی کچھ عرصہ بعد امریکہ کے مخالف ملکوں، مثلاً سرد جنگ کے وقت سوویت یونین کے پاس، اب چائنا کے پاس جلد ہی پہنچ جاتی ہے۔ حالانکہ یہ ٹیکنالوجی امریکی سائنسدانوں کی انقلابی کامیابی شمار کی جاتی ہے۔ مثلاً خلاء میں جانا، چاند پر پہنچنا، ایٹم بم، جدید گائڈڈ میزائل۔

ہونا یہ چاہئے تھا کہ یہ ٹیکنالوجی امریکہ کے دشمنوں کے ہاتھ نہ لگتی۔ لیکن امریکہ کے کچھ عرصہ بعد ہی دوسرے مخالف سمجھے جانے والے ممالک بھی اس میدان میں امریکہ کے برابر ہی پہنچتے رہے ہیں۔ تھوڑا بہت فرق ضرور ہے لیکن بنیادی ٹیکنالوجی ایک ہی رہی ہے۔
اس سے ایسا لگتا ہے کہ جو قوت امریکہ کو ٹیکنالوجی فراہم کرتی ہے وہی دیگر کافر ممالک کو بھی فراہم کرتی رہی ہے۔

ناسا (NASA) تحقیقات کا سفر یا نقل

مذکورہ بحث کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ امریکی خلائی تحقیقاتی ادارہ "ناسا" تحقیق نہیں کرتا بلکہ نقل کرتا ہے۔ جو ٹیکنالوجی "انکے خدا" کی جانب سے ملتی ہے یہ لوگ اسکے تجربات کے ذریعے استعمال سیکھتے ہیں۔ اگر آپ دوسری جنگِ عظیم (1939-1945) کے بعد سے ہونے والی ایجادات کی تاریخ کا گہرائی سے مطالعہ کریں تو کئی حیران کن باتیں آپکو نظر آئیں گی۔
اس بحث کو سمجھنے کے بعد یہ بحث بھی ختم ہو جاتی ہے کہ امریکہ وغیرہ نے اس وقت کتنے جدید اور تیز رفتار طیارے بنا لئے ہیں۔

دجال سے پہلے فتنے

گذشتہ باب میں آپ نے ایک ایسے فتنے کے بارے میں پڑھا جو آج تمام انسانیت کے لئے عظیم خطرہ ہے۔ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن برمودا تکون اور شیطانی سمندر میں بیٹھ کر امتِ محمدیہ کو شکست دینے کی تیاریاں کر رہے ہیں تاکہ روزِ قیامت ابلیس، اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ناکام ثابت کر دکھائے۔ اس گھناؤنی سازش کو کامیاب کرنے کے لئے اس نے ''کانے دجال'' (اس پر تمام کائنات کی لعنت ہو) کو تیار کیا ہے۔

یہ کانا دجال خفیہ طور پر اپنے نکلنے کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ پردے کے پیچھے رہ کر وہ تمام دنیا کے حکمرانوں کو امام مہدی کی حمایت کے لئے جانے والے لشکر کے خلاف متحد کر رہا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ دجال کے نکلنے سے پہلے ہی حق اور باطل کے لشکر الگ الگ ہو جائیں گے۔ دنیا کی ہوس رکھنے والے دجال کو اپنا خدا تسلیم کرلیں گے اور اسلام پر جان قربان کرنے والے امام مہدی کے لشکر میں شامل ہونگے۔

چنانچہ ابھی سے ایسے فتنے پھیلائے جا رہے ہیں جس سے اہلِ ایمان اور منافقین الگ الگ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جسکو جو چیز پیاری ہے وہ اسی کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اور اسی کو اچھا سمجھ رہا ہے۔ جو مسلمان ہر حال میں اللہ ہی کو اپنا رب ماننے پر ڈٹے ہوئے ہیں، اللہ کے علاوہ کسی کو رب ماننے سے پر راضی نہیں ہو رہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو سر بلند کرنا چاہتے ہیں۔ ان (دہشت گردوں) کے خلاف دجال نے دہشت گردی کی عالمی جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ اس جنگ کے ذریعے وہ یہ جاننے کی کوشش کر رہا ہے کہ کون اسکو خدا مان سکتا ہے اور کون اسکے منہ پر تھوک دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے دیوانوں کو مٹانے کیلئے اس نے ساری دنیا میں اپنے پیروکاروں کو سخت

ہدایات کر رکھی ہیں کہ ایسے لوگوں سے کوئی مصالحت، کوئی کمزوری اور کوئی نرمی نہیں برتی جانی چاہئے، سو ہر مسلمان کو سوچنا چاہئے کہ وہ کہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ تو نہیں کھڑا۔ اگر کسی مجبوری، لالچ یا خوف کی وجہ سے وہ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچا رہا ہے تو اسے کل قیامت کے دن صحابہ رضی اللہ عنہم کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے جنھوں نے اپنے جسم کے ٹکڑے تو کرالئے لیکن اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی تکلیف نہیں پہنچنے دی۔

اے لوگو! فتنوں کو پہچانو قبل اسکے وہ تمہیں نگل جائیں اور تمہیں احساس تک نہ ہو۔

فتنوں کے بارے میں جانئے ورنہ......

قال حذیفةؓ کان الناس یسئلون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الخیر و کنت اسالہ عن الشر مخافة أن یدرکنی. (بخاری ومسلم)

ترجمہ......لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں سوال کیا کرتے اور میں شر کے بارے میں سوال پوچھتا اس خوف سے کہ کہیں یہ شر مجھے نہ آ پکڑے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت حذیفہ ابن یمانؓ نے فرمایا: یہ فتنے ایسے لمبے ہو جائینگے جیسے گائے کی زبان لمبی ہو جاتی ہے ان فتنوں میں اکثر لوگ تباہ ہو جائینگے البتہ وہ لوگ بچ رہینگے جو پہلے سے ان فتنوں کو پہچانتے ہونگے۔'' (احادیث حذیفہ فی الفتن، ج:۱، ص:۹۴)

اسکی سند حسن موقوف ہے۔

عن عمیر بن ھانی العبسی قال سمعت عبد اللہ بن عمر یقول کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر الفتن فاکثر فی ذکرھا حتیٰ فتنة الاحلاس. فقال قائل وما فتنة الاحلاس؟ قال ھی فتنة ھَرَب وحَرَب ثم فتنة السراء دخنھا من تحت قدمی رجل من اھل بیتی یزعم انه منی ولیس منی وانما اؤلیائی المتقون ثم یصطلح الناس علی رجل کَوَرِکٍ علی ضِلع ثم فتنة الدھیماء لاتدع احدا من ھذہ الامة الا لطمته لطمة فاذا قیل انقضت تمادت یصبح الرجل فیھا مومنا ویمسی کافرا حتیٰ یصیر الناس الیٰ فسطاطین. فسطاط ایمان لانفاق فیه وفسطاط نفاق لا ایمان فیه فاذا کان ذاکم فانتظروا الدجال من یومه او من غده (مسند احمد: ۶۱۶۸۔ ابوداؤد: ۴۲۴۲۔ حاکم: ۸۴۴۱۔ نعیم بن حماد فی الفتن: ۹۴)

ترجمہ...... حضرت عمیر بن ہانی نے فرمایا میں نے عبداللہ ابن عمرؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کو بیان فرمایا اور انکو تفصیل سے بیان فرمایا۔ یہانتک کہ احلاس کے فتنے کو بیان کیا۔ کسی نے پوچھا یہ احلاس کا فتنہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یہ فتنہ فرار، گھربار اور مال کے لٹ جانے کا ہوگا۔ پھر خوشحالی وآسودگی کا فتنہ ہوگا۔ اس کا دھواں ایسے شخص کے قدموں کے نیچے سے نکلے گا جو یہ گمان کرتا ہوگا کہ وہ مجھ میں سے ہے حالانکہ وہ مجھ سے نہیں۔ بلاشبہ میرے اولیاء تو متقین ہیں، پھر لوگ ایک نااہل شخص پر متفق ہو جائیں گے۔ پھر تاریک فتنہ ہوگا۔ یہ فتنہ ایسا ہوگا کہ امت کا کوئی فرد نہیں بچے گا جسکے تھپیڑے اسکو نہ لگیں۔ جب بھی کہا جائیگا کہ یہ فتنہ ختم ہوگیا تو وہ لمبا ہو جائے گا۔ ان فتنوں میں آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ لوگ اسی حالت پر رہیں گے یہاں تک کہ دو خیموں میں بٹ جائیں گے ایک ایمان والوں کا خیمہ جس میں بالکل نفاق نہیں ہوگا، دوسرا نفاق والوں کا خیمہ جس میں ایمان نہیں ہوگا۔ تو جب تم لوگ اس طرح تقسیم ہو جاؤ تو بس دجال کا انتظار کرنا کہ آج آئے یا کل آئے۔

نوٹ: علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اس حدیث کو السلسلۃ الصحیحۃ (نمبر 974) میں صحیح کہا ہے۔

فائدہ...... اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ دجال کے فتنے سے پہلے جو فتنہ ہوگا وہ ''الدُّهَيْمَاء'' یعنی سخت تاریکی کا فتنہ ہوگا۔ اسکی خاصیت یہ ہے ہر گھر میں پہنچے گا۔ کوئی گھر اس سے نہیں بچے گا۔ کیا دجال سے پہلے کا زمانہ یہی زمانہ تو نہیں؟ اگر یہی ہے تو یہ تاریکی کا فتنہ کیا ہے۔ جو مسلمانوں کے ہر گھر تک پہنچا ہے؟ یہ کون سی تاریکی ہے جس میں ہر فرد ڈوبا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام فتنوں اور فکری گمراہی سے سب کی حفاظت فرمائیں۔ آمین

مشہور شخصیات فتنے میں

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور چوتھے فتنے کا تذکرہ کیا ''اس کے شر سے وہی بچ پائے گا جو ڈوبنے والے کی طرح (اخلاص سے) دعا کریگا۔ اس وقت سب سے خوش قسمت شخص وہ متقی ہوگا جو پوشیدہ ہو۔ سب سے بدقسمت شخص پر جوش خطیب اور تیز سوار ہوگا۔ (الفتن: 363۔ رواہ ابونعیم فی الحلیۃ)

فائدہ...... گمنام متقی لوگ جن کو کوئی نہ جانتا ہو یعنی مشہور نہ ہوں کہ سامنے آجائیں تو کوئی پہچانے نہیں اور کہیں چلے جائیں تو کوئی پوچھتا نہ پھرے کہ کہاں گیا۔ اسی طرح وہ سوار جسکی سواری نمود و نمائش والی ہو۔ موجودہ دور میں اگر آپ غور کریں تو حالت یہی ہے۔ جو مشہور و معروف لوگ ہیں، خواہ علماء ہوں یا صحافی یا کالم نگار ہر مسئلے میں وہی آزمائش میں پڑے نظر آتے ہیں لال مسجد آپریشن، وزیرستان میں امریکی مفاد کی جنگ، جہاد اور استشہادی کاروائی کے خلاف فتویٰ، باطل کی جنگ کو اپنی جنگ ثابت کرنا اور تمام مسئلوں میں وہی لوگ آگے لائے گئے یا مجبور کئے گئے جو عوام میں مشہور ہیں۔

اس حدیث میں ایک بات اور ہے جو بڑی گہرائی کیساتھ اس دور کو بیان کر رہی ہے۔ اس دور میں باطل قوتوں کی بھرپور قوت اس بات پر لگی ہوئی ہے کہ دنیا میں ہر انسان اس کی نظر میں رہے۔ کون کہاں سفر کر رہا ہے، کون کس سے اور کیا بات کر رہا ہے کس کا خاندان، قبیلہ اور نسب کیا ہے، کس کے پاس کتنا پیسہ ہے، کسی کی پسند و ناپسند کیا ہے؟ اس کے لئے وہ سٹیلائٹ، کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ، آن لائن بینکنگ، کمپیوٹرائزڈ پاسپورٹ، چپ لگے کریڈٹ کارڈ اور جگہ جگہ سیکورٹی کیمرے نصب کر کے یہ کام کر رہے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اسکو آپ یوں کہہ سکتے ہیں کہ دنیا کی ہر چیز ''ایک آنکھ'' کی نگرانی میں رہے۔

مشرف نے پاکستان میں نادرا قائم کر کے تمام پاکستانیوں کے مکمل کوائف عالمی یہودی قوتوں کے سامنے کھول کر رکھ دئے ہیں۔ جو حضرات کمپیوٹر ہیکنگ (Hacking) کی باریکیوں کو سمجھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کوئی بھی ڈیٹا آن لائن ہو جانے کے بعد کتنا محفوظ رہ سکتا ہے۔ جب کہ سی آئی اے CIA اور ''را'' (RAW) کے تنخواہ دار اور فریمیسن کے ممبران ہماری جڑوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایسی صورتِ حال میں وہ شخص کیسے محفوظ (غیر معروف) رہ سکتا ہے جس کے پاس نادرا کا کارڈ ہوگا۔

نادرا نے حال ہی میں یہودی اداروں کے حکم پر ایک نیا پروگرام شروع کیا ہے جس کو R.F یا ریڈیو فریکونسی کہا جاتا ہے۔ یہ R.F ہر شناختی کارڈ میں موجود ہوگی چنانچہ یہودیوں کو ہر شخص کا پتہ ہوگا کہ کون اس وقت کہاں ہے۔ ذرا سادگی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ کمپنی جو یہ سب مانیٹر کریگی ایک یہودی کمپنی ہے۔ چنانچہ یہ معلومات نادرا سے زیادہ دجال اور اس کے ایجنٹوں کے کام آئیں گی۔

اب آپ پریشان کہ بندہ پھر کیا کرے۔ جواب وہی ہے جو مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دور کے بارے میں فرمایا "فتنوں کے وقت میں بہترین شخص وہ ہوگا جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے اللہ کے دشمنوں کے پیچھے ہو وہ اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ کرتا ہو اور اللہ کے دشمن اسکو ڈراتے ہوں۔ یا وہ شخص جو دنیا سے کٹ کر اپنی چراگاہ میں گوشہ نشین ہو جائے اور اللہ کا حق ادا کرتا رہے"۔ (مستدرک حاکم)

دو گمراہ فرقے

عن حذیفةؓ قال أول ماتفقدون من دینكم الخشوع و آخر ماتفقدون من دینكم الصلوٰة ولتنقضن عری الاسلام عروة عروة ولیصلین النساء وهن حیض ولتسلكن طریق من كان قبلكم حذو القذة بالقذة وحذو النعل بالنعل لاتخطئون طریقهم ولا یخطئنكم حتیٰ فرقتان من فرق كثیرة فتقول احد اهما مابال الصلوات الخمس لقد ضل من كان قبلنا إنما قال الله تبارك وتعالیٰ {أقم الصلوٰة طرفی النهار وزلفاً من اللیل }لاتصلوا إلا ثلاثا. وتقول الاخریٰ إیمان المومنین بالله كایمان الملئكة مافینا كافر ولا منافق حق علی الله أن یحشر هما مع الدجال . هذا حدیث صحیح الاسنادو لم یخرجاه. وافقه الذهبی.(مستدرک حاکم، ج: ۴،ص: ۵۷۴)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ نے فرمایا تم اپنے دین میں جو پہلی چیز گنوا بیٹھوگے وہ خشوع ہے اور آخری چیز جو تم اپنے دین میں سے کھودوگے وہ نماز ہے اور اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹیں گی اور عورتیں ضرور بالضرور حالتِ حیض میں نماز پڑھیں گی۔ اور تم اپنے پہلے والوں کے طریقوں پر ہو بہو اور قدم بقدم چلو گے تم ان کے راستے سے نہیں ہٹو گے اور نہ وہ۔ یہاں تک کہ بہت سے فرقوں میں سے دو فرقے رہ جائیں گے۔ ان میں سے ایک فرقہ کہے گا پانچ نمازیں کہاں سے آگئیں؟ بلاشبہ ہم سے پہلے والے گمراہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے "اقم الصلوٰة طرفی النهار وزلفاً من اللیل" (تم نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات میں سے۔) تم صرف تین نمازیں پڑھا کرو۔ اور دوسرا فرقہ یوں کہے گا مومنین کا اللہ پر ایمان فرشتوں کے ایمان کی طرح ہے۔ نہ تو ہم میں کوئی کافر ہے اور نہ ہی منافق۔ اللہ پر یہ لازم ہے کہ ان دونوں

فرقوں کا حشر دجال کے ساتھ کرے۔ حاکمؒ نے اس کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔

حضرت حذیفہؓ ابن الیمان سے روایت ہے انھوں نے فرمایا میں امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جہنمی گروہوں کو اچھی طرح جانتا ہوں، ایک گروہ کہے گا ہم سے پہلے والے گمراہ تھے دن رات میں پانچ نمازوں کی کیا وجہ ہے؟ بلا شبہ نمازیں تو صرف دو ہی ہیں۔ عصر اور فجر اور دوسرا گروہ کہے گا بلا شبہ ایمان تو کلام ہے۔ خواہ کوئی زنا کرے یا قتل کرے۔ (مستدرک حاکم: ۸۲۹۴۔ ابن ابی شیبہ: ۳۱۰۵۴)

امام حاکمؒ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

فائدہ...... ان دونوں حدیثوں میں دو گروہوں کی پیشن گوئی ہے۔ ایک گروہ پانچ نمازوں کے بجائے تین یا دو نمازوں کا قائل ہے۔ اور دوسرا گروہ اس بات کا عقیدہ رکھتا ہوگا کہ ایمان تو زبان سے کلمہ پڑھنے کا نام ہے۔ عمل کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یعنی کسی کا زنا کرنا یا قتل کرنا اسکے ایمان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ آج یہ دونوں گروہ موجود ہیں جو خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ مشہور ٹی وی چینل اس گمراہی کو پھیلانے میں ان سے بھی آگے ہیں جو ایسے گمراہ مستشرقین کو مسلمانوں کے اندر مقبول بنا رہے ہیں۔ سو جان لینا چاہئے ایسے لوگ جہنم کا ایندھن بننے والے ہیں۔ تمام مسلمانوں کو ایسے مستشرقین سے دور ہی رہنا چاہئے۔

دوسرے گروہ کے اثرات مسلمانوں میں روز بروز پھیل رہے ہیں۔ لوگوں کا یہی خیال ہے کہ مسلمان جو چاہے کرتا رہے وہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ خواہ ان گناہوں کا ارتکاب کرے جنکے کرنے سے مسلمان ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ اسکے بارے میں علماء امت نے بہت تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ کن باتوں کے کرنے سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے۔ اور تمام مسلک کے فقہاء کے فتاویٰ بھی اس بارے میں موجود ہیں۔ مثلاً مسلمانوں کے مقابلے کافروں کو دوست بنانا، مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرنا، شعائرِ اسلام کا مذاق اڑانا وغیرہ۔ لیکن لوگ سب کو ہر حال میں مسلمان ہی سمجھتے ہیں کہ انکے نام مسلمانوں جیسے ہیں۔ وہ جو چاہیں کرتے رہیں انکے ایمان پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جھوٹے اور ظالم حکمران

عن حذیفۃؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انھا ستکون امراء یکذبون

ویظلمون فمن صدقهم بکذبهم واعانهم علیٰ ظلمهم فلیس منا ولست منهم ولا یرد علی الحوض، ومن لم یصدقهم بکذبهم ولم یعنهم علی ظلمهم فهو منی وانا منه وسیرد علی الحوض. (مسند احمد ۲۳۳۰۸) قال المحقق شعیب الارنؤوط: اسناده صحیح علی شرط الشیخین

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مستقبل میں ایسے حکمران ہونگے جو جھوٹ بولیں گے اور ظلم کرینگے، سو جس نے انکے جھوٹ کی تصدیق کی اور انکے ظلم میں انکی مدد کی تو وہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں اور نہ میں ان میں سے ہوں اور وہ حوض کوثر پر میرے قریب نہیں آسکیں گے اور جس نے ان (امراء) کے جھوٹ کی تصدیق نہ کی اور نہ انکے ظلم میں انکی مدد کی تو مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور جلد وہ میرے پاس حوض کوثر پر آئے گا۔

فائدہ...... ظلم میں مدد کرنا اور جھوٹ کی تصدیق کرنا جمہوری نظام میں یہ عام سی بات ہے۔ جو جس پارٹی سے تعلق رکھتا ہے اندھا بہرہ ہو کر اسکے تمام فیصلوں کی حمایت کرتا ہے۔ جھوٹ کو سچ ثابت کیا جاتا ہے۔ ظلم، بدعنوانی اور ناانصافی میں تعاون کیا جاتا ہے۔

منافقین کا فتنہ

حضرت ابو یحییٰ نے فرمایا حضرت حذیفہؓ بن یمان سے منافق کے بارے میں پوچھا گیا (منافق کون ہے) فرمایا وہ شخص جو اسلام کی تعریف تو کرے لیکن اس پر عمل نہ کرے۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ، ج:۱۵ص:۱۱۵)

فائدہ...... یہ عجیب دور ہے۔ منافقین کو اسلامی نظامِ حیات گوارا بھی نہیں اور کھلے عام اسلام سے برأت بھی نہیں کرتے۔ بلکہ جس سے بھی بات کیجئے اسلام کی تعلیمات کی تعریف میں کئی گھنٹے گزار دے گا۔ اسلام ضابطۂ حیات ہے۔ اسلام کامیابی کا راستہ ہے۔ اسلام امن کا ضامن ہے۔ لیکن جب اپنی زندگیوں کو اسلامی نظام کے مطابق ڈھالنے کی بات آتی ہے تو یہی زبانیں اسلامی حدود وقوانین کے خلاف غلاظت اگلنے لگتی ہیں۔ اسلام کی یہ چودہ سو سالہ پرانی تشریح انکو قبول نہیں ہوتی۔ اگر ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) کا اسلام کوئی نافذ کردے تو دنیا کی تمام خرابیاں ان میں نظر آتی ہیں۔ "دہشت گرد، "جنونی"، "انتہا پسند" عورتوں کو سنگسار کرنے والے" "طالبان کا

اسلام نا منظور''، ملاؤں کا اسلام'' غرض تمام یہودی اصطلاحات انکی زبانیں بک رہی ہوتی ہیں۔انکو ایسا اسلام چاہئے جو انکی حیوانی خواہشات کے تابع ہو۔انکے نزدیک سب سے ''نفرت انگیز'' اسلام وہ ہے جو انکی آنکھوں کو غیر محرم خواتین کے دیدار سے محروم کردے۔

یہ وہ لوگ ہیں جنکے جسموں پر کھالیں تو بھیڑوں کی ہیں لیکن انکے سینوں میں دل بھیڑیوں کا ہے۔ہوس کے پجاری ان مردوں نے عورت ذات کو کھلونا بنایا ہے۔اپنی بھوکی آنکھوں کی تسکین کی خاطر۔انکی خواہش یہ ہے کہ انکے سامنے ہر وقت غیر محرم عورتیں انکی تسکین کرتی رہیں۔یہ مسلمان ہیں۔اسلام نے عورت کو ''آزادی'' دی ہے۔اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے۔یہ انکی چرب زبانی ہے۔ورنہ انکا حال یہ ہے جو قرآن نے بیان کیا'' **واذا قیل لھم تعالوا الیٰ ما انزل اللہ والیٰ الرسول رأیت المنافقین یصدون عنک صدودا(سورۃ النساء)**

ترجمہ:اور جب ان (منافقین) سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ (احکامات) اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آؤ تو آپ دیکھیں گے وہ آپ سے مکمل بچتے ہیں۔

دوسری جگہ انکو تنبیہ کی...... **بشر المنافقین بان لھم عذابا الیما اللذین یتخذون الکافرین اؤلیاء من دون المؤمنین(سورۃ النساء)**

ترجمہ:(اے نبی) آپ منافقین کو خوشخبری سنا دیجئے کہ انکے لئے دردناک عذاب ہے جو مسلمانوں کے مقابلے کافروں کو دوست بناتے ہیں۔

لیکن اسکے باوجود ان منافقین کا حال یہ ہے

واذا لقوا الذین امنوا قالوا آمنا واذا خلو االیٰ شیطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن(البقرۃ)

ترجمہ......وہ منافقین جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو مسلمان ہیں۔اور جب اپنے کافر سرداروں کے پاس تنہائی میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو (مسلمانوں سے) مذاق کرتے ہیں۔

وان کان للکافرین نصیب قالوا الم نستحوذ علیکم ونمنعکم من المؤمنین(سورۃ النساء)

ترجمہ:اور اگر کافروں کو فتح مل جائے تو منافقین ان سے کہتے ہیں کہ کیا ہم (مسلمان)

تمہارے اوپر غالب نہیں آگئے تھے (لیکن پھر ہم نے تمہاری مدد کی) اور ہم نے تم سے مسلمانوں کو روکے رکھا۔ (لعنۃ اللہ علی المنافقین)

چرب زبان منافق کا فتنہ

عن عمر بن الخطابؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اخوف ما اخاف علیکم بعدی کل منافق علیم اللسان. (مسند احمد ج:۱ص:۲۲)

ترجمہ...... حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بعد جس بات کا سب سے زیادہ مجھے تمہارے بارے میں خوف ہے وہ ہر چرب زبان منافق کا خوف ہے۔ (محقق شعیب الارنؤوط نے کہا ہے کہ اسکی سند قوی ہے)

فائدہ...... اللہ کی شان، ایسا لگتا ہے جیسے چرب زبان منافقین کی کھیپ کی کھیپ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے بھیج دی گئی ہے۔ ایک سے بڑا ایک چرب زبان اس وقت موجود ہے۔ کوئی حدود اللہ کو ختم کرا رہا ہے، کوئی جہاد کو قبائلی رواج کہہ کر مٹانا چاہتا ہے، کوئی لمبی چوڑی امیدیں دلا کر مسلمانوں کو گناہوں پر جری کر رہا ہے تو کوئی امریکی سانچے میں ڈھلے اسلام کی جانب دعوت دے رہا ہے۔

قال عمر بن الخطابؓ ان اخوف ما اخاف علیکم ثلثۃ منافق یقرأ القرآن لا یخطی فیہ واوا ولا الفا یجادل الناس انہ اعلم منھم لیضلھم عن الھدیٰ، وزلۃ عالم وأئمۃ مضلون. (صفۃ المنافق الفریابی ج:۱ص:۵۴)

ترجمہ...... حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا "بیشک مجھے تمہارے بارے میں تین چیزوں کا سب سے زیادہ خوف ہے۔ اس منافق کا جو قرآن پڑھے۔ نہ واؤ کی غلطی کرے اور نہ الف کی۔ مسلمانوں سے اس طرح جدال کرے کہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے تا کہ انکو سیدھے راستے سے گمراہ کردے۔ (دوسری چیز) عالم کی لغزش اور گمراہ کرنے والے قائدین۔

حضرت زیدؒ بن وہب نے فرمایا ایک منافق مرا تو حضرت حذیفہؓ بن یمان نے اسکا جنازہ نہیں پڑھا۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے ان سے پوچھا: کیا یہ شخص منافقین میں سے تھا؟ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا جی ہاں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا: اللہ کی قسم کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا نہیں۔ اور آپکے بعد میں کبھی کسی کو نہیں بتاؤنگا۔ (ابن ابی شیبۃ: ۷/۴۸۱)

اسکی سند صحیح ہے۔

فائدہ...... حضرت حذیفہ بن یمانؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار تھے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ مسلمانوں کی انٹیلی جنس کے سربراہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہؓ کو تمام منافقین کے نام بتائے ہوئے تھے۔ چونکہ حضرت عمرؓ بن خطاب کو آخرت کا خوف بہت زیادہ تھا اسلئے حضرت حذیفہؓ سے پوچھتے تھے۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا کہ کیا نفاق اب بھی موجود ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر منافقین بصرہ کی گلیوں سے نکل جائیں تو تمہارا یہاں دل بھی نہ لگے۔ (صفۃ المنافق۔ جعفر بن محمد الفریابی) ایک دوسرے موقع پر انھوں نے فرمایا "خدا کی شان اس امت پر کیسے کیسے منافق غالب آگئے ہیں، جو پرلے درجے کے خودغرض ہیں۔"

معلی ابن زیادؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس مسجد میں حسن بصری کو اللہ کی قسم کھاتے سنا کہ کوئی مومن ایسا نہیں گذرا جو (اپنے بارے میں) نفاق سے نہ ڈرتا ہو اور کوئی منافق ایسا نہیں گذرا جو اپنے بارے میں نفاق سے مطمئن و مامون نہ ہو۔ اور وہ فرماتے تھے کہ جو (اپنے بارے میں) نفاق سے نہیں ڈرا وہ منافق ہے۔ (صفۃ المنافق)

ایوبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بصریؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مومن کی صبح یا شام اس کے بغیر نہیں گذرتی کہ وہ اپنے بارے میں منافق ہونے کا خوف نہ کرتا ہو۔

ایک موقع پر اہلِ زمانہ پر تبصرہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"ہائے افسوس! لوگوں کو امیدوں اور خیالی منصوبوں نے غارت کیا۔ زبانی باتیں ہیں عمل کا نام ونشان نہیں۔ علم ہے مگر (اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے) صبر نہیں ایمان ہے مگر یقین سے خالی، آدمی بہت نظر آتے ہیں مگر دماغ نایاب، آنے جانے والوں کا شور ہے مگر ایک بندۂ خدا ایسا نظر نہیں آتا جس سے دل لگے، لوگ داخل ہوئے اور نکل گئے، انھوں نے سب کچھ جان لیا پھر مکر گئے، انھوں نے پہلے حرام کیا پھر اسی کو حلال کر لیا، تمہارا دین کیا ہے؟ زبان کا ایک چٹخارہ۔ اگر پوچھا جاتا ہے کہ کیا تم روزِ حساب پر ایمان رکھتے ہو؟ تو جواب ملتا ہے کہ ہاں ہاں۔

جہنم کے داعی

عن علیؓ کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو نائم فذکرنا

الدجال فاستيقظ محمرا وجهه فقال غير الدجال اخوف عندی علیکم من الدجال ائمة مضلون (مصنف ابن ابی شیبہ، مسند احمد، مسند ابی یعلی)

ترجمہ: حضرت علیؓ نے فرمایا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند فرما رہے تھے۔ ہم نے دجال کا ذکر چھیڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا تھا۔ فرمایا دجال کے علاوہ مجھے دجال سے زیادہ تمہارے بارے میں جس چیز کا خوف ہے وہ گمراہ کرنے والے قائدین ہیں۔

بخاری شریف کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں "دعاة الیٰ ابواب جهنم من اجابهم الیها قذفوه فیها قلت یا رسول الله صفهم لنا. فقال هم من جلدتنا ویتکلمون بألستنا" ترجمہ: جہنم کے دروازوں کی جانب بلانے والے داعی ہونگے۔ جس نے انکی اس دعوت کو قبول کرلیا یہ اسکو جہنم میں گرا دینگے۔ (حضرت حذیفہؓ نے فرمایا) میں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ آپ ہمیں انکی نشانی بتا دیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہم ہی میں سے ہونگے۔ اور ہماری زبان میں بات کرتے ہونگے۔

فائدہ...... وہ ظاہراً مسلمان ہونگے اور باتیں بھی دین کی کیا کرینگے۔ لیکن دین کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرینگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے قائدین کے فتنے کو خطرناک فتنہ قرار دیا ہے۔ واقعی گمراہ کرنے والے قائدین کا فتنہ سخت فتنہ ہے۔ دین کے نام پر لوگوں کو حق سے دور کر رہے ہیں، انکی "دینی خدمات" باطل کو مضبوط کرنے کا سبب بن رہی ہیں۔ انکی زبان، قلم اور عمل سے دجال کے لشکر کو تقویت مل رہی ہے۔ گروہ کے گروہ ہیں جو حق سے اتنے ہی دور ہیں جیسے مشرق اور مغرب۔ اور لوگ جوق در جوق انکے ساتھ جہنم کے دروازوں کی جانب دوڑے چلے جاتے ہیں۔ انکے ماننے والے اندھے اور بہرے ہو کر انکی خود ساختہ شریعت پے عمل پیرا ہیں۔ انھیں اپنے "حضرت" "اپنے" "سر" اپنے "شیخ" کے علاوہ کچھ نظر ہی نہیں آرہا۔ وہ جس چیز کو حرام کہہ دیں حرام ٹھہرا اور جسکو حلال قرار دیدیں وہ حلال بن جاتا ہے۔ گویا کہ انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر انہی کو اپنا رب بنالیا ہے۔

انسانوں کو رب نہ بناؤ

حضرت عدی ابن حاتمؓ نے فرمایا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوا میرے گلے میں سونے کی صلیب لٹکی ہوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عدی! اس بت کو اتار پھینکو اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا آپ سورہ برائت کی یہ آیت تلاوت فرمارہے تھے: اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ. (ان عیسائیوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور اور شیوخ کو اپنا رب بنالیا تھا) فرمایا کہ وہ ان (علماء وشیوخ) کی پوجا نہیں کرتے تھے البتہ اگر وہ انکے لئے کسی چیز کو حلال کردیتے تو وہ اسکو مان لیتے اور اگر کسی چیز کو حرام قرار دیتے تو وہ اسکو حلال تسلیم کرلیتے۔ (ترمذی شریف:۳۰۹۵)

علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

فائدہ...... آج بھی بعض مسلمانوں کی حالت یہی ہے۔لوگوں نے اپنے بڑوں کو ہی ''رب'' مان لیا ہے۔ وہ جس چیز کو حلال کہہ دیں وہ حلال ہوجاتی ہے۔ خواہ اللہ تعالیٰ نے اسکو حرام قرار دیا ہو۔ اور اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، مفسرین، محدثین اور فقہاء کی مبارک زندگی گواہ ہے۔ اسی طرح اگر کسی چیز کو حرام قرار دیدیں تو لوگ اسکو حرام مان لیتے ہیں یا کم از کم اپنے عمل سے ایسا ہی ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ رب العزت نے اس کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر حلال کے طور پر نازل کیا اور قیامت تک اس امت کیلئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہی مقبول بنایا۔

یہ بیماری اتنی عام ہوچکی ہے کہ اگر آپ کسی کو قرآن کی واضح آیات سنائیں لیکن وہ اسکو صرف اسلئے نہیں تسلیم کرتا کہ اسکے ''شیخ'' کا عمل اس آیت کے خلاف ہے اور اسکے نزدیک شریعت وہی ہے جس پر اسکے شیخ عمل پیرا ہیں۔ چنانچہ وہ آرام سے یہ کہہ کر نکل جاتا ہے کہ ''اگر شریعت میں یہ چیز اتنی ضروری ہوتی تو ہمارے شیخ اس پر عمل نہیں کرتے؟ آپ ہمارے شیخ سے زیادہ دین کی سمجھ رکھتے ہیں''۔

میرے مسلمان بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اس دین کو مبہم اور شک کی حالت میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ سورج کے اجالے سے زیادہ اُجلہ، چودھویں کے چاند سے زیادہ روشن اور ہمارے وجود سے زیادہ یقین والا ہے۔ اللہ کو صرف وہی دین قبول ہے جو اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور ہمارے پیارے صحابہؓ نے اسکو اپنے خون سے پروان چڑھایا۔ انکے بعد تابعین، تبع تابعین، مفسرین، محدثین اور فقہاء امت نے اپنی زندگیوں کو اسکے لئے وقف کردیا۔ ان بزرگانِ امت نے ہم تک یہ دین صحیح حالت میں پہچانے کے لئے خون

کے دریا عبور کیئے۔ سلاطینِ وقت کے عہدوں کو لات مار کر سزاوار ٹھہرے۔ کبھی مسندِ درس پہ تو کبھی گھوڑے کی پیٹھ پہ۔ اپنی امنگیں، آرزوئیں اور تمنائیں اس دین کے لئے قربان کر گئے۔ وہ ہماری طرح نہیں تھے کہ دنیا بھی خوب ملے اور دین بھی نہ چھوٹے۔ وہ صرف اپنے رب سے آخرت ہی کے طلبگار ہوئے اور انہوں نے اپنی جانوں کے بدلے آخرت کے سودے کیئے۔

ان قربانیوں کی بدولت یہ دین ہم تک صحیح حالت میں پہنچا ہے۔ اس میں کوئی شک وابہام کی بات نہیں ہے۔ دنیا میں کوئی کتنا ہی علم والا ہو وہ اللہ کے حلال کو حرام نہیں کر سکتا اور جو اللہ نے حرام قرار دیا اسکو حلال نہیں بنا سکتا۔ کسی جماعت کے امیر، بزرگ یا شیخ کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھال سکے، خواہ وہ کتنا ہی قوت واختیار والا کیوں نہ ہو۔ ایسے جابر وہٹ دھرم، اور خود کو "رب" بنانے والوں کے لئے اللہ نے ہر دور میں اسکی حفاظت کے لئے حق پر جان لٹانے والے پیدا کئے ہیں۔ جو اپنی جان کی بازیاں لگا کر اس دین کو اسکی اصل حالت پر باقی رکھینگے۔ یہ اللہ کے حلال کو حلال ثابت کرینگے اور حرام کو حرام۔ خواہ اسکے لئے انھیں ساری دنیا سے ٹکرانا پڑے، اپنوں کی جلی کٹی باتیں سننی پڑیں، تمام زبانیں اور قلم انکے خلاف بدبو پھیلانے لگیں۔ یہ کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہ وہی کرتے ہیں جو انکے علماء حق اور بزرگانِ دین انکو سکھلا کر گئے ہیں۔ نہ صرف زبانی کلامی بلکہ ان بزرگوں نے دنیا کے چپے چپے پر، اپنا، اپنے شاگردوں اور مریدوں کا خون بہا کر انکو غیرت دلائی ہے۔

چنانچہ مسلمانوں کو شخصی پرستش چھوڑ کر صرف اللہ ہی کی پرستش کرنی چاہیئے اور اپنا تعلق ایسے حق والوں سے جوڑنا چاہیئے جنکے قول وفعل میں تضاد نہ ہو، جو اپنی پرستش کے بجائے اللہ کی پرستش کی دعوت دیتے ہوں، جو دنیا کی تاریکیوں سے نکال کر آخرت کے اجالوں کی طرف لیجاتے ہوں......جو شک کی غاروں سے نکال کر یقین کی وادیوں میں لیجاتے ہوں.........جو دلوں سے دنیا کی محبت کھرچ کر اللہ سے ملاقات کا دیوانہ بناتے ہوں.........جو اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں......اور جو باطل کو باطل کہنے کی ہمت رکھتے ہوں۔ ایسے ہی علماء اللہ کو پسند ہیں۔ اور جو انکو پسند کرے اللہ اسکو پسند فرماتے ہیں۔

آج کل ہر جماعت اپنے علماء کو علماء حق کہتی ہے اور دوسروں کو علماء سوء۔ آیئے امام غزالیؒ کی مشہور تصنیف "احیاء علوم الدین" کے کچھ اقتباسات علماء کے بارے میں دیکھتے چلیں تاکہ معلوم ہو

کہ کسی خاص جماعت میں پیدا ہونے کی وجہ سے یا کسی بڑے عالم یا شیخ کا ''صاحب زادہ'' ہونے کے سبب وہ علماء حق میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ ہر ایک کا اپنا عمل اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ وہ علماء حق (علماء آخرت) میں سے ہے یا علماء سوء (علماء دنیا) میں سے۔

علماء سوء اور علماء حق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لوگوں میں نبوت کے درجے کے سب سے زیادہ قریب علماء اور مجاہدین ہیں۔''

اہلِ علم تو اسلیئے کہ وہ اس علم کی جانب لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں جو رسول لے کر آئے ہیں اور مجاہدین اس طرح کہ وہ اپنی تلواروں سے اس کے لئے جہاد کرتے ہیں جو کچھ انبیاء ورسول لے کر آئے ہیں۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''علماء (کے قلم) کی روشنائی قیامت کے دن شہداء کے خون کے ساتھ تولی جائے گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میری امت میں دو جماعتیں ایسی ہیں کہ اگر وہ ٹھیک ہوں تو تمام لوگ ٹھیک ہونگے اور وہ خراب ہو جائیں تو تمام لوگ خراب ہو جائیں گے۔ وہ امراء اور فقہاء ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو اٹھائیں گے پھر علماء کو اٹھائیں گے اور فرمائیں گے کہ اے علماء کی جماعت میں نے اپنا علم تمہیں اسلیئے عطا نہیں کیا تھا کہ میں تمہیں عذاب دوں جاؤ میں نے تمہاری مغفرت فرمادی۔ (واضح رہے کہ یہ بشارت علماء حق کے بارے میں ہے۔ راقم)

اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ایک عالم کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اسکو جہنم میں ڈالدیا جائے گا۔ اسکی آنتیں باہر نکل آئیں گی تو اس طرح چکر لگائے گا جیسے گدھا چکی کے اردگرد چکر لگاتا ہے۔ چنانچہ جہنمی کے خواب میں وہ آئے گا تو جہنمی اس سے پوچھیں گے یہ حال تمہارا کیسے ہوا؟ وہ کہے گا میں نیکی کا حکم کرتا تھا جبکہ خود نیکی نہیں کرتا تھا اور میں (لوگوں کو) برائیوں سے منع کرتا تھا لیکن خود برائیاں کرتا تھا۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ عالم کو نافرمانی کی پاداش میں دوگنا عذاب اسلیئے دیا جائے گا کہ اس نے علم کے باوجود نافرمانی کی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''بیشک منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہونگے''۔ کیونکہ انھوں نے علم کے بعد انکار کیا۔ اور یہود کو نصاریٰ کے مقابلے میں

زیادہ شرعی قرار دینا باوجود اسکے کہ یہود نے یہ نہیں کہا کہ اللہ تین میں سے ایک ہے۔ البتہ یہود نے یہ کیا کہ حق کو پہچان لینے کے بعد انکار کر بیٹھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعرفونہ کما یعرفون ابنائھم یعنی وہ (یہود) ان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلما جائھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکافرین

ترجمہ...... سو جب انکے پاس وہ (کتاب) آئی جس کو وہ پہچانتے تھے انکار کر بیٹھے تو اللہ کی لعنت انکار کرنے والوں پر ہے۔

اور بیشک کامیاب اور اللہ کے مقرب وہ علماء ہیں جو آخرت کی فکر کرنے والے ہیں۔ ایسے علماء کی چند نشانیاں ہیں:

"علماء آخرت اپنے علم کے ذریعے دنیا طلب نہیں کرتے۔ اسلئے کہ عالمِ آخرت کا سب سے کم درجہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی حقارت، اسکا گھٹیا پن اور اسکی ناپائیداری کا یقین اپنے دل میں پیدا کر لے۔ نیز آخرت کی قدر و منزلت، اسکی ابدی زندگی اسکی نعمتوں اور ملکیت کی اہمیت اپنے دل میں بٹھا لے۔ اور وہ اس بات پر یقین کر لے کہ دنیا و آخرت دو الگ الگ چیزیں ہیں جنکو ایک ساتھ جمع نہیں کیا جا سکتا۔ جب بھی ان میں سے کسی ایک کو راضی کیا جائے گا دوسری ناراض ہو جائے گی۔ اور یہ دونوں (دنیا و آخرت) ترازو کے دو پلڑے ہیں اگر ایک بھاری ہوگا تو دوسرا ہلکا ہو جائیگا۔ اور عالمِ آخرت وہ ہے جو اس بات کا یقین کر لے کہ دنیا و آخرت مشرق و مغرب کی طرح ہیں۔ جب بھی ایک سے قریب ہو گے تو یقیناً دوسرے سے دور ہو جاؤ گے۔ اور یہ دونوں دو پیالوں کے مانند ہیں جن میں سے ایک بھرا ہے اور دوسرا خالی ہے۔ سو جب بھی تم خالی پیالے کو بھرو گے دوسرا اتنا ہی خالی ہوتا جائے گا۔ پس بیشک جو عالم دنیا کی حقارت اسکی کدورت اور اسکی لذتوں اور تکلیفوں کے امتزاج کو نہیں پہچانتا تو وہ فاسد العقل ہے۔ کیونکہ مشاہدہ اور تجربہ یہی بتاتا ہے۔

چنانچہ وہ شخص علماء میں کس طرح شمار کیا جا سکتا ہے جسکو عقل ہی نہ ہو۔ اور جو آخرت کے معاملے کو بڑا اور دائمی نہ سمجھتا ہو۔ وہ تو کافر ہے جسکا ایمان سلب ہو چکا ہے۔ پھر وہ شخص علماء میں سے کیسے ہو سکتا ہے جسکا کوئی ایمان ہی نہ ہو۔ اور جو یہ بھی نہ جانتا ہو دنیا آخرت کی ضد ہے۔ اور یہ کہ دنیا و آخرت دونوں کو ایک ساتھ جمع کرنا ایک ایسی ہوس ہے جو کبھی پوری ہو ہی نہیں سکتی۔ چنانچہ ایسا شخص جو دنیا بھی کمانا چاہتا ہے اور آخرت بھی وہ تمام انبیاء کی شریعتوں سے ناواقف اور جاہل

ہے۔ بلکہ وہ پورے کے پورے قرآن کا منکر ہے۔ سو ایسا شخص علماء کے زمرے میں کیونکر شمار کیا جاسکتا ہے اور جو عالم ان تمام باتوں کو جانتا ہوا سکے باوجود بھی دنیا کے مقابلے آخرت کو ترجیح نہیں دیتا تو وہ شیطان کا اسیر ہے۔ اسکی حیوانی خواہشات نے اسکو ہلاک کر دیا ہے اور اسکی بدبختی اس پر غالب آچکی ہے۔ اس صورت میں ایسے شخص کو علماء کی جماعت میں کیسے شمار کیا جاسکتا ہے؟

حضرت داؤد علیہ السلام کی اخبار میں ایک حکایت آئی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''جب کوئی عالم میری محبت کے مقابلے میں اپنی خواہشات کو ترجیح دیتا ہے تو میں کم سے کم اسکو یہ سزا دیتا ہوں کہ اسکو اپنی عبادات کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔ اے داؤد! آپ مجھ سے ایسے عالم کے بارے میں سوال نہ کریں جس کو دنیا (کی زندگی) نے مدہوش کر دیا ہے۔ ایسا عالم آپ کو میری محبت کے راستے سے روک دیگا۔ ایسے لوگ میرے بندوں کے لئے ڈاکو ہیں۔ اے داؤد! جب تم کسی ایسے عالم کو دیکھو جو مجھے پانا چاہتا ہے تو اسکے خادم بن جاؤ۔''

چنانچہ حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''علماء کی سزا انکے دل کا مردہ ہو جانا ہے اور دل کا مردہ ہونا آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرنا ہے''۔ اور حضرت یحیٰی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''جب سے علم وحکمت کے ذریعے دنیا کی طلب شروع ہوئی علم وحکمت کا وقار ہی جاتا رہا''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اگر تم کسی عالم میں دنیا کی محبت دیکھو اسکو اپنے دین کے بارے میں متہم کرو۔ کیونکہ ہر محبت کرنے والا اسی چیز میں جا گھستا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے''۔

حضرت یحیٰی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ دنیادار علماء سے فرماتے تھے ''یا اصحاب العلم ! قصوركم قيصرية وبيوتكم كسروية واثوابكم ظاهرية واخفافكم جالوتية ومراكبكم قارونية وأوانيكم فرعونية ومآثكم جاهلية ومذاهبكم شيطانية فاين الشريعة المحمدية؟

ترجمہ...... اے علم والو! تمہارے محلات قیصرِ روم کے محلات کے مانند ہیں اور تمہارے گھر ایرانی بادشاہ کے گھر کی طرح ہیں اور تمہارے لباس ظاہریوں جیسے ہیں اور تمہارے چپل جالوتیوں کی طرح ہیں۔ اور تمہاری سواریاں قارون جیسی ہیں اور تمہارے برتن فرعونوں کے سے ہیں۔ تمہارے گناہ جاہلی ہیں اور تمہارے مذاہب شیطانی ہیں سو شریعتِ محمدیہ کہاں ہے؟ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کی رضا والے علم کو اسلئے حاصل کیا

کہ وہ اس سے دنیا کمائے تو قیامت کے دن وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا۔

اللہ تعالیٰ نے علماء سوء کی نشانی علمِ دین کے ذریعے دنیا کھانا بیان فرمائی ہے۔ اور علماء آخرت کی نشانی خشوع اور زہد (دنیا سے بے رغبتی) بیان فرمائی ہے۔

علماء دنیا (علماء سوء) کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمناً قلیلاً

ترجمہ...... اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے یہ عہد لیا جنکو کتاب دی گئی کہ تم لوگوں کے سامنے اس کتاب کو واضح انداز میں بیان کروگے اور اسکو چھپاؤ گے نہیں، پس انھوں نے اس کو پسِ پشت ڈالدیا اور اسکے بدلے تھوڑا مال خرید لیا۔

اور علماء آخرت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وان من اھل الکتاب لمن یومن باللہ وما انزل الیکم وما انزل الیھم خاشعین للہ لا یشترون بآیات اللہ ثمناً قلیلاً اؤلئک لھم اجرھم عند ربھم .

ترجمہ: اور اہلِ کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر جو تم پر نازل کی گئی اور اس پر جو ان پر نازل کی گئی، اللہ کے سامنے خشوع کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے حقیر مال نہیں خریدتے۔ یہی لوگ ہیں جنکے لئے انکے رب کے ہاں انکا بدلہ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہر عالم کے پاس نہ بیٹھا کرو سوائے اس عالم کے جو تمہیں پانچ چیزوں سے ہٹا کر پانچ چیزوں کی طرف بلائے۔ شک سے یقین کی طرف ریاء کاری سے اخلاص کی طرف، دنیا کی رغبت سے زہد کی طرف، تکبر سے تواضع کی طرف اور عداوت سے صلح جوئی کی طرف۔ اس روایت کو ابو نعیمؒ نے الحلیہ میں اور ابن جوزیؒ نے موضوعات میں روایت کیا ہے۔

حضرت مکحولؒ نے عبدالرحمن بن غنم سے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ نے بیان کیا کہ ہم مسجدِ قبا میں علم حاصل کر رہے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ تم جو سیکھنا چاہو سیکھو اللہ تعالیٰ تمہیں اس وقت تک اس کا اجر نہیں دیگا جب تک تم عمل نہ کرو اور عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس شخص کی مثال جو علم حاصل کرتا ہے اور عمل نہیں کرتا اس عورت جیسی ہے جس نے چھپ کر زنا کیا اور حاملہ ہوگئی پھر اسکا حمل ظاہر ہوا

جسکے نتیجے میں رسوا ہوئی۔ سو اسی طرح وہ عالم ہے جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن گواہوں کے سامنے اسکو رسوا کرینگے۔

اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب علماء کے دل دنیا کی محبت کی طرف مائل ہو جائینگے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگیں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ حکمت کے چشموں کو روک دینگے اور انکے دلوں سے ہدایت کے چراغوں کو بجھا دینگے۔ اور کعب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آخری زمانے میں ایسے علماء ہونگے جو دنیا سے بے رغبتی کا درس دینگے حالانکہ خود دنیا سے بے رغبتی اختیار نہیں کرینگے لوگوں کو (اللہ سے) ڈرائینگے لیکن خود نہیں ڈرینگے، اور حکمرانوں کے اردگرد منڈلانے سے لوگوں کو روکیں گے حالانکہ خود ان (حکمرانوں) کے پاس آئیں گے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینگے، اپنی زبانوں (کی کمائی) کھائیں گے فقراء کو چھوڑ کر مالداروں کو قریب کریں گے، علم پر ایسے غیرت کرینگے جیسے عورتیں مردوں پر غیرت کرتی ہیں، انکا کوئی ہم نشیں اگر کسی اور کے پاس بیٹھے تو اس پر غصہ ہونگے۔

اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا علم کثرت روایت کا نام نہیں بلکہ علم خشیت کا نام ہے۔ (احیاء علوم الدین امام غزالی رحمة الله علیه. الباب السادس فی آفات العلم وبیان علامات علماء الآخرة وعلماء السوء)

علماء حق اور علماء سوء (علماء دنیا) کے بارے میں امام غزالیؒ کا تفصیلی بیان پڑھنے کے بعد ہر ایک کو سوچنا چاہئے کہ وہ کس کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ اور کہاں بھاگ رہا ہے۔ جنت کی بلندیوں کی طرف یا جہنم کی پستیوں کی طرف۔ نیز علماء حق کو برا بھلا کہنے یا انکی غیبت کرنے سے ہر مسلمان کو پرہیز کرنا چاہئے۔ یہ اللہ کے دوست ہیں اور اللہ اپنے دوستوں کی برائی پسند نہیں فرماتے۔

لوگوں کا ذہن اتنا ٹی وی زدہ ہوا ہے کہ وہ ہر چیز ٹی وی پر ہی تلاش کرتے ہیں۔ علماء حق کے بارے میں بھی انکا یہی نظریہ ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جو علماء ٹی وی پر یا اخبارات میں آتے ہیں وہی علماء ہیں اور جو میڈیا سے دور ہیں انکا کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ چنانچہ جب بھی آپ عوام کی زبانی یہ سنیں "مولوی ایسا کرتے ہیں، مولوی ویسا کرتے ہیں، انکے بچے امریکہ میں پڑھتے ہیں"۔ تو ان بیچاروں کے ذہن میں یقیناً کوئی ایسا ہی عالم ہوتا ہے اور اسکو سامنے رکھ کر وہ تمام علماء کے بارے میں اپنا فیصلہ صادر فرما دیتے ہیں۔ لہٰذا لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ ہر مشہور ہو جانے والا عالم، ضروری

نہیں کہ وہ علماء حق میں سے ہو۔

نا اہل قیادت........قیامت کی نشانی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب امانت ضائع کی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرو۔ راوی نے کہا ہے کہ امانت کا ضائع ہونا کیا ہے؟ فرمایا جب امر (امارت) نا اہل کے سپرد کی جانے لگے۔ تو قیامت کا انتظار کرو۔ (ابو عمرو والدانی ۳۸۱) اس کو امام بخاریؒ نے کتاب الرقاق میں روایت کیا ہے۔

فائدہ:۔ اس دور میں اس کی زندہ مثالیں ہر طرف نظر آ رہی ہیں۔ نا اہلوں نے تمام عالم اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے کسی بھی ذمہ داری کے لئے کوئی اہلیت ضروری نہیں بس کسی بڑے صاحب کا صاحب زادہ ہونا کافی ہے۔

یہاں دوسرے باب کا پہلا حصہ ختم ہوا۔ اسکے بعد دوسرا حصہ دجال کے بارے میں ہے۔

دجال کے خروج کی نشانیاں

یہ بات یاد دلاتے چلیں کہ یہاں ان احادیث کو بیان نہیں کیا جائے گا جو راقم اپنی کتاب ''تیسری جنگِ عظیم اور دجال'' میں بیان کر چکا ہے۔ اس طرح دجال سے متعلق وہی تفصیل یہاں بیان کی جائے گی جو وہاں نہیں بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ جو حضرات مزید تفصیل دیکھنا چاہتے ہوں وہ 'تیسری جنگِ عظیم اور دجال'' میں یہ تفصیل دیکھ سکتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے حالات اپنی امت کے لئے بیان فرمائیں ہیں۔ ہم کس دور سے گزر رہے ہیں، اس دور میں دنیا و آخرت کی کامیابی کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جانا چاہئے، مستقبل قریب میں ہمیں کن حالات کا سامنا ہوگا، یہ تمام باتیں جب تک ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں نہیں تلاش کریں گے تب تک یہ امت دجالی میڈیا کی پھیلائی تاریکیوں میں ہی بھٹکتی رہے گی۔ ایک کے بعد ایک تاریک غار اس کا مقدر ہوگی۔ جو خبر میڈیا پر چل رہی ہوگی اسی پر تمام مبصرین و تجزیہ نگار اپنا دماغ کھپا رہے ہونگے۔ عالمی میڈیا پر قابض یہودی مکار جس رخ پر لے جانا چاہیں گے یہ حضرات انہی ان دیکھے راستوں پر دوڑتے رہیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے دور رہ کر جو حال اس امت کا ہوا ہے اسکو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا اگر ہم حق و باطل کی اس جنگ میں خود کو، اپنے گھر والوں کو اور اپنے ملک کو بچانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ہمیں احادیث نبوی کی روشنی میں ان حالات کو سمجھنا ہوگا۔

یہ حالات کیا ہیں؟ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حالات کے بارے میں کیا بیان فرمایا، ایسے وقت میں کیا کرنے اور کن چیزوں سے بچنے کا حکم فرمایا؟ ان تمام باتوں کو سامنے رکھ کر ہر مسلمان کی انفرادی ذمہ داری ہے کہ وہ ابھی سے احادیث کے مطابق اپنی محنت کا آغاز کردے۔ اپنے گھر میں محنت کرے۔ اپنے دوستوں، رشتے داروں کو قائل کرے، اسطرح انشاءاللہ

انکی اس محنت میں اللہ تعالیٰ برکت پیدا فرمادینگے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو فتنوں سے محفوظ فرمائیں۔ (آمین)

دجال سے پہلے صف بندی

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا۔ فرمایا تم میں سے بعض کا فتنہ میرے نزدیک دجال کے فتنے سے بڑا ہے۔ فتنہ چھوٹا ہو یا بڑا وہ دجال کے فتنے پر ہی منتج ہوگا۔ سو جو اس کے فتنے سے پہلے فتنوں سے بچ گیا وہ دجال کے فتنے سے بھی بچ جائے گا۔ اللہ کی قسم دجال مسلمان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔ (احادیث فی الفتن والحوادث، ج:۱ص:۲۵۶)

فائدہ...... اس حدیث اور آنے والی حدیث سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ دجال کے آنے سے پہلے ہی ایمان والے اور منافقین کی چھانٹی ہو جائے گی۔ یعنی دجال کے خروج سے پہلے حالات ایسے ہو جائیں گے کہ ہر ایک کو اپنے بارے میں یہ فیصلہ کر لینا پڑے گا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں شامل ہو یا دجال کے متحدہ لشکر کا ایندھن بن جائے۔

گذشتہ سال سی آئی اے نے امریکی حکومت کو یہ رپورٹ تیار کر کے دی ہے کہ اس دہشت گردی کی جنگ میں ابھی تک یہ پتہ نہیں چل پا رہا ہے کہ کون ہمارے ساتھ ہے اور کون ہمارے دشمنوں کے چنانچہ اب ایسی پالیسی بنائی جانی چاہیے جس سے دونوں گروہ واضح ہو جائیں۔ چنانچہ آپ پاکستان میں بھی دیکھ سکتے ہیں کہ اب ایسی پالیسی پر عملدرآمد شروع ہو چکا ہے۔ اور بہت تیزی کے ساتھ صفیں تقسیم ہونا شروع ہوگئی ہیں۔ زندگی کے ہر شعبے میں یہ تقسیم جاری ہے۔

ہر مسلمان کو اپنے بارے میں سوچنا چاہئے کہ وہ قیامت کے دن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس حال میں جانا چاہتا ہے۔ امام مہدی کے ساتھ اٹھنا چاہتا ہے یا انکے دشمنوں کے ساتھ۔ دجال کے ساتھ اپنا حشر کرانا چاہتا ہے یا اس جماعت کے ساتھ جسکے بارے میں مخبر صادق نے پیشن گوئی فرمائی کہ میری امت کی ایک جماعت حق کی خاطر حق پر ڈٹی رہے گی۔ انکے مخالفین انکو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ انکے آخر والے دجال سے قتال کرینگے۔ اہل حق حق پر ڈٹے ہوئے ہیں، اس حق کو بچانے کی خاطر میدانوں کا رخ کر چکے ہیں اور دجال کے مقدمۃ الجیش (Advanced Force) سے ٹکرا رہے ہیں۔

اے سوئے ہوئے مسلمانو! اپنے بارے میں فیصلے کرو اور رک کر سوچو کہ سفر کس سمت جاری ہے۔ زبانیں کس کے حق میں چل رہی ہیں۔ قلم کس لشکر کو مضبوط کر رہے ہیں۔ مال کہاں لگ رہا ہے ہو۔ یہ جان رکھو اب دو کشتیوں میں سوار نہیں ہو سکتے۔ ایک ہی کشتی کا انتخاب کرنا پڑے گا۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ کے لشکر میں بھی رہو اور دجال کے اتحادی بھی ناراض نہ ہوں۔ اگر تمہارے اقدام سے عالمی دجالی قوت ناراض نہیں تو پھر اپنے اقدام کے بارے میں سوچو کہ یہ کیسا حق ہے جس سے باطل غصے میں نہیں آتا ہے۔ یہ کیسا سچ ہے جس سے دجال کی دجالیت پر حرف نہیں آ رہا۔ حق کی شان تو یہ ہے کہ باطل چیخ پڑے خواہ حق کی آواز پہاڑوں کی غاروں میں لگائی جائے۔

منبر و محراب سے دجال کا تذکرہ بند ہو جانا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يخرج الدجال حتىٰ يذهل الناس عن ذكره وحتىٰ تترك الائمة ذكره على المنابر (رواہ عبداللہ ابن الامام احمد۔ قال الہیثمی وہی صحیح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک لوگ اسکے تذکرہ سے غافل نہ ہو جائیں۔ یہاں تک کہ ائمہ (مساجد) بھی منبروں پر اسکا تذکرہ کرنا چھوڑ دیں۔

دُم دار ستارے (Comet) کا ظاہر ہونا

ابن ابی ملیکہؒ نے فرمایا ایک دن میں صبح کے وقت عبداللہ ابن عباسؓ کے پاس تھا انہوں نے فرمایا ''گذشتہ رات میں پوری رات نہیں سو سکا۔ میں نے کہا کیوں؟ انہوں نے فرمایا ''دُم دار ستارہ طلوع ہوا ہے مجھے اندیشہ ہوا کہ دجال آ گیا ہے۔ (مستدرک حاکم: ۸۳۱۹)

امام حاکمؒ نے اس کو بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبیؒ نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

فائدہ......دُم دار ستارے کو انگریزی میں Comet کہتے ہیں۔ اس ستارے کے پیچھے سے روشنی پھوٹ رہی ہوتی ہے جو دیکھنے میں دُم کی طرح نظر آتی ہے۔ ماہرِ فلکیات نے اس کو ''ہالی'' کا نام دیا ہے جو کہ برطانوی سائنسدان ایڈمنڈ ہالی (Edmond Halley) کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔

۲۵ مارچ ۱۹۹۶ء کو دم دار ستارہ واضح دیکھا گیا تھا۔ اس کی عمر دس ہزار سال بتائی جاتی ہے

جنوری ۲۰۰۷ء میں بھی یہ دیکھا گیا امریکی خلائی تحقیقاتی ادارے ''ناسا'' کے سائنسدان اس ستارے پر موجود گرد کے ذرات کا کیمیائی تجربہ کر رہے ہیں اور خلائی گاڑی کو اس کے ساتھ ٹکرانے کا کامیاب تجربہ کر چکے ہیں۔ ان کے بقول اس میں بڑی مقدار میں کیمیائی مادے ہوتے ہیں۔

چشمے اور نہریں سوکھ جائیں گے

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ قال للدجال آیات معلومات اذا غارت العیون ونزفت الانھار واصفر الریحان وانتقلت مذحج و ھمدان من العراق فنزلت قنسرین فانتظروا الدجال غادیا اور رائحا۔ ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ ووافقہ الذھبی (مستدرک حاکم، ج:۴، ص:۵۰۶)

ترجمہ...... حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا: دجال کے آنے کی چند معلوم نشانیاں ہیں۔ جب چشمے (یا زیر زمین پانی) نیچے چلے جائیں، اور نہروں کا پانی نکال لیا جائے اور گھاس (مراد سبزہ) پیلی ہو جائے اور قبیلہ مذحج اور ہمدان عراق سے قنسرین کوچ کر جائیں۔ تو تم دجال کا انتظار کرو کہ صبح آجائے یا شام آجائے۔

اسماء بنت یزید انصاریہؓ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا اس سے پہلے تین سال ہونگے ایک سال آسمان اپنی ایک تہائی بارش روک لے گا اور زمین اپنی ایک تہائی پیداوار روک لے گی۔ دوسرے سال آسمان اپنی دو تہائی بارش روک لیگا اور زمین اپنی دو تہائی پیداوار روک لے گی اور تیسرے سال آسمان اپنی مکمل بارش روک لے گا اور زمین اپنی مکمل پیداوار روک لے گی، چنانچہ نہ کھر والا اور نہ داڑھ والا جانور بچے گا۔ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ (الفتن 1317 رواہ احمد فی المسند)

دریائے فرات خشک ہو جائے گا

حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے فرمایا ''تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی جب تم کوفہ والوں کو دیکھو گے کہ وہ یہاں سے نکل رہے ہونگے یا نکالے جائیں گے اس فرات سے ایک قطرہ بھی نہ پی سکیں گے۔ ایک شخص نے کہا اے ابو عبد اللہ! (حضرت حذیفہ کی کنیت) آپ ایسا گمان کرتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا میں گمان نہیں کرتا بلکہ مجھے علم ہے۔

یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے اور حافظ ذہبیؒ نے بھی اسکو تسلیم کیا ہے۔(مستدرک حاکم، ج:۴، ص:۵۸۹)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا ''قریب ہے کہ تم اپنی اس بستی میں ہاتھ دھونے کے لئے پانی مانگو اور وہ تمہیں نہ ملے۔ سارا پانی اپنے ماخذ کی طرف چلا جائے۔ سو بقیہ مسلمان اور پانی شام میں ہونگے۔(مستدرک حاکم، ج:۴، ص:۵۴۹)

حاکمؒ نے اسکو صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبیؒ نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔

فائدہ...... دریائے فرات پر ترکی نے تیرہ (۱۳) ڈیم بنا رکھے ہیں جن میں سب سے بڑا ڈیم ''اتاترک ڈیم'' ہے جو دنیا کے بڑے ڈیموں میں شمار ہوتا ہے۔ اسکو بھرنے کے لئے دریائے فرات کو ایک مہینے تک مکمل اس میں گرانا ہوگا۔ اس طرح شام اور عراق کا پانی مکمل بند ہو جائے گا۔ یہ صورتحال نہ صرف عراق و شام کے لئے بلکہ دیگر خلیجی ریاستوں کے لئے بھی سخت دشواری کا سبب ہے۔ ترکی پانی کو سیاسی دباؤ کے لئے استعمال کرتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل کو خوش کرنے کے لئے ترکی کی بد دین حکومت ایسا کرتی رہی ہے۔ واضح رہے کہ یہ تمام منصوبے دجال کے عالمی اداروں کے تعاون سے مکمل ہوئے ہیں۔ اس وقت عراق میں دریائے فرات میں بہت کم پانی ہوتا ہے۔ عام طور پر اس میں دو سے تین میٹر پانی رہتا ہے۔

حضرت ارطاۃؒ کہتے ہیں ہے دجال کے خروج کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ مشرق سے ہوا ہوگی، جو نہ گرم ہوگی اور نہ ٹھنڈی۔ یہ ہوا اسکندریہ کے بت کو ڈھادیگی، مغرب اور شام کے زیتونوں کو کاٹ دیگی، فرات اور چشموں اور نہروں کو سکھا دیگی، اور اسکی وجہ سے دنوں اور مہینوں کے اوقات اور چاند کے اوقات بھول جائیں گے۔(ص:314، عن الحکم بن نافع عن جراح عن ارطاۃ)

محقق احمد بن شعبان نے اس سند کو لا باس بہ کے درجے کی قرار دیا ہے۔

ان احادیث میں واضح بتایا گیا ہے کہ دجال کے نکلنے کے وقت پانی کی عالمی قلت پیدا کر دی جائے گی۔ بارشیں کم ہو جائیں گی اور جس سال دجال آئے گا بارشیں بالکل نہیں ہونگی۔۔ جس ہوا کا اس آخری روایت میں ذکر ہے اس ہوا سے چشمیں، نہریں اور دریا سوکھ جائیں گے۔ چشموں کو سکھانے کے لئے ورلڈ بینک کی جانب سے منصوبے جاری ہیں۔ صوبہ سرحد و آزاد کشمیر کے پہاڑی علاقوں میں یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے ورلڈ بینک کے پیسے سے جن چشموں پر ٹنکیاں بنائی گئی ہیں

وہ چشمے بہت جلد سوکھ گئے ہیں۔ جبکہ مقامی لوگوں کے پیسے سے جن چشموں پر ٹنکیاں بنائی گئیں ان چشموں کی حالت قدرے بہتر ہے۔

موسمیاتی تبدیلیاں

قال مالک سمعت عمرو بن سعید ابن اخی حسن شیخ قدیم من اهل الیمن یقول : من علامة قرب الساعة اشتداد حر الارض. (رواہ ابوعمرو الدانی:۴۲۹)

ترجمہ: قربِ قیامت کی علامات میں سے (ایک) زمین کا درجۂ حرارت بڑھ جانا ہے۔

فائدہ...... زمین کا درجۂ حرارت مسلسل بڑھ رہا ہے جس کا تجربہ آپ حضرات ہر گرمی و سردی میں کر رہے ہیں۔ یہودی سائنسدانوں نے ہواؤں کا دباؤ کم زیادہ کر کے موسموں میں تبدیلی لانے پر تحقیقات مکمل کر لیں ہیں اور اس کا کامیاب تجربہ ۲۰۰۸ء کے چین میں منعقد اولمپک گیمز بھی کیا جا چکا ہے۔

1987 تا 1992 کے دوران "ایسٹ لینڈ" کے آرکو پاور ٹیکنالوجیز انکارپوریٹڈ" کے سائنسدانوں نے ایک ایسا ہتھیار بنایا جو زمین کے آیونی کرہ یا مقناطیسی کرہ کو تبدیل کر سکتا ہے۔ 1994 میں یہ ہتھیار ملٹری کنٹریکٹرز "ای سسٹمز" نے خرید لیا اور دنیا میں سب سے بڑا آیونی ہیٹر تعمیر کرنے کا اعلان کیا۔ اس پراجیکٹ کو "ہارپ" (HAARP) کا نام دیا گیا۔ اس پراجیکٹ کے بنیادی مقاصد یہ ہیں:

۱. انسانی ذہن کو انتشار کا شکار کرنا۔
۲. کرہ ارض کے تمام مواصلات (Communication) کے نظام کو جام کرنا۔
۳. کسی بھی علاقے میں موسم تبدیل کرنا۔
۴. جانوروں کی نقلِ مکانی کے انداز میں مداخلت کرنا۔
۵. انسانی صحت کو منفی انداز میں تبدیل کرنا۔
۶. زمینی فضاء کی بالائی سطح پر غیر فطری اثرات مرتب کرنا۔

اس حقیقت کو ذہن میں رکھئے کہ اسلام دشمن دجالی قوتیں موسموں پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت حاصل کر چکی ہیں اور پھر مندرجہ ذیل خبروں کو پڑھئے:

پاکستان..... سنگین موسمیاتی تبدیلیاں

ماہرین کا کہنا ہے کہ پاکستان میں عالمی ماحولیاتی تبدیلیوں کے اثرات نظر آنا شروع ہو چکے ہیں۔ اور اس سے تحفظ آبی وسائل زراعت، توانائی، صحت، موسمی شدت، جنگلی حیات کی بقا اور صحرا زدگی جیسے سنگین مسائل جنم لے سکتے ہیں۔ سندھ بلوچستان کے بنجر ساحلی علاقوں کے درجہ حرارت میں اعشاریہ چھ سے لیکر ایک سینٹی گریڈ تک کا اضافہ ہوا ہے۔ خشک میدانی اور ساحلی علاقوں میں موسم گرما اور سرما کی معمول کی بارشوں میں اوسط دس تا پندرہ فیصد کمی آئی ہے۔

آب ہوگا کمیاب...... دریاؤں کی طغیانی خشک سالی کا پیش خیمہ...... برف میں ریکارڈ کمی ......انسان خود بھی آب وہوا کی تبدیلی پر اثر انداز...... پانی کی عالمی قلت...... امیر ممالک کے پانی کے ذخائر میں کمی۔

2003 موسمیاتی تبدیلیوں کے حوالے سے بہت اہم تھا۔ جس میں خلاف معمول ایسے واقعات ہوئے جنکی جڑیں موسمیاتی تبدیلیوں سے جا ملتی ہیں۔ اس برس جون میں ملک میں شدید گرمی کی لہر رہی۔ HAARP کے بعد بھی کئی پروجیکٹ موسم پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت حاصل کرنے کے لئے شروع کیے گئے ہیں۔ ان میں سب سے خطرناک 2008 میں کیا جانے والا ''بگ بینگ'' (Big Bang) نامی وہ تجربہ تھا جسکا مقصد تخلیقِ کائنات کے راز کا پتہ چلا کر کائنات میں تبدیلی کی صلاحیت حاصل کرنا تھا۔

ہارپ کے مقاصد میں یہ چیزیں شامل تھیں البتہ میڈیا پر ان موسمیاتی تبدیلیوں کی وجہ کچھ اور بتائی جاتی ہے جسکا مقصد اسکے سوا کچھ نہیں کہ لوگوں کو خصوصاً مسلمانوں کو حقیقت کا علم نہ ہو سکے۔ مثلاً کارخانوں اور گاڑیوں کی وجہ سے درجہ حرارت میں اضافہ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ اور عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش ہے۔ یہودی سائنسدان یہ سب دجال کے لئے کر رہے ہیں۔ یہودی یہ سمجھتے ہیں کہ جب وہ نشانیاں مکمل ہو جائیں گی جنکی خبر توریت انجیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے تو ان (یہود) کا جھوٹا خدا ظاہر ہو جائے گا۔

فیشن یا دجال کا حلیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے بارے میں تمام تفصیلات بیان فرمائی ہیں۔ اسکی

آنکھ اور بالوں کے بارے میں خصوصی طور پر تفصیل بیان فرمائی ہے۔

نیا ہیئر اسٹائل. یا......دجال کے بال

دجال کے بالوں کے بارے میں کئی احادیث ہیں۔ ❶ جَعدُ الرأس یعنی سخت گھنگریالے بال والا (صحیح بخاری) ❷ جُفال الشعو یعنی بہت گھنے، روکھے بالوں والا (صحیح مسلم) ❸ انه شاب قطط وہ چھوٹے سخت گھنگریالے بالوں والا ہوگا۔ (صحیح مسلم) ❹ راسه من ورائه حُبُک حُبُک: سر میں پیچھے کی جانب بالوں کی گچھیاں بنی ہونگی (سخت الجھے ہوئے ہونے کی وجہ سے)۔ (مسند احمد) ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کأن راسه اغصان شجرة اسکا سر دیکھنے میں ایسا لگے گا جیسے درخت کی ٹہنیاں۔ (زیادہ گھنے اور الجھے ہوئے بالوں کی وجہ سے)

فائدہ......یعنی اسکے بال کھردرے، خشک، بے رونق جن میں کوئی چمک نہیں ہوتی، بری طرح الجھے ہوئے بہت زیادہ ہونگے۔ دیکھنے میں گویا جھاڑ جھنکاڑ کی طرح نظر آئینگے۔ جبکہ پیچھے سخت الجھے ہوئے بالوں کی گچھیاں بنی ہونگی۔ بال اگر ہلکے گھنگریالے ہوں تو وہ خوبصورت لگتے ہیں۔ لیکن دجال کے بال سخت گھنگریالے، اور بغیر چمک کے بالکل روکھے ہونگے۔ ان بالوں کو اگر کاٹ کر چھوٹا کردیا جائے تو ان میں مانگ نہیں نکل سکتی بلکہ یہ سیدھے کھڑے رہتے ہیں۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے اشتہارات میں دونوں قسم کے بال وقتاً فوقتاً نظر آتے رہتے ہیں۔ یعنی بڑے بڑے گھنگریالے بھی اور سیدھے کھڑے بال بھی۔ اس "ہیئر اسٹائل" کو دھیرے دھیرے فیشن میں لایا جارہا ہے۔

دجال کی آنکھ اور ملٹی نیشنل کمپنیاں

دجال کانا بھی ہوگا اور بھینگا بھی۔ ایک آنکھ سے بالکل بے کار ہوگا۔ "وعینه الیسریٰ کأنها کوکب دری "اسکی بائیں آنکھ ایسی ہوگی گویا چمکدار ستارہ۔ بعض دوستوں نے بتایا کہ جیوٹی وی چینل کا لوگو (Logo) "ج" ہے۔ جو آنکھ کے مانند ہے۔ کبھی کبھی یہ آنکھ اس طرح دکھائی جاتی ہے جیسے اس سے بہت تیز روشنی پھوٹ رہی ہوتی ہے۔

مسند احمد اور ابن حبان کی روایت میں ہے: "الدجال عینه خضراء کالزجاجة" دجال کی آنکھ سبز ہوگی جیسے کانچ (یا قندیل)۔

سونی ایرکسن (Sony Ericsson) کے موبائل پر آپ نے سبز رنگ کا گول نشان

دیکھا ہوگا۔ اگر کسی بڑے اشتہار میں اسکو دیکھیں تو یہ آنکھ کا نشان ہے۔ جو سبز ہے۔ دجال چونکہ تمام ظاہری اور باطنی خرابیوں کا مجموعہ ہے۔ اسکا رنگ، بال آنکھ جسم ہر چیز ایسی ہے جسکو دیکھ کر انسان اس سے نفرت کرنے لگے۔ لیکن یہودی ادارے دجال کی ان خامیوں کو اس طرح بنا کر پیش کر رہے ہیں کہ لوگ اس کو اچھا سمجھنے لگیں۔ دجال کی آنکھ اور بالوں کے حوالے سے انکی محنت مسلسل جاری ہے۔

بری بری شکلوں والے کارٹون دکھا کر بچوں کو ابھی سے گندی شکلوں سے مانوس کیا جا رہا ہے۔ مختلف کمپنیوں کے اشتہارات پر ایک آنکھ کا نشان آپ دیکھ سکتے ہیں۔ کہیں یہ آنکھ باہر کو نکلی ہوتی ہے۔ کہیں آنکھ کے اندر سفید دھبہ دکھایا گیا ہوتا ہے۔ کیمرے، سینسر آلات ، کاروں کے ہیڈ لائٹیں، نئی گاڑیاں غرض بے شمار مصنوعات ہیں جنکو آنکھ کی شکل کا بنایا جا رہا ہے۔

اس ایک آنکھ کے بارے میں یہودیوں نے یہ بات پھیلائی ہے کہ یہ "نظر بد" سے بچانے والی آنکھ ہے۔ اسکو وہ ایول آئی (Evil's Eye) کہتے ہیں۔ ہمارے ٹی وی زدہ مسلمان بے چارے کچھ سوچتے تو ہیں نہیں بس جو دیکھا اسی کی نقل کرنی شرع کردی۔ چنانچہ یہ ایک آنکھ اب لوگوں نے گلوں میں لٹکانی شروع کردی ہے۔ تسبیحات کے اندر بھی یہ آنکھ آرہی ہے۔ یہ درحقیقت شر کی آنکھ (Devil's Eye) ہے۔ یہ دجال کی آنکھ ہے جس سے لوگوں مانوس کیا جا رہا ہے۔

ایک آنکھ سے دیکھنے کا محاورہ تقریباً ہر زبان میں موجود ہے۔ جو انصاف پسند کے لئے بولا جاتا ہے۔ یہ بھی درحقیقت دجال کی ایک آنکھ سے لیا گیا ہے جسکو یہودی ادیبوں نے ہر زبان کے ادب میں شامل کردیا ہے۔

دجال کی جنت وجہنم

معه مثل الجنة ومثل النار فالنار روضة خضراء والجنة غبراء ذات دخان۔

ترجمہ......اور اس (دجال کی) بائیں آنکھ ایسی ہوگی گویا چمکتا ہوا ستارہ ہو۔ اسکے ساتھ جنت کے مثل اور جہنم کے مثل (جنت وجہنم) ہونگی۔ سو اسکی جنت سر سبز و شاداب باغ ہوگی اور اسکی جنت گرد کے رنگ کی طرح دھویں والی ہوگی۔

اس حدیث کو مشہور محدث علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اپنی کتاب "قصة المسيح الدجال" میں کئی طرق سے نقل کیا ہے اور اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (ج:۱ص:۱۳)

فائدہ......اس حدیث میں دجال کی جنت کے لئے مثل کا لفظ آیا ہے۔ یعنی اسکے ساتھ جنت کے مثل اور جہنم کے مثل دو چیزیں ہونگی۔ دوسری چیز جو اس میں غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ اسکی جنت گرد وغبار کی طرح دھویں والی ہوگی۔ یہ کیسی جنت ہوگی جو غبار آلود اور دھویں والی ہوگی۔ بعض محققین کا خیال یہ ہے کہ دجال یہ منظر لیزر شعاعوں کے ذریعے تخلیق کریگا۔ کسی بھی جگہ پر لیزر شعاعیں ڈال کر کوئی بھی منظر تخلیق کیا جا سکتا ہے۔ لیکن کسی جگہ پر بڑی مقدار میں لیزر شعاعیں پڑنے کے نتیجے میں اس جگہ کا درجہ حرارت بڑھ جائے گا اور وہ جگہ انسانی جلد اور دماغ کے لئے سخت عذاب کا باعث ہوگی۔ شدید گرمی کے موسم میں آپ نے کسی تپتی ہوئی زمین کو دیکھا ہوگا۔ ایسا لگتا ہے جیسے اسکے اوپر غبار اور دھواں موجود ہو۔ اسی طرح کانے دجال کی جنت بھی ہو سکتی ہے۔ سائنسدان اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ لیزر شعاعیں انسانی دل و دماغ کے لئے خطرناک ہیں۔ ایک موبائل فون کا استعمال کینسر کا سبب بن سکتا ہے۔ چنانچہ اندازہ کیجئے کہ جہاں لاکھوں موبائل کی مقدار سے بھی زیادہ شعاعیں پڑ رہی ہوں وہاں کی زمین کا کیا عالم ہوگا۔ اس میں داخل ہونے کے بعد کوئی بھی انسان اذیت ناک بیماریوں میں مبتلاء ہو جائے گا۔

دجال کی جنت وجہنم کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے:

"فاما ان یکون الدجال ساحرا فیخیل الشئی بصورۃ عکسه واما ان یجعل الله باطن الجنه التی یسخرها الدجال نارا وباطن النار جنة وهذا الراجح وام ان یکون ذلک کنایة عن النعمة والرحمة بالجنةوعن المحنة والنقمة بالنار فمن اطاعه فانعم علیه بجنته یؤول امره الی دخول نار الاخرةوبالعکس. (فتح الباری ابن حجر عسقلانی، ج:۱۳، ص:۹۹)

ترجمہ......یا تو دجال جادوگر ہوگا جو کسی بھی چیز کو اسکی حقیقت کے برخلاف بنا کر دکھا دیگا، یا اللہ تعالیٰ دجال کی جنت کو اندر سے جہنم بنا دیں گے اور اسکی جہنم کو جنت۔ یہی بات راجح ہے۔ یا یہ کنایہ ہے۔ اسکی جنت سے مراد اسکی نعمتیں اور نوازشیں ہیں اور اسکی جہنم سے مراد اسکی ناراضگی ہے۔ جو اسکی اطاعت کرلے گا اسکو اپنی جنت دیدیگا۔ جسکا انجام آخرت میں جہنم ہے۔ یہی معاملہ اسکی جہنم کا ہوگا۔

اسکی جہنم کی وضاحت مسلم شریف کی اس روایت میں بھی ملتی ہے:

حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ دجال کے پاس ہوگا اسکا مجھے اچھی طرح علم ہے۔ اسکے ساتھ دو جاری نہریں ہونگی۔ ایک آنکھوں دیکھا سفید پانی ہوگا اور دوسری آنکھوں دیکھی بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی۔ سو اگر کوئی اسکو پائے تو وہ اس میں خود کو ڈالے جسکو وہ آگ دیکھتا ہو۔ اور آنکھیں بند کرلے۔ پھر سر کو جھکائے اور اس سے پانی پئے تو وہ (اس نظر آنے والی آگ کو) ٹھنڈا پانی پائے گا۔ (مسلم شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آنکھوں دیکھی آگ ہو خود کو اس میں ڈالے آنکھیں بند کرے اور سر جھکا کر اس سے پئے تو اسکو ٹھنڈا پانی پائے گا۔

اے اللہ اور اسکے رسول کو سچا ماننے والو! پھر کیا وجہ ہے کہ امریکہ اور اسکے اتحادیوں کی ظاہری قوت دیکھ کر تم خوف زدہ ہوئے جاتے ہو، امریکی بمباری کے خوف سے اپنے کلمہ گو مسلمانوں کا قتل عام کراتے ہو، اپنی زمین سے انکو اسلحہ، بارود اور سامانِ تعیش پہنچاتے ہو۔ دجال کے وقت میں اس وقت سے سخت حالات ہونگے۔ اسکے باوجود ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تسلی دے رہے ہیں کہ اسکی آگ کو دیکھ کر ایمان کا سودا نہیں کر دینا بلکہ اس میں کود جانا اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اسکو ٹھنڈا پانی بنا دینگے۔

اے لوگو! اسلام پر راضی ہونے کے بعد اسلامی احکامات سے کیوں متنفر ہوئے جاتے ہو، ایمان لانے کے بعد کیوں اللہ کی طاقت و بڑائی کا انکار کرتے ہو، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کو سچا ماننے کے بعد دجال کی دجالیت میں کیوں ڈوبے جاتے ہو، اللہ کی جنتوں کو چھوڑ کر، دجال کی سجائی جنت کی طرف کیوں دوڑے لگی ہوئی ہیں، کیا مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں پر ایمان کمزور ہوگیا۔

دجال کی سواری... یا اڑن طشتری

پچھلے باب میں آپ اڑن طشتریوں کے بارے میں جان چکے ہیں۔ آیئے اب زبانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کی سواری کے بارے میں تفصیلات جانتے چلیں؟

دجال کی سواری کے بارے میں جو صحیح احادیث ملی ہیں جن کو دلیل و حجت کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے، ان میں ایک مسلم شریف کی ہے اور دوسری مستدرک حاکم کی ہے:

① مسلم شریف میں نواس ابن سمعانؓ کی ایک طویل روایت ہے۔ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے دجال کی سواری کی رفتار کو بیان کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کالغیث استدبرتہ الریح جیسے تیز ہوا بارش کو اڑا لیجاتی ہے۔ غیث کے معنی بارش کے ہیں۔ علماء نے غیث کا ترجمہ غیم یعنی بادل سے کیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اس بادل کے مانند جس کو تیز ہوا اڑا لے جاتی ہے۔ لیکن اگر اس کو حقیقی معنی (بارش) ہی میں لیں تو تب بھی درست ہے۔ پھر آپ یوں سمجھئے کہ بادل مظفر آباد کے اوپر ہو، اور بارش بادل سے نکلے لیکن اس وقت اگر تیز ہوا چل پڑے تو یہ بارش کراچی میں جا کر گرے گی۔ مظفر آباد سے کراچی کا فضائی فاصلہ 1200 بارہ سو کلو میٹر سے زیادہ ہے۔

❷ دوسری روایت مستدرک حاکم کی ہے۔ امام حاکمؒ نے اس کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔ حذیفہ ابن اسید سے روایت ہے فرمایا ''اس (دجال) کے لئے زمین ایسے لپیٹ دی جائے گی جیسے مینڈھے کی کھال لپیٹ دیجاتی ہے''۔

فائدہ...... زمین کے لپیٹ دیئے جانے کی اصطلاح کو تصوف میں طئی ارض کہتے ہیں۔ اس میں زمین سمٹ جاتی ہے اور زمان و مکان (Space-Time) کے فاصلے مٹ جاتے ہیں۔ ایک قدم مشرق سے مغرب میں پہنچتا ہے۔ تصوف کی اس اصطلاح سے بہت سوں کو اختلاف ہو سکتا ہے۔ چلئے موجودہ سائنس میں اسکا جواب دیکھتے ہیں۔ اگر تھوڑی تفصیل طبیعت پر گراں نہ گذرے تو تفصیل سمجھئے اور آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اس ٹیکنالوجی کے دور میں دیکھئے اور تمام جھوٹے نبیوں اور جھوٹے خداؤں کے منہ پر تھوکئے۔

وقت کے اعتبار سے زمین کے فاصلوں کا طے ہونا

اسکا تعلق دو چیزوں سے ہے۔ ایک حرکت یا رفتار (Motion) دوسری کششِ ثقل (Gravitation)۔ یہ دونوں چیزیں وقت پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ یعنی اگر آپ ایک ہزار کلو میٹر کا فاصلہ طے کرنا چاہتے ہیں۔ بذریعہ بس بائیس گھنٹے لگتے ہیں۔ جبکہ بذریعہ طیارہ دو گھنٹے۔ فاصلہ ایک ہی ہے۔ لیکن تیز حرکت وقت پر اثر انداز ہوئی۔ حرکت تیز ہونے کی وجہ سے فاصلے سمٹ گئے۔ لیکن ایک چیز دونوں صورتوں میں وقت پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ وہ ہے کششِ ثقل۔ یہ کشش وقت پر کئی اعتبار سے اثر انداز ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک وقت کا تھم جانا یا کسی اور جہت میں چلے جانا بھی ہے۔ اسکو ٹائم وارپ (Time warp) کہتے ہیں۔ اگر اس کششِ

ثقل کو ختم کر دیا جائے (Anti Gravity) تو پھر انسان خود ہی ہوا میں اڑنے لگے گا۔ اس کشش کی قوت (Gravitation) کو بطور توانائی کے استعمال کرنے پر قدرت حاصل ہو جائے تو پھر اسکی رفتار ناقابلِ یقین ہو جائے گی۔

اڑن طشتریوں پر تحقیق کرنے والے ڈاکٹر جیسوپ کے مطابق اڑن طشتریوں میں قوت کشش (Gravitation) استعمال ہوتی ہے۔ جبکہ آئنسٹائن کے مطابق قوتِ کشش کی رفتار روشنی کی رفتار کے برابر یعنی دولاکھ ناوے ہزار تین سو (299300) کلومیٹر فی سیکنڈ ہے۔ نیز اڑن طشتریوں میں لیزر ٹیکنالوجی (موجودہ سائنس ابھی اسکو مکمل نہیں سمجھ پائی ہے) بھی استعمال ہوئی ہے۔ لیزر لائٹ کے بارے میں جدید تحقیق یہ ہے کہ اسکی رفتار روشنی کی رفتار سے بھی زیادہ ہے۔ اس سے پہلے سائنسدانوں کا (خصوصاً آئنسٹائن کا) یہ دعویٰ تھا کہ کائنات میں سب سے زیادہ رفتار روشنی کی ہے اس سے زیادہ کوئی اور رفتار نہیں ہے لیکن امریکی ماہر طبعیات (Physicists) نے سن 2000 میں ایک تجربے کے دوران لیزر شعاع کو اس سے بھی تیز پایا ہے۔ اس طرح اڑن طشتری والوں کے لئے زمان ومکان کے فاصلے ختم ہو جاتے ہیں۔ وقت رکا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

اس قوتِ کشش کے ختم ہونے اور اسکو توانائی کے طور پر استعمال کرنے کو آپ طئی ارض کہہ لیں یا زمان ومکان (Space-Time) کے فاصلوں کا ختم ہونا کہہ لیں یا پھر وقت کے تھم جانے (Time Warp) کا نام دے لیں۔ اس صورت میں ایک قدم مشرق میں اور دوسرا مغرب میں جائے گا اور زمین لپیٹ دی جائے گی۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں غور کیجئے "تطوی له الارض " اسکے لئے زمین لپیٹ دی جائے گی۔ زمین کا لپیٹنا صرف اسکی تیز رفتاری (وقت) کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ حدیث میں اشارہ ایک اور چیز کی طرف بھی ہے۔ وہ یہ کہ دجال کو قوتِ کشش پر بھی اختیار ہوگا۔ جسکی وجہ سے وقت تھم جائے گا۔ چنانچہ طئی الارض کا تعلق زمان ومکان (Space-Time) دونوں سے ہے۔ اسی بحث سے متعلق مثال معجزہ واقعہ معراج ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا دجال کے گدھے کے کانوں کے سائے میں ستر ہزار افراد آ جائیں گے۔ (الفتن۔ مصنف ابن ابی شیبہ)

دجال کی سواری...... کچھ ضعیف روایات

دجال کی سواری کے بارے میں دیگر احادیث کی کتابوں میں متعدد روایات آئی ہیں۔ لیکن

یہ ضعیف ہیں۔۔

❶ نعیم ابن حمادؒ نے اپنی کتاب ''الفتن'' میں یہ روایت نقل کی ہے عبداللہ ابن مسعودؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''دجال کے گدھے کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہوگا (یہ حصہ صحیح احادیث میں بھی ہے) اور اس کے گدھے کا ایک قدم تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا اور وہ اپنے گدھے پر سوار ہوکر سمندر میں ایسے گھس جائے گا جیسے تم اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر چھوٹی نالی میں گھس جاتے ہو۔

دجال کی آواز مشرق ومغرب میں سنی جائے گی۔(کنزل العمال)

❸ اسکی رفتار اتنی تیز ہوگی کہ سورج سے پہلے اسکے غروب ہونے کی جگہ پہنچ جائے گا۔(ابن ابی شیبہ)

❹ اڑنے کے ساتھ ساتھ سمندر میں داخل ہونا اور سمندر پار کرنے کی صلاحیت بھی اس سواری میں موجود ہوگی۔فضاء میں معلق ہوجائے گی۔

❺ اس کی سواری دم کٹا گدھا ہوگی۔

❻ ''تحتہ حمار اقمر۔چمکدار (روشن) گدھے پر سوار ہوگا۔اس کی سواری کے کانوں کے سائے میں ستر ہزار افراد آجائیں گے۔(الفتن نعیم ابن حماد۔والبو عمرو الدانی۔کنزل العمال)۔

اڑن طشتری بھی بہت زیادہ چمکتی ہے۔بالکل چاند کی طرح۔

حضرت علیؓ نے خطبہ دیا۔اللہ کی تعریف وثنا کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔پھر فرمایا اے لوگو! مجھ سے پوچھ لو قبل اسکے کہ تم مجھے کھو بیٹھو۔یہ بات تین بار فرمائی۔صعصۃ ابن صوحان العبدیؒ کھڑے ہوئے۔پوچھا دجال کب نکلے گا؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا۔اے صعصۃ! اللہ نے آپکا مقام جان لیا اور آپکی بات سن لی۔اس بارے میں مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔البتہ دجال کے خروج کی کچھ نشانیاں، اسباب اور فتنے ہیں۔وہ ایک دوسرے کے نقش قدم پر چلیں گے۔

اس روایت کا آخری حصہ میں ہے:''جس نے اس (دجال) کو جھوٹا کہا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اسکی تصدیق کی وہ نامراد ہوا۔آگاہ رہو! وہ کھاتا پیتا ہوگا اور بازار میں جاتا ہوگا، حالانکہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے بے نیاز ہیں۔سنو! دجال کی سواری کی لمبائی پہلے ہاتھ سے لے کر چالیس ہاتھ ہوگی، اسکے نیچے چمکدار گدھا ہوگا، ہر کان کی لمبائی تیس گز ہوگی، اسکے ایک قدم سے دوسرے

قدم کے مابین ایک دن اور ایک رات کی مسافت ہوگی۔اسکے لئے زمین لپیٹ دی جائیگی۔اپنے دائیں ہاتھ سے بادل کو پکڑ لے گا،اور سورج سے پہلے اسکے غروب ہونے کی جگہ پہنچ جائے گا،سمندر میں پنڈلیوں تک گھس جائے گا،اسکے آگے دھویں کا پہاڑ ہوگا اور اسکے پیچھے سبز پہاڑ ہوگا،ایسی آواز لگائے گا کہ اسکو مشرق و مغرب میں سنا جائے گا،''میرے دوستو میرے پاس آؤ......میرے دوستو میرے پاس آؤ......مجھ سے محبت کرنے والو میرے پاس آؤ......مجھ سے محبت کرنے والو میرے پاس آؤ،میں وہ ہوں جس نے پیدا کیا پس برابر کیا،اور جس نے اندازہ کیا پس ہدایت دی،اور میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں۔(حضرت علیؓ نے فرمایا) اللہ کے دشمن نے جھوٹ کہا۔وہ تمہارا رب نہیں ہے۔جان لو! اسکے اکثر ماننے والے اور ساتھی یہودی اور زانیوں کی اولاد ہونگے''۔(ابوعمرو الدانی:۶۶۴،کنز العمال،ج:۱۴،ص:۶۱۳)

اس میں حماد ابن عمرو راوی متروک ہیں۔لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔

ضروری وضاحت......اڑن طشتری دجال کی سواری ہیں۔یہ نظریہ محمد عیسیٰ داؤد کا ہے۔راقم کو اس پر کوئی اصرار نہیں ہے۔راقم کا نظریہ ایسے تمام مسائل میں یہ ہے کہ جو بات صحیح احادیث سے ثابت ہو وہی قابلِ ترجیح ہے۔نیز سلف صالحین کی آراء کو نقل کرنے میں ہی نجات ہے۔یا اگر کوئی ایسی بات کہی جائے تو انہی حضرات کے علم کی روشنی میں اس پر لب کشائی بہتر ہے۔یوں بھی یہ کوئی عقیدے سے متعلق مسئلہ نہیں ہے کہ دجال گدھے پر آئے گا یا ہوائی جہاز پر یا پھر اڑن طشتری پر۔اصل یہ ہے کہ وہ ضرور آئے گا اور اسکی سواری کی رفتار وہی ہوگی جو زبانِ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی گئی۔اب خواہ وہ حقیقی گدھا ہو یا کچھ اور۔(اللھم انی اعوذ بک من ان اکون من الجاھلین)

دجال کی طاقت

1. دجال مادرزاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو صحیح کر دیگا۔(مسند احمد)
2. مردوں کو زندہ کر کے دکھائے گا۔زندے کو مار کر پھر زندہ کر دیگا۔اس کے حکم سے بادل بارش برسائیگا۔نہر کو حکم کریگا کہ رک جا تو رک جائے گی۔اور چلنے کا حکم کرے گا تو چل پڑے گی۔زمین سرسبز و شاداب ہو جائے گی۔جو اس پر ایمان نہیں لائے گا اس کے مویشی مر جائیں گے۔کھیتی باڑی کو تباہ کر دیگا۔پانی کے ذخائر سے ان کو محروم کر دیگا۔اس کے قبضے میں کھانے اور پانی کے ذخائر ہونگے۔

ایک ہاتھ میں آگ اور دوسرے میں جنت ہوگی۔ (مسلم شریف کی حدیث کا مفہوم)

❸ زمین میں زلزلہ پیدا کرنے کی صلاحیت اس کے پاس ہوگی۔ (ابوداؤد حدیث یوم الخلاص)

نوٹ...... دجال کے بارے میں مزید تفصیل کے لئے راقم کی کتاب ''تیسری جنگ عظیم اور دجال'' دیکھئے۔

دجال پر سب سے بھاری..... بنوتمیم

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا میں بنوتمیم سے تین وجہ سے محبت کرتا ہوں جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے بارے میں فرماتے ہوئے سنا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ (بنوتمیم) میری امت میں دجال پر سب سے سخت ہونگے۔ (حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا) بنوتمیم کے صدقات آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں۔ (محبت کی تیسری وجہ یہ ہے) حضرت عائشہؓ کے پاس بنوتمیم کی ایک قیدی عورت تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے عائشہ) اس کو آزاد کردو کیونکہ یہ اولادِ اسمٰعیل میں سے ہے۔ (بخاری ۲۵۴۳ و مسلم ۲۵۲۵)

مسلم شریف کی ایک دوسری روایت میں بنوتمیم کے بارے میں دجال کے بجائے یہ الفاظ ہیں ''ھم اشد الناس قتالا فی الملاحم'' وہ (بنوتمیم) ملاحم (آخری دور کی گھمسان کی جنگوں) میں لوگوں میں سب سے سخت قتال کرنے والے ہیں۔

فائدہ...... حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی بنوتمیم میں سے تھے۔ یہ قبیلہ آج بھی یمن وحجاز اور عراق میں موجود ہے اور افغانستان سے لے کر عراق تک جہاد کے میدانوں میں دجالی قوتوں کے لئے عذاب بنا ہوا ہے۔ اور الحمدللہ سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی ایمان والوں کو پوری ہوتی نظر آرہی ہے۔

خوز اور کرمان سے جنگ

عن أبی ھریرةؓ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعة حتیٰ تقاتلوا خوزاً و کرمان من الاعاجم حمر الوجوہ، فطس العیون صغار الاعین. وجوھھم المجان المطرقة نعالھم الشعر (بخاری شریف. مسند احمد بن حنبل. ابن حبان) واللفظ للبخاری. باب علامات النبوة فی الاسلام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم خوز اور کرمان سے جنگ نہ کرلو جو کہ عجمیوں میں سے دو قومیں ہیں ۔ سرخ چہرے والے چپٹی ناک والے چھوٹی آنکھوں والے گویا ان کے چہرے تہہ بہ تہہ ڈھال ہوں انکے جوتے بالوں کے ہونگے۔

فائدہ......اس حدیث میں خوز اور کرمان والوں کی جو پہچان بتائی گئی ایسی ہی دوسری حدیث ترکوں کے بارے میں ہے۔ لیکن ابن حجرؒ نے فرمایا ہے وہ الگ حدیث ہے۔

خوز مغربی ایران میں ہے اور خوزستان (Khuzestan) کے نام سے مشہور ہے۔ خوزستان کا مرکزی شہر ''اہواز'' (Ahwaz) ہے یہاں کی صنعت تیل اور ٹیکسٹائل ہے۔ ایران عراق جنگ میں یہ علاقہ عراقی بمباری کا بری طرح نشانہ بنا تھا۔ کرمان (Kerman) جنوب مشرقی ایران کا صوبہ ہے اور اس کا دارالحکومت بھی کرمان ہی ہے۔ یہاں کی مرکزی صنعت قالین ہے۔ صوبہ کرمان کے دیگر بڑے شہر ''سر جان''، ''جرافت'' اور رفسنجان ہیں۔

عن أبی هریرۃؓ أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: یهبط الدجال خوز و کرمان فی ثمانین الفاً ینتعلون الشعر ویلبسون الطیالسة کأن وجوههم المجان المطرقة . (مسند ابی یعلی) قال حسین سلیم اسد: رجاله ثقات

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال خوز اور کرمان میں اسی ہزار لوگوں میں اترے گا جو پیروں میں بال پہنتے ہونگے، اور طیلسانی چادریں اوڑھے ہونگے، گویا انکے چہرے تہہ بہ تہہ ڈھال ہوں۔

مسند احمد بن حنبل میں بھی یہ روایت آئی ہے۔ اس میں ستر ہزار کی تعداد کا ذکر ہے:

حضرت ابو ہریرۃ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''دجال خوز اور کرمان میں ضرور اترے گا ستر ہزار لوگوں میں جن کے چہرے تہہ بہ تہہ ڈھال کے مانند ہوں گے۔

فائدہ......: ترکوں اور خوز اور کرمان والوں کے چہرے ایسے ہوں گے گویا وہ تہہ بہ تہہ ڈھال ہوں۔ یا تو حقیقی معنی مراد ہیں یا پھر چہروں پر گیس ماسک چڑھے ہوں گے۔

دجال ایران تعلق........اہم سوال

دجال اور اس کے حواریوں کے بارے میں جو صحیح احادیث آئی ہیں ان میں سے اکثر کا تعلق

موجودہ ایران کے شہروں کیساتھ ہے۔ دجال کا خروج اصفہان سے ہوگا اور اس کے ساتھ ستر ہزار اصفہانی یہودی ہوں گے۔ خوز اور کرمان کے بارے میں بھی صحیح روایات گزر چکی ہیں۔ ان احادیث کے کیا معنی لئے جائیں اور اس سے کیا سمجھا جائے؟ اسکی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی یہ کہ ایران پر مکمل یہودیوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ دوسری یہ کہ حکومتیں اسی طرح رہیں گی لیکن اصل حکمران یہودی ہونگے۔

اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ ایران میں یہودی قدیم زمانے سے بسے چلے آرہے ہیں۔ ان میں سے بعض قبیلوں نے ظاہراً اسلام قبول کرلیا لیکن اصلاً یہودی ہی رہے۔ ایسا ہی ایک فرقہ اصفہان، رفسنجان، مشہد اور ایران کے دیگر اہم شہروں میں آباد ہے جو ''جدید اسلام'' کے نام سے مشہور رہا ہے۔ اصفہانی یہودی تمام یہودی قبائل میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ اسکا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اصفہانی یہودی کئی مرتبہ حکومتِ اسرائیل کی اس درخواست کو مسترد کر چکے ہیں، جس میں اسرائیل نے انھیں اسرائیل میں آکر بسنے کی دعوت دی تھی۔ چنانچہ ایرانی یہودیوں نے اسرائیل کے بجائے امریکہ اور فرانس جانے کو ترجیح دی۔ ایرانی یہودی ''حاخام یدیدیا شوفط'' کو اپنا روحانی باپ مانتے ہیں۔ یوں تو ایران کی یہودی ماؤں نے ایک سے ایک بڑا یہودی جنا ہے۔ لیکن یہاں اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف دو یہودیوں کا ذکر مناسب ہوگا۔

ابراہیم ناتھان المعروف ملا ابراہیم (1816-1868) اور آغا خان اول (1800-1881)

ملا ابراہیم نے بخارا، ترکستان، کابل اور ہندوستان میں مسلمانوں کی جڑوں کو کھوکھلا کیا جبکہ آغا خان خاندان پہلے ہندوستان پھر پاکستان کے مسلمانوں کے نصیب میں آیا۔ آغا خان اول ایران میں کرمان صوبے کا گورنر تھا۔ 1840 میں پورے ایران پر قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ ایران سے بھاگ کر ہندوستان چلا گیا۔ تقسیم کے بعد یہ خاندان کراچی آگیا۔ اگر آپ یہودیوں کی مخصوص علامات اور رنگوں کے بارے میں جانتے ہیں تو اصفہان میں آپکو ہر جگہ یہ بڑی تعداد میں ملیں گی۔ نقش ونگار، نیلے ٹائلز سے بنی امام بارگاہیں، ان پر مخصوص علامتیں۔ اصفہانی یہودی ایران کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ایران سے یہودیوں کی محبت کی وجہ تاریخی ہے۔ یہاں حضرت دانیال علیہ السلام کا مقبرہ ہے، حضرت بنیامین کا جسد ہے۔ نبی سارا بت آشر کا مقبرہ بھی اصفہان میں موجود ہے۔ ایک اور نبی

استرومرد خامی ،کا مقبرہ ہمدان میں ہے۔اصفہان ہی کے اندر یہودیوں کا بہت بڑا مرکز قائم ہے۔ایران کی پالیسیوں میں بھی کچھ چیزیں ایسی ہیں جو ایران کے ظاہری تشخص کے بالکل برعکس ہیں۔ایران امریکا تجارتی تعلقات،ایران بھارت گہری دوستی کی جڑیں حتیٰ کہ پاکستان سے بھی زیادہ۔افغانستان پر امریکی قبضے پر خاموشی بلکہ اب امریکہ کے ساتھ خفیہ تعاون۔پاکستان کے اندر اسٹیٹ کے خلاف شیعوں کو استعمال کرنا،پاک بھارت تنازعات میں پاکستان کا ساتھ نہ دینا وغیرہ۔

ایران اور حزب اللہ

مسئلہ فلسطین کے بارے میں اگر ہم گہرائی سے ایرانی پالیسی کا جائزہ لیں تو یہ اردن و مصر کی پالیسی سے بالکل مختلف نہیں۔فرق صرف بیان بازی کا ہے۔لبنان کی حزب اللہ کو ایرانی حمایت ایران کو اور زیادہ مشکوک بنادیتی ہے۔کیونکہ حزب اللہ وہ تنظیم ہے جس کی پرورش اسرائیلی خفیہ ایجنسی ''موساد'' کرتی ہے۔تاکہ لبنان میں موجود حقیقی مجاہدین کو اسرائیل کے خلاف کارروائیوں سے روکا جاسکے۔بالکل اسی طرح جیسے عراق میں سی آئی اے نے مقتدیٰ الصدر کی مہدی ملیشیا کو القاعدہ کے مقابلے میں کھڑا کیا۔

یہ باتیں اخبارات پڑھنے والوں کے لئے شاید اچنبھے کی ہوں لیکن جن لوگوں کے پاس میدانِ جہاد سے خبریں آتی ہیں وہ حزب اللہ کو اسی طرح جانتے ہیں جیسے موساد کو۔اسرائیل کی حزب اللہ کے ساتھ جنگ ایک ڈرامے کے سوا اور کیا تھی۔جسکا مقصد عرب مجاہدین کی توجہ عراق سے ہٹا کر لبنان کی طرف کرنا تھا۔دوسرا مقصد عالمِ اسلام خصوصاً عرب دنیا میں القاعدہ کی بڑھتی مقبولیت کو روک کر حزب اللہ کو اسکے ہم پلہ ثابت کرنا تھا۔اس جنگ کی تفصیل کا اگر آپ مطالعہ کریں تو خود آپ دیکھیں گے کہ یہ ایک اسٹیج ڈرامہ تھا جسکی کہانی واشنگٹن اور تل ابیب میں لکھی گئی اور ہیرو کا کردار بیروت کے آرام دہ کمرے میں بیٹھے حسن نصر اللہ کو سونپا گیا۔

ایران اور مقتدیٰ صدر

آپ ذرا غور فرمائیے۔حسن نصر اللہ امریکہ اسرائیل کا اتنا بڑا دشمن ہے لیکن دورانِ جنگ بھی وہ مظاہروں میں شریک رہا اور اس کا ٹی وی اسٹیشن بھی چلتا رہا۔یہی معاملہ عراق میں ایران کے حمایت یافتہ مقتدا صدر کا ہے؟ مقتدا صدر کو اس وقت کھڑا کیا گیا جب ابومصعب زرقاوی شہیدؒ نے ہر

میدان میں امریکیوں کو بدترین شکست سے دوچار کیا اور انکی تمام ٹیکنالوجی کو کباڑ میں تبدیل کر کے ساری دنیا کو دکھایا۔ ایسے وقت میں بی بی سی کی جانب سے مقتدی صدر کو ہیرو بنا کر پیش کیا گیا۔

ذرا غور فرمایئے وہ امریکہ کو دھمکیاں بھی دیتا ہے عسکری کاروائیوں کا دعویٰ بھی کرتا ہے اس کے باوجود بھی وہ بڑے بڑے جلسے جلوس سے خطاب کر رہا ہوتا ہے۔ دوسری جانب عراق ہی میں القاعدہ قیادت کے بارے میں امریکی رویہ بھی ملاحظہ فرمایئے: ابومصعب زرقاوی شہید رحمہ اللہ کی تلاش میں CIA اور موساد پاگل ہو رہی تھیں ڈرون طیارے، سیٹلائیٹ اور موبائل بوسٹر سب زرقاوی شہیدؒ کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔

ادھر افغانستان اور وزیرستان میں دیکھ لیجئے۔ امریکی ڈرون طیارے دن رات ایک کئے ہوئے ہیں اور آئے دن القاعدہ ارکان کی شہادت کے واقعات ہو رہے ہیں۔ لیکن کبھی آپ نے سنا ہے کہ حزب اللہ یا مقتدی صدر کی مہدی ملیشیا کا کوئی ذمہ دار امریکی ڈرون کا نشانہ بنا ہو؟ انکی معمولی کاروائی کو دجالی میڈیا بہت بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے۔ گویا انھوں نے امریکہ واسرائیل تباہ کر دیا ہو۔ جبکہ القاعدہ کی بڑی سے بڑی کاروائی کو چھپانے یا پھر مشتبہ (نائن الیون کی طرح) بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس طرح کے گروپ یہودی منصوبوں کو دوسرے انداز میں پروان چڑھانے کیلئے کھڑے کئے گئے ہیں تاکہ جہاد کے ثمرات کو نقصان پہنچایا جائے۔ یہ حسن نصر اللہ ہی تھا جس نے گیارہ ستمبر کے امریکی حملوں کو یہودیوں کی کاروائی قرار دے کر مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے حوصلوں کو دبانے کی کوشش کی نیز القاعدہ کی مقبولیت کا زور توڑنا چاہا۔ تاکہ عربوں سے ملنے والے کروڑوں ڈالر القاعدہ کی طرف نہ چلے جائیں۔

حزب اللہ اور مقتدی صدر کی مہدی ملیشیا کے بارے میں واقفانِ حال کو کوئی شک نہیں کہ انکو امریکہ واسرائیل نے خود کھڑا کیا ہے۔ اسکا جو فائدہ ان دونوں دجالی طاقتوں کو ہوا ہے وہ بھی سامنے ہے۔ لیکن جو بات ایک عام آدمی کے لئے پریشانی اور فکر کا باعث ہے وہ ان گروپوں کو ایران کی حمایت ہے۔

ایران پر یہودی اثرات یا کچھ اور......

اسکے جواب میں دو ہی باتیں کہی جاسکتی ہیں۔ ❶ ایران کی خارجہ پالیسی خصوصاً عسکریت سے متعلق، ایرانی یہودی بناتے ہیں۔ ❷ یا پھر ایرانی حکومت عالمِ اسلام کے مسائل کو اسلامی نقطہ

نظر کے بجائے مسلکی یعنی شیعی نقطۂ نظر سے دیکھتی ہے اور اسی کو سامنے رکھ کر اپنی خارجہ پالیسی بناتی ہے اور وہ کبھی یہ نہیں چاہتی کہ کوئی سنّی تنظیم کہیں بھی مضبوط ہو۔ جسکی وجہ سے اسکی پالیسی اکثر یہودی مفادات کو پروان چڑھانے کا باعث بنتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ضیاء الحق کے دور میں پاکستان کی آئی ایس آئی کی کامیابیاں ایران کو کبھی اچھی نہیں لگیں۔ مزید سمجھنے کے لئے سعودی عرب، فلسطین، عراق، افغانستان اور پاکستان کے بارے میں ایرانی پالیسی کا مطالعہ کافی ہے۔ اگر ایران کی موجودہ، معاشی، اقتصادی اور عسکری صورتِ حال کا جائزہ لیں تو اس میں یہودی اثرات بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔ اگر آپ کو یہ کہا جائے کہ ایران کا موجودہ صدر محمود احمدی نژاد اعلیٰ پائے کا فری میسن ہے، تو یقیناً آپ چونک جائیں گے۔

اسکے علاوہ چند باتیں اور سنتے چلئے

ایران کا سرکاری نشان کیا ہے۔ آپ اسکے جھنڈے پر دیکھ سکتے ہیں۔ پھر اس نشان کی حقیقت بھی خود ہی تلاش کر لیجئے۔ یہ نشان یہودیوں کے ہاں جادوں میں بڑا موثر سمجھا جاتا ہے۔ ایران کے سرکاری طیارے پر "شیطان بزرگ" کی تصویر بنی ہوئی ہے جو کہ سرکاری نشان ہے یہ ڈیگون (Dragon) ہے۔ دھڑ سے نچلا حصہ مچھلی اور اوپری حصہ ننگا بوڑھا ہے۔ جس کے سر پر ابلیس کا تاج رکھا ہوا ہے۔ یہ رزق کا خدا ہے۔ یہودیوں کے ہاں 2500 قبل مسیح سے پوجا جاتا ہے۔ ایران کے بارے میں عام طور پر یہ خیال ہے کہ وہاں اسلامی طرزِ حکومت ہے۔ یہ بھی دجالی میڈیا کا فریب ہے۔ جو لوگ ایران میں رہ کر آئے ہیں آپ کبھی ان سے ایران کے "اسلامی معاشرے" کے بارے میں پوچھیے گا۔ جتنے گناہ ایران کے اندر ہیں شاید کئی مغربی ملکوں میں نہ ہوں۔ البتہ ایران میں ہر چیز اسلامی لیبل لگا کر فروخت کی جاتی ہے۔ شراب ہو یا شباب...... سود ہو یا حجاب.... ہر چیز پر اسلام چسپاں کر دیا گیا ہے۔ بات شاید لمبی ہو گئی۔ ہمارا مقصد صرف یہ جاننا تھا کہ دجال کے بارے میں جو صحیح احادیث آئی ہیں ان میں سے اکثر کا تعلق ایران کے ساتھ ہے۔

نیو ورلڈ آرڈر...... نیا عالمی نظام یا نیا عالمی مذہب

دجال کے آنے سے پہلے یہودی بینکار دنیا میں ایک نیا عالمی مذہب نافذ کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ 1992ء میں نیو ورلڈ آرڈر کے نام سے دنیا میں اس نظام کو متعارف کرایا گیا۔ یہ

درحقیقت ایک نیا مذہب ہے جسکی بنیاد خواہشات پر قائم ہے۔ عالمی ادارے ساری دنیا میں اس نئے مذہب کو رائج کرنے کے لئے متحرک ہوئے اور آپ سوچ کر حیران ہونگے کہ 1992ء کے بعد کتنی تیزی کے ساتھ زندگی کی ہر شعبے میں تبدیلی آئی ہے۔

ظاہراً یہ نظام اگرچہ دنیا کی اقتصادی (Economical) صورتِ حال سے تعلق رکھتا ہے لیکن اس نظام کو ایک ضابطۂ حیات کے طور پر مسلط کیا گیا۔ اخلاقیات اور دینی اعتبار سے اسکے راستے میں واحد رکاوٹ چونکہ اسلام تھا چنانچہ اسلام کی ان تعلیمات کو یکسر ختم کرنے پر زور دیا گیا جو اس نئے مذہب کے راستے میں رکاوٹ بن سکتی تھیں۔

لوگوں کی طرزِ زندگی کو مکمل اس نئے مذہب کے سانچے میں ڈھالنا عالمی اداروں کا ہدف تھا۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ معاشرے کے نظام کو تبدیل کرنے کے لئے ہر شعبے میں محنت کی گئی۔ لوگوں کا پہناوا، کھانے پینے کے اوقات، سونا جاگنا، طرزِ رہائش انسان کی ذاتی زندگی، شادی کب ہونی چاہئے، بچے کتنے ہوں، خواہشات میں اضافہ یہ تعلقات کی بنیاد، کاروبار کے طور طریقے، ان تمام باتوں میں لوگوں کو کھینچ کر اس نئے مذہب میں داخل کیا گیا۔

صرف یہی نہیں کہ عالمی اداروں نے اسکو بدمعاشی سے دنیا میں نافذ کرایا بلکہ اسکے علاوہ کسی اور مذہب کو بحیثیت طرزِ زندگی یا ضابطۂ حیات کے اختیار کرنے پر باقاعدہ جنگوں کا اعلان کیا گیا اور ان قوموں کا کھانا پانی بند کرنے سے لے کر ادویات تک اور پھر ان ممالک پر قبضہ کر کے وہاں اپنا یہی نیا مذہب طاقت کے زور پر نافذ کیا گیا۔ اسکے بعد اسکی حفاظت کے لئے تمام دنیا کی فوج کو وہاں تعینات کردیا گیا۔ دنیا کا کوئی بھی ملک اس نئے مذہب کی شریعت پر عمل کرنے کا پابند ہے ورنہ اسکو دہشت گرد قرار دے کر پتھر کے دور میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ سمجھنے کے لئے ایک بہت معمولی مثال آپ کو دئے دیتے ہیں۔

یہودی اداروں کی تیار کردہ مشروبات کو ہی لے لیجئے۔ مثلاً پیپسی، کوک اور منرل واٹر۔ انکا استعمال اس نئے مذہب میں لازمی قرار پایا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی ملک اپنے ہاں ڈاکٹر حضرات کی تحقیقات کے بعد اسکے نقصانات کو دیکھتے ہوئے اس پر پابندی لگانا چاہے تو دنیا کی کوئی حکومت ایسا نہیں کرسکتی۔ خواہ اسکے لئے اس ملک کے خلاف پابندیاں عائد کرنی پڑیں۔ یہ بات الگ ہے کہ وہ مذہب کا حصہ کہہ کر نافذ نہیں کرتے بلکہ اسکو ایک دوسرا نام آزادانہ عالمی تجارت کے منافی قرار دے

کر بزورِ قوت اسکو مسلط کرتے ہیں۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ پیپسی یا منرل واٹر پینا تو ہر شخص کا اپنا اختیاری فعل ہے۔ آپ کا ایسا سوچنا درست نہیں ہے۔ انفرادی طور پر بھی طاقت ہی کے زور پر لوگوں کو یہ سب پلایا جا رہا ہے۔ یہ میڈیا کی طاقت ہے جو لوگوں کے ذہنوں کو مختلف جادوئی طریقوں سے اپنے قبضے میں لئے ہوئے ہے۔ یہ نیا مذہب اپنے علاوہ کسی اور کو برداشت نہیں کرتا۔ اسکی بے شمار مثالیں زندگی کے ہر شعبے میں موجود ہیں۔ یہاں تک کہ اگر اس مذہب کی شریعت میں غیر یہودی اقوام کو زہر پلانا، یا جراثیمی ہتھیاروں والا پانی پلانا لکھا جا چکا ہے تو یہ زہر ہر قوم کے بچوں کو پینا پڑے گا۔ نہ انفرادی طور پر اسکی مخالفت برداشت کی جائے گی نہ حکومتی سطح پر۔ اسکی زندہ جاگتی مثال پولیو کے قطرے اور خسرہ کے ٹیکے ہیں۔ یہ زہر ہر باپ کو اپنے بچے کو پلانا پڑے گا۔ نہ فوج اس کے راستے میں مزاحم ہوگی نہ کوئی سیاسی پارٹی۔

سودی نظام اس شریعت کا اہم حصہ اور جان ہے۔ لہٰذا دنیا میں اس سودی نظام کے علاوہ غیر سودی نظام برداشت نہیں کیا جائے گا البتہ نام کے ساتھ اپنے مروجہ مذہب کا نام لگانے کی اجازت ہے۔ مثلاً ''ہندو بینک''، ''خالص رومن کیتھولک بینک''، ''اسلامی بینک'' وغیرہ۔ لیکن نظام سودی ہی رہنا چاہئے البتہ اصطلاحات تبدیل کرنے کی اجازت ہے۔

اس نئے مذہب میں عورت ذات کو عزت کی چوٹیوں سے گرا کر، فٹ پاتھوں، سڑکوں اور لمبی لمبی قطاروں میں خوار کرنا اور بغیر روک ٹوک کے مرد کی خواہشات کی تکمیل شریعت کا حصہ ہیں، لہٰذا دنیا کو بھی اپنی عورتوں کے ساتھ ایسا ہی ''انصاف'' اور مساوات'' کا برتاؤ کرنا ہوگا۔

اس نئے مذہب کا واضح خاکہ ڈاکٹر جان کولیمن نے اپنی کتاب Conspirators Hierarchy میں کھینچا ہے عالمی ادارے مختلف نعروں، ناموں اور تنظیموں کے ذریعے اس نئے مذہب میں لوگوں کو داخل کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر کولیمن کے یہ اقتباسات پڑھ کر آپ کو احساس ہوگا کہ ''نیو ورلڈ آرڈر'' محض اقتصادی صورتِ حال سے متعلق نہیں ہے بلکہ یہ مکمل ایک نظام اور ایک نیا مذہب ہے۔ وہ لکھتا ہے:

''ایک عالمی حکومت اور ایسا نظام جسکو ایک عالمی حکومت کنٹرول کر رہی ہو، مستقل غیر منتخب موروثی چند افراد کی حکومت کے تحت ہوگا۔ جس کے امکان قرونِ وسطیٰ کے سرداری نظام کی شکل

میں اپنی محدود تعداد میں خود کو منتخب کریںگے۔ اس ایک عالمی وجود میں آبادی محدود ہوگی اور فی خاندان بچوں کی تعداد پر پابندی ہوگی۔ وہاں جنگوں اور قحط کے ذریعے آبادی کو کنٹرول کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ صرف ایک ارب نفوس رہ جائیں جو حکمران طبقے کیلئے کارآمد ہوں۔ اور ان علاقوں میں ہوں گے جن کا تختی اور وضاحت سے تعین کیا جائے گا۔ اور یہاں وہ دنیا کی مجموعی آبادی کی حیثیت سے رہیں گے۔

کوئی متوسط طبقہ نہیں ہوگا۔ صرف حاکم اور محکوم ہوں گے تمام قوانین دنیا کی بچی عدالتوں میں ایک جیسے ہوں گے ان پر عملدرآمد ایک عالمی حکومت کی پولیس اور متحدہ عالمی فوج کے ذریعے تمام سابقہ ممالک میں ہوگا۔ لیکن اب کسی طرح کی قومی سرحدیں نہیں ہونگی۔ نظام ایک فلاحی ریاست کی بنیادوں پر استوار ہوگا۔ جو لوگ ایک عالمی حکومت کے مطیع و فرمانبردار ہوں گے انہیں زندہ رہنے کے وسائل سے نوازا جائے گا۔ جو لوگ بغاوت کریں گے بھوکے مر جائیں گے یا باغی قرار دیئے جائیں گیا۔ انہیں جو بھی چاہے قتل کر سکے گا۔ آتشیں اسلحہ یا ہتھیار ذاتی طور پر رکھنا ممنوع ہوگا۔

صرف ایک مذہب کی اجازت دیجائے گی اور وہ ایک عالمی سرکاری کلیسا کی شکل میں ہوگا جو ۱۹۲۰ سے وجود میں آچکا ہے۔ شیطانیت، ابلیسیت اور جادوگری کو ایک عالمی حکومت کا نصاب سمجھا جائے گا۔ ایک ایسی صورتِ حال تشکیل دینے کے لئے جن میں فرد کی آزادی کا کوئی تصور نہ ہو، کسی قسم کی جمہوریت، اقتدار اعلیٰ اور انسانی حقوق کی اجازت نہیں ہوگی۔

ہر شخص کے ذہن میں یہ عقیدہ راسخ کر دیا جائے گا کہ وہ (مرد ہو یا عورت) ایک عالمی حکومت کی مخلوق ہے اور اس کے اوپر ایک شناختی نمبر لگا دیا جائیگا۔ یہ شناختی نمبر برسلز بلجیم کے نیٹو کمپیوٹر میں محفوظ ہوگا۔ اور عالمی حکومت کی کسی بھی ایجنسی کی فوری دسترس میں ہوگا۔

شادی کرنا غیر قانونی قرار دیا جائیگا اس طرح کی خاندانی زندگی نہیں ہوگی جیسی آجکل ہے بچوں کو ماں باپ سے چھوٹی عمر میں علیحدہ کر دیا جائیگا۔ (بچوں کو پلے گروپ میں بھیجنا اسکی ابتداء ہے۔ راقم) اور ریاستی املاک کی طرح وارڈز میں پرورش ہوگی۔ خواتین کو آزادی نسواں کی تحریکوں کے ذریعے ذلیل کیا جائیگا۔ جنسی آزادی لازم ہوگی۔ خواتین کا بیس سال کی عمر تک ایک مرتبہ بھی جنسی عمل سے نہ گزرنا سخت ترین سزا کا موجب ہوگا۔ (امریکہ میں ہر سال انیس سال سے کم عمر کی

غیر شادہ شدہ لڑکیاں دس لاکھ حرامی بچے پیدا کرتی ہیں۔ راقم) خود اسقاط حمل سے گزرنا سکھایا جائیگا ۔اور دو بچوں کے بعد خواتین اس کو اپنا معمول بنالیں گی ۔ ہر عورت کے بارے میں یہ معلومات عالمی حکومت کے علاقائی کمپیوٹر میں درج ہونگی (نادرا نے دجال کا یہ کام بالکل آسان کردیا ہے۔) اگر کوئی عورت دو بچوں کے بعد بھی حمل سے گذرے تو اسے زبردستی اسقاط حمل کے کلینک لے جایا جائیگا اور اسے آئندہ کیلئے بانجھ کردیا جائیگا۔

جنسی اختلاط پر مبنی لٹریچر اور فلموں کو فروغ دیا جائیگا اور ہر سینما کیلئے لازم ہوگا کہ وہ جنسی فلمیں دکھائے جن میں ہم جنس پرستی پر مبنی فلمیں بھی شامل ہوں ، ذہنی قوت سلب کرنے والی ادویات کا استعمال بھی وسیع تر کرکے اسے لازمی قرار دیدیا جائیگا۔ ذہن پر قابو پانے والی یہ ادویات کھانوں یا پانی کی سپلائی میں لوگوں کی مرضی یا علم کے بغیر دی جاسکیں گی (منرل واٹر، پیپسی کوک وغیرہ میں)......تمام صنعتیں ایٹمی توانائی سسٹم کے ذریعے تباہ کردی جائیں گی ،صرف کمیٹی کے ارکان اور ممتاز ارکان کو کرۂ ارض کے وسائل پر تصرف کا حق ہوگا..........عمر رسیدہ اور دائمی مریضوں کیلئے زہر کا ٹیکہ لازمی قرار دیدیا جائیگا ۔ دنیا سے کم از کم ۴ ارب بے مصرف اور خوراک کے دشمن (خصوصاً بوڑھے والدین۔ راقم) ختم کردیے جائیں گے۔'' (بحوالہ فری میسنری اور دجال از کامران رعد)

اس کتاب میں جو کچھ بیان کیا گیا وہ آپ اپنی آنکھوں سے عملی طور پر دیکھ سکتے ہیں۔۔ مثلاً عورتوں کو آزادی نسواں کی تحریکوں کے ذریعے ذلیل کیا جارہا ہے۔ اسقاطِ حمل عام ہے تمام دنیا کا ریکارڈ کمپیوٹرائز کیا جارہا ہے۔ بوڑھے والدین کو گھروں سے نکال ''بوڑھوں کے ہاسٹل'' میں قید و تنہائی کی زندگی گذارنے کے لئے ڈالا جارہا ہے۔

موجودہ دنیا کو ایک عالمی گاؤں بنانے کی جو کوشش کی جارہی ہے اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ سب نظام ایک عالمی قوت کے ہاتھوں میں سونپ دیا جائے۔ مختلف ملکوں میں کمپیوٹرائز نظام کو تیزی سے پھیلانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس کے ذریعے ساری دنیا کی نگرانی کیجاتی رہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے بعد یہودی ملٹی نیشنلز نے بڑے بڑے تجارتی اداروں اور کمپنیوں کو خریدنا شروع کیا ہے۔ اس نظام میں مزید تیزی 1999ء کے بعد لائی گئی ہے۔ ان اقتباسات کو پڑھ کر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ نیو ورلڈ آرڈر ایک نیا مذہب ہے جسکو دجال کے پیروکار ساری دنیا پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔

1991ء کے بعد آپ تمام دنیا میں ہر سطح پر تبدیلی ہوتی پائیں گے۔ اسکے بعد 1999ء ایسا

سال ہے جس کے بعد یہ تبدیلی اور زیادہ تیزی کیساتھ رونما ہوتی نظر آتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ دجال 1991ء سے اپنے یہودی ایجنٹوں کی خود رہنمائی کر رہا ہے۔ اور اسی سال اس نے اپنے خاص یہودی بینکاروں کو اپنے نکلنے کا وقت (نکلنے سے مراد خدائی کا دعویٰ ہے) غالباً 2006 یا 2007 بتایا تھا۔ فریمیسن اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے اشتہارات میں 666 اور 777 کا ہندسہ بہت نمایاں نظر آتا تھا۔ 666 کا مطلب بعض مسلم محققین 2006-6-6 اور 777 کا مطلب 2007-7-7 لیا کرتے تھے۔ ان محققین کے بقول فریمیسن ان تاریخوں کو اپنے مسیح کی آمد کے طور پر ظاہر کرتی تھی۔

یہ خیال ان حضرات کی اپنی رائے ہے جو انہوں نے اپنے مشاہدات، تجربات اور مطالعے کی بنیاد پر قائم کیے تھے۔ چنانچہ انکا پورا ہونا یا نہ ہونا ضروری نہیں۔ البتہ جہاں تک 1991ء سے 1999ء تک اور پھر 1999ء کے بعد کے وقت کا تعلق ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ان سالوں کے بعد دنیا بہت بدلی بدلی لگتی ہے جسکو ایک عام شخص بھی محسوس کرتا ہے بلکہ اپنی گفتگو میں اسکا اظہار بھی کرتا ہے۔ بلکہ اس دور میں اب ایک اور سال یعنی 2007 کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ 2007 کے بعد کفر و باطل کا معرکہ ایک نئے دور میں داخل ہوا ہے۔ ان محققین کی یہ تشریح اگر درست مان لی جائے تو یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ اگر ایسا تھا تو دجال کیوں نہیں آیا؟

کانا دجال اسی وقت نکلے گا جب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب چاہے گا۔ اس کی اتنی اوقات نہیں کہ وہ اپنی اوقات سے بڑھ جائے۔ البتہ اتنی بات ضرور سمجھ میں آتی ہے کہ اگر دجال خود اس تمام سیاست اور عالمی نظام کو مانیٹر کر رہا ہے اور کنٹرول اسی کے ہاتھ میں ہے تو وہ اپنے خروج کا سال اپنے خاص لوگوں کو ضرور بتاتا ہوگا۔ چنانچہ ممکن ہے کہ 1991ء سے اس نے اپنے خروج کی تیاریوں کو آخری مرحلے میں داخل کر دیا ہو لیکن یہ جھوٹا خدا نکلا کیوں نہیں؟ اس کو روکنے والے ظاہری اسباب کیا تھے؟ حالانکہ ''شیطانی ماڈرنائزیشن'' کے پیروکار اسکے استقبال میں دیدہ و دل بچھائے ہوئے تھے۔ لیکن جھوٹا جھوٹ کیوں بول گیا؟ اس سوال کا جواب جاننے سے پہلے یہ جانتے چلیں کہ دجال اپنے خروج سے پہلے کیسی دنیا چاہتا ہے؟

دجال کیسی دنیا چاہتا ہے

ہے۔ابلیس اسکے ذریعے دینِ محمدی کو مٹا کر اپنا ابلیسی مذہب نافذ کرانا چاہتا ہے۔ جبکہ دجال بے پناہ قوت کے باوجود شک وتذبذب کا پیکر مجسم ہے۔وہ اپنے خروج سے پہلے ہر اس قوت کا خاتمہ چاہتا ہے جو اسکے راستے میں ذرا بھی پریشانی کھڑی کرسکے۔تمام دنیا کی دولت،غذائی مواد،پانی کے نظام، عسکری قوت غرض تمام وسائل پر اپنا کنٹرول چاہتا ہے۔عسکری اعتبار سے اسکے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔تمام ممالک کی حکومتیں اسکے بنائے ''نئے عالمی نظام''(New World Order) کو عملاً اپنے ملکوں میں نافذ کر چکی ہوں۔تمام ممالک اسکے بنائے تجارتی نظام اور اسکے اداروں آئی ایم ایف،عالمی بینک،عالمی ادارہ تجارت(W.T.O) کے ساتھ معاملات کرتے ہوں۔نظریاتی طور پر تمام دنیا اسکے جمہوری نظام پر ایمان لا چکی ہو،خصوصاً مسلمان اسلامی خلافت کا خیال دل سے نکال چکے ہوں اور اگر کسی کے دل میں خیال ہو بھی تو وہ عملاً اس کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

مغربی دنیا اسکی اپنی ہے۔ابلیسی نظام جو بھی ہو،اشتراکیت(Socialism) ہو یا سرمایہ دارانہ نظام(Capitalism)،دنیا یک قطبی ہو یا دو قطبی،اس بات سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا البتہ دونوں اسی کی ہونی چاہئیں۔اسکا اصل مد مقابل اسلامی نظام ہے اور جہاد کی قوت ہے۔ 1991ء کے بعد دنیا کے اسٹیج پر ہمیں ایک حادثہ ایسا رونما ہوتا نظر آتا ہے جسکو اگر دل کی آنکھیں کھول کر دیکھا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس قوت کے ہوتے ہوئے دجال آنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔دنیا کے کسی بھی خطے میں اسلامی نظام کی بات ہی ابلیس اور دجال کی جان نکال دیتی ہے۔سو اگر کہیں یہ عملاً نافذ ہو جائے تو انکی ساری امیدوں،منصوبوں،اور محنتوں پر پانی پھرتا نظر آتا ہے۔

1996ء میں طالبان نے خون کی قربانیاں دیکر،جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کر دیا۔طالبان کا اسلامی نظام دنیا بھر میں دجال کے نظام کی پوجا کرنے والوں کے لئے موت کا پیغام تھا۔وہ جانتے تھے کہ اگر اسلامی تجارتی نظام کی برکت،سود کی نحوستوں میں لت پت تاجروں نے دیکھ لیں تو وہ بھی اپنے ملکوں میں اسلامی نظام کا مطالبہ کر بیٹھیں گے۔آزادی اور مساوات کے نعرے لگا کر عورت ذات کو رسوا کیا گیا تھا طالبان نے عورت ذات کو احترام دیا جسکو انگریز عورتوں نے بھی تسلیم کیا اور طالبان کے اخلاق سے متاثر ہو کر ایمان لے آئیں۔ابلیس اور دجال کا سجا سجایا دنیا کا اسٹیج اجڑتا نظر آرہا تھا،لیکن ابتداء میں ابلیس کو امید ہو گی کہ اور مسلم حکمرانوں کی طرح انکو بھی ہم اپنی طلسماتی بوتل میں بند کر لینگے۔چنانچہ ابتداء میں حسب روایت دجال نے

اپنے عالمی بینکاروں (آئی ایم ایف) کے ذریعے امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد (اللہ انکی حفاظت فرمائے) کو رام کرنے کی بہت کوشش کی۔ مالی امداد کا لالچ، تباہ حال افغانستان کی تعمیر نو، اور سرکاری اداروں کی تشکیل جدید کرنے کے لئے بڑی منت سماجت کی۔ اقوامِ متحدہ کے وفد سرزمینِ شہداء پر ایسے رسوا پھرتے تھے جیسے مسلمان حکمران یورپ و امریکہ میں۔ جن مغربی عورتوں کو ان کے مردوں نے کبھی عزت نہیں دی طالبان نے انکو بہنوں کی طرح سمجھا اور انکو حجاب اور دوپٹہ دیکر پاک سرزمین پر اتارا۔ اقوامِ متحدہ کے بعض جابر مرد اہلکاروں نے وہاں بھی اپنی عورتوں کو ننگا رکھنے پر اصرار کیا تو بہنوں کے بھائیوں نے انکی طبیعت بھی درست کی۔

اس گفت و شنید کے ساتھ ساتھ دجالی قوتوں نے اپنے شمالی اتحاد کو کئی بار کابل پر چڑھانے کی کوشش کی۔ لیکن نامراد نامراد ہی رہے اور نامراد ہی دنیا سے چلے گئے۔

دجالی قوتوں کی ان کوششوں میں سال 1998ء آپہنچا۔ لیکن انکو اپنی کوئی کوشش کامیاب ہوتی نظر نہیں آئی۔ بلکہ اسلامی نظام کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہوئے۔ علماء کتابوں میں بند نظامِ حیات کو آنکھوں سے دیکھنے کے لئے جہاد کی سرزمین پر آنے لگے۔ دنیا بھر سے تاجروں نے اس اسلامی نظام میں شریک ہونے کے لئے افغانستان کا رخ کیا۔ دینِ محمدی کے دیوانے جوق در جوق بلندیوں کے راستے پر چلنے کے لئے سرزمینِ افغان پر اترے۔ طالبان کے خلاف کیا جانے والا پروپیگنڈہ دھیرے دھیرے دم توڑنے لگا اور لوگوں کو حقیقت کا علم ہونا شروع ہوا۔ حالات سے ایسا لگتا ہے کہ طالبان سے مایوس ہو کر ابلیس و دجال نے اپنی نئی منصوبہ بندی 1999ء سے کی۔ اور تمام دنیا میں اپنے نئے مہرے بٹھائے۔ جن میں سب سے اہم مہرہ پرویز مشرف تھا۔ طالبان کو ختم کر کے اپنے نئے مہروں کو بٹھانے کا فیصلہ دجال 1998ء میں ہی کر چکا تھا۔ لیکن اسکی پہلی کوشش یہ تھی کہ عرب مجاہدین کو افغانستان سے نکلوا دیا جائے۔ قبل اسکے کہ دجالی قوتیں طالبان کے خلاف اقدام کرتیں اللہ تعالیٰ نے عرب مجاہدین کے ہاتھوں دجال کے منصوبوں پر ایک بار پھر پانی پھیر دیا۔ ۱۱ ستمبر 2001 کے امریکہ پر حملوں نے درحقیقت دجال کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور اسکی تمام منصوبہ بندیاں خاک میں مل گئیں۔

سابق امریکی صدر نکسن نے اپنی کتاب ''وکٹری وِد آؤٹ وار (Victory without War)'' میں لکھا ہے کہ 1999ء تک امریکی پوری دنیا کے حکمران ہونگے۔ یہ فتح انہیں بلا

جنگ کے حاصل ہوگی۔ پھر امور مملکت مسیح (دجال) سنبھال لینگے۔ گویا مذکورہ سال تک مسیح کے انتظامات مکمل ہو چکے ہونگے۔ اور امریکیوں کی ذمہ داری ان انتظامات کو مکمل کرنے تک ہے اسکے بعد نظام مملکت خود مسیح چلائیں گے۔ (وکٹری وِد آؤٹ وار)

دجال کون ہوگا یہ تو اسکی خدائی کے دعوے کے بعد ہی پتہ چلے گا البتہ امریکہ میں 1999ء سے جس شخص نے حکومت کی ہے اسکا نام ڈک چینی ہے۔ پورے دورِ حکومت میں تمام فیصلے داخلہ پالیسی ہو یا خارجہ، ٹیکس کے مسائل ہوں یا افغانستان پر چڑھائی، امریکہ میں کسی چور کو بچانا ہو یا عراق پر حملہ، گوانتاناموبے میں مجاہدین پر ظلم ہو یا ابوغریب میں شیطانی رقص سب کی مخالفت کے باوجود بھی بش کے قلم سے اسی فیصلے پر دستخط ہوئے جو ڈک چینی کی زبان سے نکلے۔ حتیٰ کہ بعض مرتبہ ایف بی آئی کے ڈائریکٹر نے استعفیٰ کی دھمکی دیدی لیکن ڈک چینی نے بات اپنی ہی منوائی۔ مجاہدین قیدیوں کے ساتھ شیطانی (دجالی) سلوک کا حکم صرف اور صرف ڈک چینی کی زبان سے نکلا اور روشن خیال اور آزادی کے علمبردار امریکہ کا قانون بن گیا۔ ''باشعور'' امریکی عوام تو کیا کولن پاؤل اور ''کالی جادوگرنی'' کنڈولیزا رائس کو اس بات کا علم دو سال کے بعد ہوا، وہ بھی اخبار کے ذریعے۔ دونوں کو بہت غصہ آیا لیکن.....ڈک چینی کے سامنے کسی نے بولنے کی جرأت نہیں کی۔ سارا ملبہ گرا تو بش پر کیونکہ وہ صرف ایک مہرہ تھا۔

ڈک چینی کے بارے میں اسرار عالم کو دعویٰ ہے کہ اس نے دجال سے ملاقات کی ہے۔ اور دجال اسکو خود ہدایات دیتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ دجال کے بارے میں تو یہ آتا ہے کہ اسکے پاس ہر طرح کی قوت ہوگی اور وہ دنیا بھر میں اپنی حکومت قائم کردیگا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ دجال کی جس خاص قوت کا ذکر حدیث میں آیا ہے وہ اسکے خدائی کے اعلان کے بعد اسکو استعمال کرسکے گا۔ علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں یہ فرمایا ہے کہ اسکے ذریعے خلاف عادت واقعات کا رونما ہونا اسکے خدائی کے اعلان کے بعد ہوگا۔

نئے عالمی مذہب کے لئے کیسے راہ ہموار کی گئی۔ اور دجال کے آنے کے لئے کیسی تیاریاں ہیں۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے:

''امریکہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اقوامِ متحدہ کے زیرِ نگرانی ایسی فوج کی تشکیل میں مدد دے جو تیزی سے حرکت کرسکے۔ اس فوج کی تعداد پہلے مرحلے میں ساٹھ ہزار ہو اور بارہ ملکوں سے اسکی تشکیل

ہو''۔(مقالہ نگار جوزف نائے،سابق امریکی وزیرِ خارجہ کے معاون :نیو یارک ٹائمز۲ فروری ۱۹۹۲ء)

''اگر واقعی عالمی امن قائم کرنا چاہتے ہیں تو نہ سرخ فوج کی ضرورت ہوگی نہ امریکی فوج کی۔ہمیں نیلگوں ہیٹ لگائے متعدد ملکوں پر مشتمل بین الاقوامی فوجی طاقت چاہیے۔یہی فوج عالمی امن قائم کرسکتی ہے''۔(نیویارک ٹائمز ۱۱فروری۱۹۹۲ء)

واضح رہے کہ یہودی نیلے رنگ کو دجال کی آفاقی حکومت کی علامت سمجھتے ہیں۔

کرائے کی فوج.... بلیک واٹر

یہ پرائیویٹ فوج ہے جسکی خدمات امریکی حکومت نے افغانستان و عراق کے علاوہ اور کئی جگہوں پر حاصل کیں۔اسکو 1966 میں ایک ارب پتی امریکی اور نیوی کے سابق سیل ایرک پرنس نے قائم کیا۔لوگوں کا خیال ہے کہ اسکے اصل روحِ رواں ڈک چینی اور ڈونالڈ رمز فیلڈ ہیں۔ایرک پرنس کا یہ ذاتی عسکری اڈہ دنیا کا سب سے بڑا پرائیویٹ عسکری مرکز ہے۔یہ امریکی ریاست کیرولینا میں 7000 ایکڑ زمین پر پھیلا ہوا ہے۔اس وقت بلیک واٹر کے 2300افراد مختلف ملکوں میں کام کررہے ہیں۔جبکہ بیس ہزار تیار بیٹھے ہوئے ہیں۔بلیک واٹر کے پاس اپنے بیس سے زائد جہاز ہیں جن میں گن شپ ہیلی کاپٹر بھی ہیں۔جان نیگرو پونٹے اور زلمے خلیل زاد کی سیکورٹی بھی بلیک واٹر کرتی تھی۔اسکے علاوہ اکثر سفارت کاروں کی سیکورٹی اسکے ذمہ رہی ہے۔۳۱ مارچ ۲۰۰۴ سے پہلے بلیک واٹر بلکل خفیہ سمجھی جاتی تھی اور امریکہ میں اعلیٰ حکام تک کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ امریکی حکومت نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کو ایک پرائیویٹ ادارے کو ٹھیکے پر دیا ہوا ہے۔لیکن ۳۱مارچ ۲۰۰۴ کو عراق کے شہر فلوجہ میں ایک واقعے سے اسکے بارے میں لوگوں کو پہلی بار علم ہوا۔

اس ادارے کے چار فوجیوں کو فلوجہ والوں نے کمین لگا کر ماردیا۔اسکے بعد شہریوں کے ہجوم نے انکی لاشوں کو جلا کر شہر کی گلیوں میں گھسیٹا اور دریائے فرات کے پل پر انکو لٹکا دیا۔بلیک واٹر کسی بھی جنگ یا امن کو امریکی حکومت سے ٹھیکے پر لیتی ہے اور پھر اپنی مرضی سے مطلوبہ نتائج حاصل کرتی ہے۔اسکے لئے ایک طریقہ تو یہی ہے کہ کرائے کے فوجی امریکہ میں بھرتی کئے جاتے ہیں اور پھر انھیں جنگ زدہ علاقوں میں امریکی فوج کے ساتھ بھیج دیا جاتا ہے۔لیکن انکا سارا نظام امریکی فوج

سے الگ ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ امریکی حکومت کو اپنے مرنے والوں کی تعداد بھی نہیں بتائی جاتی۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ یہ امریکہ سے باہر کسی بھی ملک کی فوج کو کرائے پر لے لیتے ہیں اور اپنے اہداف انکو بتا دیتے ہیں۔ مثلاً افغانستان میں انہوں نے افغان نیشنل آرمی کو کرائے پر لیا ہوا ہے اور انکو دن کے حساب سے اجرت ادا کرتے ہیں۔ پاکستان میں بلیک واٹر کئی سال سے کام کر رہی ہے۔ اور یہاں مقامی پاکستانیوں کو اجرت پر رکھا ہوا ہے جو انکے لئے کام کر رہے ہیں۔

میڈیا....دجال کا بڑا ہتھیار

عن حذیفةؓ قال ان اخوف ما اتخوف علیکم أن تؤثروا ماترون علیٰ ماتعلمون وأن تضلوا وأنتم لا تشعرون. (ابن ابی شیبۃ ۷/۵۰۳)وفی اسناده من لم یسم

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا تمہارے بارے میں میں جس چیز کا سب سے زیادہ خوف محسوس کرتا ہوں وہ ہے یہ بات ہے کہ تم اپنے علم کے مقابلے اس بات کو ترجیح دو گے جسکو تم دیکھ رہے ہو گے۔ اور تم گمراہ ہو جاؤ گے اور تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔ (ابن ابی شیبۃ ۷/۵۰۳)

۱۸۹۷ء میں سوئٹزرلینڈ کے شہر ''بال'' میں تین سو یہودی دانشوروں، مفکروں، فلسفیوں نے ہرٹزل کی قیادت میں جمع ہو کر پوری دنیا پر حکمرانی کا منصوبہ تیار کیا تھا۔ یہ منصوبہ انیس پروٹوکولز کی صورت میں پوری دنیا کے سامنے عرصہ ہوا آچکا ہے۔ اس میں جہاں اور چیزوں کو قبضے میں لینے پر زور دیا گیا تھا وہیں میڈیا کے بارے میں یہ طے ہوا تھا:

''ہم میڈیا کے سرکش گھوڑے پر سوار ہو کر اسکی باگ کو اپنے قبضے میں رکھیں گے۔ ہم اپنے دشمنوں کے قبضے میں کوئی ایسا مؤثر اور طاقتور اخبار نہیں رہنے دینگے کہ وہ اپنی رائے کو مؤثر ڈھنگ سے ظاہر کر سکیں۔ اور نہ ہی ہم انکو اس قابل چھوڑیں گے کہ ہماری نگاہوں سے گذرے بغیر کوئی خبر لوگوں تک پہنچ سکے۔ ہم ایسا قانون بنائیں گے کہ کسی ناشر اور پریس والے کے لئے یہ ناممکن ہوگا کہ وہ پیشگی اجازت لئے بغیر کوئی چیز چھاپ سکے.......ہمارے قبضے میں ایسے اخبارات و رسائل ہونگے جو مختلف گروہوں اور جماعتوں کی تائید و حمایت حاصل کرینگے۔ خواہ یہ جماعتیں جمہوریت کی داعی ہوں یا انقلاب کی حامی۔ حتیٰ کہ ہم ایسے اخبارات کی بھی سرپرستی کرینگے جو انتشار و بے راہ روی، جنسی و اخلاقی انارکی، استبدادی حکومتوں اور مطلق العنان حکمرانوں کی مدافعت اور حمایت کرینگے.....ہم ایسے اسلوب سے خبروں کو پیش کرینگے کہ قومیں

اور حکومتیں انکو قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ہم یہودی ،ایسے دانشوروں،ایڈیٹروں اور نامہ نگاروں کی حوصلہ افزائی کرینگے جو بدکردار ہوں (امریکہ اور بھارت کی حمایت میں بولنے والے آپکے سامنے ہیں۔راقم)۔اور خطرناک مجرمانہ ریکارڈ رکھتے ہوں۔....ہم ذرائع ابلاغ کو خبر رساں ایجنسیوں کے ذریعے کنٹرول کرینگے۔ہم دنیا کو جس رنگ کی تصویر دکھانا چاہیں گے وہ پوری دنیا کو دیکھنا ہوگی۔

یہودیوں نے جو منصوبے بنائے اسکو حقیقت کا روپ بھی دیا۔دنیا بھر کے اخبارات میں ایک چھوٹی سی خبر یا تصویر بھی یہودیوں کی اجازت کے بغیر اخبار کی زینت نہیں بن سکتی۔

دنیا بھر کے اخبارات ،رسائل اور ٹی وی چینل انہی خبر رساں ایجنسیوں سے خبریں اور تصاویر حاصل کرتے ہیں۔تمام بڑی خبر رساں ایجنسیاں رائٹر،اے پی (A.P) اور اے ایف پی (A.F.P)، یہودیوں کی ملکیت ہیں۔ان میں سب سے زیادہ مشہور رائٹر ہے۔اسکا بانی جولیس رائٹر ۱۸۱۶ء میں جرمن میں ایک یہودی گھرانے میں پیدا ہوا۔آپ ذرا انصاف سے فیصلہ کیجئے۔ جس یہودی کے بارے میں دنیا کے دو بڑے مذہب (اسلام اور عیسائیت) جھوٹ ،فریب ، بہتان، کردار کشی اور انبیاء جیسی پاک ہستیوں پر بہتان اور قتل کی شہادت دیتے ہوں، آج دنیا کا پڑھا لکھا طبقہ اس رائٹر کی خبروں کو وحی کا درجہ دیتا ہے۔اور جو ذہن میڈیا بنا رہا ہے تمام دنیا اس کو قبول کرتی چلی جارہی ہے۔

دیندار طبقے کے خلاف پروپیگنڈہ ہو یا مجاہدین کے خلاف بکواس، یہودیوں کی بڑائی بیان کی جائے یا مسلمانوں کو جاہل اور غیر مہذب ثابت کیا جائے، پڑھے لکھے مسلمان اسکی خبروں کو سچ مانتے ہیں اور وہی انکا نظریہ بن جاتا ہے۔بی بی سی بھی رائٹر ہی سے خبریں لیتا ہے۔بی بی سی خود بھی ہمیشہ سے یہودیوں کے زیر تسلط رہا ہے۔یہ بی بی سی ہی ہے جس نے مسلمانوں کو ایمان و یقین سے نکال کر شک و تذبذب کا عادی بنادیا۔اسلام اور اسلامی تحریکوں کے بارے میں شکوک ذہن میں آنا، بی بی سی کا خاص تحفہ ہے جو اس نے اپنے سننے والوں کو دیا ہے۔

شکوک کی چند مثالیں

''اسلام آباد میں بم دھماکہ......ابھی تک کسی تنظیم نے ذمہ داری قبول نہیں کی...تاہم خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں اسلامی شدت پسند ملوث ہو سکتے ہیں۔'' ''سوات میں امن معاہدہ ہوگیا ہے جسکا

عوام میں خیر مقدم کیا گیا ہے۔لیکن بعض حلقے اسکوحکومت کی پسپائی تصور کر رہے ہیں اور اندیشہ ہے کہ اس سے طالبان کو حوصلہ ملے گا اور پنجاب میں موجود شدت پسند بھی ایسا مطالبہ کر سکتے ہیں۔"

"ایک خاتون کی لاش سڑک کے کنارے ملی ہے۔قتل کا سبب معلوم نہیں ہو سکا لیکن ایسا سمجھا جاتا ہے کہ یہ انہی لوگوں کا کام ہے جو عورتوں کے گھر سے نکلنے کے مخالف ہیں۔" لیکن کے ذریعے نامعلوم جرم یہ ادارے جس پر تھوپنا چاہیں بآسانی تھوپ سکتے ہیں۔ سننے والوں کی عقل پر ماتم کرنے کو دل چاہتا ہے کہ وہ جب یہ سن رہے ہیں کہ ابھی تک کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کام کس نے کیا ہے۔ نہ انکو اس کا یقین کرنا چاہیے تھا۔ کیونکہ یہ خبر یقینی ہے کہ اتنی جلدی کچھ نہیں پتہ چلتا۔لیکن سننے والے اس کو قبول نہیں کرتے بلکہ وہ شک والی بات پر ایمان لاتے ہیں اور انکا ذہن "لیکن" کے بعد والے حصے کو قبول کر کے اوروں تک وہی بات پہنچاتا ہے جو یہ خبر رساں ادارے پھیلانا چاہتے ہیں۔

ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تباہی..... حقیقت کیا ہے؟

جو لوگ ۱۱ ستمبر کے حملوں کو یہودیوں کی کاروائی قرار دیتے ہیں اسکی اصل وجہ بھی میڈیا کا بنایا ہوا ذہن ہے۔میڈیا نے دنیا کی تمام برائیاں، بے غیرتی کے کام، بزدلی، افراتفری، انتشار پاکستان اور دیگر مسلم ممالک کے کھاتے میں ڈال دیئے ہے۔اور تمام اچھائیاں، بہادری کے کارنامے اور امن وسکون مغربی معاشرے یا ہندو معاشرے میں پائی جاتی ہیں۔گویا کوئی مسلمان اس قابل ہی نہیں کہ دنیا میں کوئی بہادری کا کام انجام دے سکے۔یہ سوچ عام ہے جو آپ کسی بھی میڈیا پر نظر رکھنے والے کی زبان سے سنتے رہتے ہیں۔جو لوگ ۱۱ ستمبر کے حملوں کو مجاہدین کی کاروائی تسلیم نہیں کرتے اس میں بنیادی عنصر یہی کارفرما ہے کہ انکے ذہنوں میں یہ بٹھادیا گیا ہے کہ کوئی مسلمان اس قابل ہے ہی نہیں۔یہ بے چارے اس دنیا کو ابھی تک اسی کی دہائی والی دنیا ہی سمجھ رہے ہیں۔انکو علم نہیں کہ امت محمد یہ بیدار ہے اور بازی الٹ چکی ہے۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ لوگ میدانِ جہاد سے بہت دور ہیں اور انکو جہاد کے میدانوں سے کوئی خبر نہیں مل پاتی۔بلکہ انکی تمام معلومات اخبارات اور ٹی وی رپورٹوں پر مبنی ہوتی ہیں۔نیز یہ حضرات نہ تو ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی حقیقت کو سمجھتے ہیں اور نہ ہی پینٹا گون کو۔وہ بس اتنا جانتے ہیں کہ یہ دو عمارتیں تھیں۔یہ درحقیقت دو بت تھے جسکی تمام دنیا پوجا کرتی تھی۔یہ عمارتیں "طاغوت" تھیں

جنکو رازق مانا جاتا تھا۔ یہ ابلیس کی سیکڑوں سال کی محنت تھی جسکو اس نے گذشتہ صدی میں عملی صورت میں پیش کیا۔ لیکن چند اللہ والوں نے لمحوں میں ملیامیٹ کر دیا۔ یہ افواہ خود یہودی دانشوروں کی جانب سے مغربی میڈیا کے ذریعہ پھیلائی گئی۔ اسکے بعد مسلمانوں میں موجود صحافیوں نے اسکو بڑی گہری تحقیق سمجھ کر پھیلانا شروع کر دیا۔ نیز یہ خبر جہاد کے دشمنوں کی خواہشات کے مطابق تھی سوانھوں نے بھی اسکو من وعن قبول کیا۔

اس کھلی اللہ کی مدد کو یہودیوں کے کھاتے میں ڈالنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک تو مسلمانوں کے حوصلے بلند نہ ہو جائیں کہ جہاد کی قوت کے ذریعے امریکہ کو شکست دی جا سکتی ہے۔ دوسرا خود یہودیوں کو سہارا دینا مقصد تھا کہ گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ اگر یہودیوں کو یہ نہ بتایا جاتا تو دنیا بھر کے یہودی اسرائیل جانے سے انکار کر دیتے۔ وہ کہہ سکتے تھے کہ تم خود امریکہ میں محفوظ نہیں ہو تو ہمیں اسرائیل میں کس کے بھروسے بھیجتے ہو۔

اس بارے میں جتنے بھی دلائل دئے گئے سب یہودی دماغوں کی خرافات تھیں جو وہ ہمیشہ حق کو مشتبہ بنانے کے لئے شکوک پیدا کیا کرتے ہیں۔ انکے دئے گئے دلائل میں ہی اگر عقل رکھنے والا غور کرے تو تمام دلائل کو ایک دوسرے سے متضاد پائیں گے۔ تمام اعتراضات کے تشفی بخش جواب موجود ہیں۔ لیکن یہاں اس تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔

مسلمان... میڈیا کی نظر میں

میڈیا مغربی ملکوں سے متعلق خبروں کو مثبت انداز میں پیش کرتا ہے۔ انکے ہاں کتنے ہی ناپاک اور انسانیت سوز واقعات آئے دن ہوتے رہتے ہیں لیکن وہ ان خبروں کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ سننے والوں کو اس میں بھی خوبی کا پہلو نظر آتا ہے۔ جبکہ مسلم ممالک کے بارے میں انکا انداز مکمل منفی ہوتا ہے۔ انکی خبریں سن کر بس یوں لگتا ہے جیسے مسلم معاشرہ غیر منظم، انتشار کا شکار، افراتفری، قتل وغارت گری اور بے چینی کا شکار ہے۔

پاکستان کے تمام ٹی وی چینل اور اخبارات آپ اٹھا کر دیکھ لیجئے انکو پڑھ کر ایسے لگتا ہے جیسے اس معاشرے میں خیر کا کوئی پہلو ہے ہی نہیں۔ اور یہ معاشرہ صرف اور صرف برائیوں کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ جہاں انسان نما درندے رہتے ہیں۔ جبکہ ہندوستان کے بارے میں خبریں اور تجزیے اس طرح پیش کئے جاتے ہیں جیسے ہندو معاشرہ ہم سے بہت مہذب، منظم اور اقدار کا پاس کرنے

والا ہے۔ بھارت کے بارے میں جو اچھائیاں آپ سنتے ہیں وہ اسی میڈیا کے اثرات ہیں ورنہ پاکستان اور بھارت کے معاشرے کا موازنہ کیا جائے تو ایسا ہی فرق آپ پائیں گے جیسا کہ دورِ جاہلیت اور بعثت کے بعد کا عرب معاشرہ۔

ہندوستانی معاشرہ جن اخلاقی پستیوں میں ڈوبا ہوا ہے اس تک پاکستان کو پہنچانے میں کئی "پرویز" درکار ہونگے۔ پاکستان کے مسلمان (حکمراں طبقہ نہیں) جن اعلیٰ اقدار کے حامل ہیں اسکو باہر سے آنے والا ایک مسلمان (نہ کہ منافق) اچھی طرح محسوس کرتا ہے۔ کوئی بھی فرد یا معاشرہ اس بات سے پہنچا جاتا ہے کہ اسکے اندر دوسروں کے لئے قربانی دینے کا جذبہ کتنا ہے، مشکل وقت میں اپنے بھائیوں کی کس طرح مدد سکتا ہے۔ یہ پاکستان کے اندر بہت زیادہ ہے۔ جن دانشوروں، ادیبوں اور کالم نگاروں کو آپ بھارت کی تعریف میں زمین و آسمان ایک کرتے پاتے ہیں ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو اپنی قومی غیرت بھارتی شراب کی صرف ایک بوتل کے بدلے بیچ دیتے ہیں۔ کچھ وہ ہیں جنکی آنکھیں دہلی کی چکا چوندھ دیکھ کر چندھیا جاتی ہیں پھر انہیں سب کچھ چمکتا ہی نظر آتا ہے۔ کچھ بیچارے سادہ ہیں جو چند دن بھارت میں گذار آئے اور "را" کے سدھائے ہوئے میزبانوں کی میزبانی سے اتنے متاثر ہوئے کہ اپنا آپ ہی برا لگنے لگا۔

بہر حال یہ ذہن سازی میڈیا کے ذریعے کی گئی ہے۔ ورنہ بھارت کے بارے میں لوگوں کی اپنی معلومات و تجربات بہت سطحی نوعیت کے ہیں۔

دماغی تطہیر یا برین واشنگ

برین واشنگ پر لکھی جانے والی کتابوں میں گستاؤلی بان کی کتاب "سائیکالوجی گیدرنگ" مشہور کتاب ہے۔ انسانی نفسیات کا تجزیہ کرتے ہوئے اس نے لکھا ہے "انسان خواہ کتنا ہی مہذب اور باشعور و تعلیم یافتہ ہو، اگر وہ کسی گروپ یا مجمع کے ساتھ رہے گا تو وہ مجمع کی ہی نفسیات اور اسکی کیفیت کے تابع بن کر رہے گا۔

ٹی وی کے اثرات کا تجزیہ کرتے ہوئے برین واشنگ کے ایک ماہر تھیوڈر ایڈورڈ نے کہا کہ ٹیلی ویژن کی صورت میں انسانی دل و دماغ اور جذبات پر مکمل کنٹرول کرنے کا ایک زبردست وسیلہ ہمارے ہاتھ آگیا ہے۔ جس کا ہم خواب بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔

ٹی وی آپکے سامنے ایسی چیز پیش کرتا ہے کہ آپ چاہیں یا نہ چاہیں انکو پسند کرنے پر خود کو

مجبور پائیں گے۔ وہ اس انداز سے پیش کریگا کہ گویا اسکو قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں۔ دماغی تطہیر کے ایک ماہر فیڈرک ایمرے نے ٹیلی ویژن کی تصویروں کے گہرے اثرات کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ اس درجہ مؤثر اور سحر انگیز ہوتی ہیں کہ دیکھنے والی کی تمام تر توجہ اپنی جانب کھینچ لیتی ہیں۔ ٹی وی آنکھوں اور دماغوں کو غیر معمولی حد تک متاثر کرتا ہے۔ وہ اس طرح کے آنکھ، آواز اور تصویر اور سابقہ معلومات کے درمیان ربط و ہم آہنگی کا کام بڑی تیزی سے انجام دیتی ہے۔ ایسی صورت میں دماغ جسکا کام واقعات کا تجزیہ اور خبروں اور تصویروں کو مسلسل دیکھنا اور نتائج نکالنا ہے اپنا کام اسلئے انجام دینے سے قاصر رہتا ہے کہ ہر لمحہ مناظر بدلتے رہتے ہیں اس لئے وہ تیزی سے بدلتے ہوئے مناظر و مشاہدات کا تجزیہ کسی صورت کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اسلئے کہ ایسی صورت میں دماغ کے خلئے تیزی سے بدلتے مناظر کو کسی تجزیے اور کسی نتیجے تک پہنچے بغیر ہی جوں کا توں قبول کر لیتا ہے۔ بالفاظ دیگر ٹی وی دیکھنے والے مقناطیسی عمل کا شکار ہو جاتے ہیں۔

تھیوڈر ایڈورڈ نے تو یہاں تک کہا ہے کہ میڈیا کہ ذریعے لوگوں کو عقلی پسماندگی پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میڈیا رائے عامہ (Public Opinion) کی ترجمانی کرتا ہے تو یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میڈیا رائے عامہ بناتا ہے جو چاہتا ہے لوگوں کو دکھاتا ہے اور اسی کو رائے عامہ کا نام دیدیا جاتا ہے۔

ہال بیکر لکھتا ہے کہ "اگر آپ چاہتے ہیں کہ امریکی کسی خاص خیال یا نظریہ کو قبول کر لیں تو آپکو صرف یہ کرنا ہوگا کہ رائے عامہ کا سہارا لیں۔ اور پھر یہ کہیں کہ رائے عامہ کا یہ کہنا ہے پھر ٹی وی اور دیگر میڈیا پر اسکو شائع کر دیں۔

ٹی وی دیکھنے والوں کے بارے میں اقوامِ متحدہ کے ادارے یونیسکو نے ایک رپورٹ جاری کی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ پوری دنیا کے پچاسی (85) فیصد لوگوں نے ٹی وی کی وجہ سے اپنے کھانے پینے، سونے، لکھنے پڑھنے اور کام کے پروگرام بدل دئے ہیں۔ انکی قوتِ فیصلہ پر ٹی وی اثر انداز ہو گیا ہے۔ وہ آزادانہ طریقے سے فیصلے کرنے کے قابل نہیں رہے۔ شعوری اور غیر شعوری طور پر وہ ٹی وی اور دوسرے ذرائع ابلاغ کے پروگراموں سے متاثر ہوتے ہیں۔"

دراصل ذہنوں کو برقیاتی لہروں (Electronic Waves) کے ذریعہ کنٹرول کیا جاتا

ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ برقیاتی لہریں اور موسیقی کی لہریں انسانی ذہن پر بے شمار اثرات مرتب کرتی ہیں۔ ہر لہر اور ذہن کی تاثیر مختلف ہوتی ہے۔ یہودی جادوگر ان لہروں کی تاثیر کے بارے میں کافی معلومات (تجربات) حاصل کر چکے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ کس لہر کے کیا اثرات ہوتے ہیں۔ اس کا مشاہدہ آپ موسیقی سننے والوں کی حالت دیکھ کر کر سکتے ہیں، چنانچہ سائنسی طور پر یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ گھروں میں رکھے ٹیلی ویژن سیٹوں کو اس طرح کی لہریں نشر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹیلی ویژن دیکھنے والے مرد و خواتین، ذہنی پریشانیوں نفسیاتی بیماریوں اور اعصاب کے کھچاؤ کے شکار نظر آتے ہیں۔

موسیقی کی لہریں انسانی دل کی موت ہیں۔ البتہ اس بات کو صرف زندہ دل ہی محسوس کر سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستے سے گذر رہے تھے کہیں سے موسیقی کی آواز آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اسی طرح آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے دور چلے گئے۔

موجودہ دور میں موسیقی کے ساتھ ساتھ ٹی وی سے نکلنے والی لہریں مکانوں کے لئے تباہی کا پیغام ہیں۔ ٹی وی پر خبریں اور تجربے سننے والے جب حالات حاضرہ پر گفتگو کرتے ہیں خصوصاً کفر و اسلام کے مابین اس (نام نہاد دہشت گردی کی) جنگ کے بارے میں تو ان پر ترس آنے لگتا ہے۔ ان کے تجزیے حقیقت سے اتنے دور ہوتے ہیں جتنے کہ وہ خود اس جنگ سے دور ہیں۔

ان لہروں کی ایک اور بڑی تاثیر جو آپ بھی دیکھ سکتے ہیں یہ ہے کہ ٹی وی دیکھنے والے حضرات عملی زندگی سے دور چلے جاتے ہیں۔ اور بالآخر مایوس ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ آپ کسی ایسے شخص سے بات کیجئے جو بہت زیادہ ٹی وی کی معلومات رکھتا ہو تو آپ دیکھیں گے کہ وہ امریکہ عراق جنگ، امریکہ افغانستان جنگ پاکستان کا مستقبل غرض ہر موضوع پر طویل لیکچر دیگا لیکن اگر آپ اس سے حل پوچھیں اور عملاً اس میں شرکت کی دعوت دیں تو بہت معمولی بہانہ یا مایوسانہ جملہ کہہ کر نشست برخاست کر کے چلتا بنے گا۔ جیسا کہ بتایا گیا کہ ہر لہر اور ہر تصویر کی اپنی تاثیر ہوتی ہے۔ جب انسان ٹی وی آن کرتا ہے تو یہ لہریں اس کے لاشعور (Subconscious) پر کنٹرول کر لیتی ہیں اور پھر جو کچھ دکھایا جاتا ہے اس کا پس منظر اس کے لاشعور میں بیٹھ جاتا ہے۔

ٹی وی پر جو سامنے نظر آ رہا ہوتا ہے اس کو انسانی آنکھ دیکھ رہی ہوتی ہے لیکن اسی اسکرین پر

اسی لمحہ بہت کچھ ایسا بھی ہوتا ہے جس کو ہماری آنکھ نہیں دیکھ سکتی البتہ ہمارا لاشعور اس کو اپنے اندر جذب کر رہا ہوتا ہے۔ اور اصلاً یہی وہ پیغام ہوتا ہے جو پروگرام تیار کرنیوالے ماہرین اپنے ناظرین کے ذہنوں میں بٹھانا چاہتے ہیں، اگر آپ اس بات کو سائنٹفک انداز میں سمجھنا چاہتے ہیں تو یوں سمجھئے کہ متحرک تصویر جو آپ ٹی وی یا سینما اسکرین پر دیکھتے ہیں وہ ایک سیکنڈ میں ۴۵ فریمز یا فوٹوز پر مشتمل ہوتی ہے یعنی ۴۵ ساکن تصویریں ایک سیکنڈ کی ایک متحرک فلم بناتی ہے اگر اس ایک سیکنڈ کے درمیان ایک ساکن تصویر دکھائی جائے تو یہ سیکنڈ کا پینتالیسواں حصہ لیتی ہے جس کو آنکھ نہیں دیکھ سکتی لیکن اس کو انسان کا لاشعور دیکھ لیتا ہے۔ اور اس کو اپنے اندر بیٹھا لیتا ہے۔

اس طرح انسان ذہنی طور پے ہپناٹائز ہو جاتا ہے۔ وہ یہی سمجھ رہا ہوتا ہے کہ اس کا ذہن آزاد ہے اور جو بھی فیصلہ پسند و ناپسند کے بارے میں وہ کر رہا ہے وہ اس کا اپنا ہے لیکن یہ اس بے چارے کی کج فہمی ہوتی ہے۔ اس کی تاثیر اگر مزید دیکھنا چاہتے ہیں تو الیکشن سے پہلے ٹی وی پر چلنے والی خبریں تجزیے، مباحثے اور سروے دیکھئے۔ عالمی قوتیں جس کو اسلام آباد میں بٹھانا چاہتی ہیں تمام ٹیوی چینل اس کے لئے عوام کی ذہن سازی کر رہے ہوتے ہیں کچھ شعوری طور پر اور کچھ لاشعوری طور پر۔

کھانے پینے کی چیزوں پر میڈیا بری طرح اثر انداز ہوا ہے۔ اسکی شدت اتنی ہے کہ نقصانات جاننے کے باوجود بھی لوگ کھانے پینے میں انہی چیزوں کا استعمال کر رہے ہیں جو میڈیا پر دکھائی جاتی رہی ہیں۔

ذرا مندرجہ ذیل چیزوں کے بارے میں تحقیق کیجئے:

معدے اور گھٹنوں کو تباہ کرنے کے لئے لوگوں سے سرسوں کا تیل چھڑوا کر کیمیکل سے تیار بناسپتی گھی اور تیل کی ایجاد ... جنسی طور پر کمزور کرنے کے لئے آیوڈین ملا نمک، جنسی انارکی پھیلانے کے لئے آئس کریم، چاکلیٹ، گردے فیل کرنے کے لئے یہودی کمپنیوں کی ڈبہ بند غذائی مواد، بالوں کو خراب کرنے کے لئے کیمیکل سے بھرے شیمپو، جسم کو پھلانے اور بیماریوں کا مرکز بنانے کے لئے فارمی انڈے اور مرغی غرض بے شمار چیزیں ہیں جو اس ٹی وی کے ذریعہ انسانی زندگی کا حصہ بن چکی ہیں۔ اور جنکے نقصانات جانتے ہوئے بھی لوگ نہیں چھوڑ پا رہے ہیں۔ عقلوں کے ختم ہو جانے کی مثال پولیو کے قطروں سے بھی بڑی کوئی ہو سکتی ہے؟

آپ کسی بھی ٹی وی والے گھر کو دیکھ لیجئے۔ انکا تمام طرزِ زندگی (Life Style) ٹی وی زدہ ہوگا۔ گھر کی سیٹنگ (interior) دروازوں کے پردے، پینٹنگز حتیٰ کہ گھر میں رکھے پودے اور انکے رکھنے کی جگہ سب کچھ ٹی وی زدہ ہوگا۔ حالانکہ اکثر بیچاروں کو تو ان پودوں کی حقیقت کا بھی علم نہیں ہوتا۔ اسی طرح مختلف قسم کے کارٹون، دروازے کے پردوں کے ساتھ لگی گھنٹی، اور مختلف جادوئی نشانات کو لوگوں نے صرف ٹی وی پر دیکھ کر گھر میں رکھا ہوا ہے اور اپنے گھر کی برکت و سکون کو تباہ کیا ہے۔ انسانیت کے دشمن یہودی صرف چند طوائفوں اور بھانڈوں کے ذریعے عالم اسلام کی اکثریت کو اپنا غلام بنائے ہوئے ہیں اور ان کی سوچوں پر انہی کا قبضہ ہے۔

میڈیا اور افواہ سازی

میڈیا میں افواسازی سے بڑے بنیادی مقاصد حاصل کیے جاتے ہیں۔ یہ افواہیں عوام کے اندر سے اٹھائی جاتی ہیں۔ انکا مقصد سماجی اور معاشرتی ستونوں پر قائم عمارت کو منہدم کرنا، انکے درمیان تفرقے کے بیج ڈالنا ہوتا ہے۔ جب عوام میں مایوسی ناامیدی اور جھنجلاہٹ کی کیفیت ہوتی ہے تو انھیں افواہوں کے ذریعہ امید کی کرن دکھا کر ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔ افواہوں کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ بہت جلد جنگل کی آگ کی طرح پھیل جاتی ہیں۔

آواز کا جادو

خبر نشر کرنے والے ادارے خبریں پڑھنے کے لئے ایسی آواز والے افراد کا انتخاب کرتے ہیں جنکی آوازوں میں سحر ہوتا ہے۔ یہ آوازیں، سننے والوں کے دلوں میں گھر کرتی چلی جاتی ہیں اور دلوں کا مرض بن جاتی ہیں۔ چنانچہ لوگ اگلے دن جب تک انکو سن نہیں لیتے انھیں چین نہیں آتا۔ اسکے ساتھ ساتھ ان خبریں پڑھنے والوں کی آواز کا اتار چڑھاؤ اور الفاظ کا انتخاب بھی سامعین پر اثر انداز ہوتا ہے۔ آواز کے اس جادو کے اثرات آپ ہر خبر سننے والے پر دیکھ سکتے ہیں۔ مثلاً سوچنے اور نتیجے کی صلاحیت کو متاثر کرنا، یقین سے نکال کر شکوک اور بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا کرنا، وسوسوں کا زیادہ پیدا ہونا، عملیت پسندی کا کم ہونا۔

میڈیا اور فکری گمراہی

یہودی جس ڈگر پہ مسلمانوں کی سوچ کو لے جانا چاہتے تھے دنیا اسی ڈگر پے دوڑی چلی

جاتی ہے۔ تعلیم یافتہ لوگ بغیر نفع نقصان دیکھے، ہالی وڈ اور بالی وڈ کی زلفوں کے اسیر ہیں۔ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنادیا گیا ہے۔ دجالی قوتوں کے خلاف اس جنگ کو یک طرفہ دہشت گردی کی جنگ بنا کر لوگوں کے ذہنوں میں بٹھادیا گیا ہے۔

دجالی قوتوں کے خلاف دنیا بھر میں مجاہدین برسرِ پیکار ہیں۔ اور شجاعت و بہادری، صبر و ایثار کی ایسی تاریخ رقم کر رہے ہیں کہ امت کو بجا طور پر ان پر فخر کرنا چاہئے تھا۔ لیکن اس میڈیا نے ایسی گمراہی میں لوگوں کو ڈالا ہوا ہے کہ اللہ ہی جسکو نکالنا چاہیں تو وہی حق کی پہچان کر سکتا ہے۔ کفر و اسلام کی اس جنگ میں لوگوں نے اسی نظریہ کو اختیار کیا ہے جو دجال اور اسکے پیروکاروں نے اس میڈیا کے ذریعے پھیلایا ہے۔ حتیٰ کہ علم رکھنے والے حضرات بھی اس میڈیا کے زہر سے محفوظ نہیں رہے۔ جیسا کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ تم اپنے علم پر اس چیز کو ترجیح دو گے جو دیکھ رہے ہو گے۔ اس طرح گمراہ ہو جاؤ گے کہ محسوس بھی نہیں ہوگا۔

اس دور میں ہونے والے واقعات کو میڈیا کس طرح پیش کر کے دکھا رہا ہے اسکو سامنے اگر رکھا جائے اور پھر امام مہدی کے ظہور کے وقت علماء اور مجاہدین کا انکے ہاتھ پے بیعت کے وقت کی نازل صورتِ حال کو دیکھا جائے تو اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ میڈیا امام مہدی کو کس طرح لوگوں کے سامنے پیش کرے گا۔ اور میڈیا کو دیکھنے والے لوگ اس واقعے کو کس طرح قبول کر رہے ہونگے۔ اسکا ایک ٹیسٹ کیس لال مسجد کا سانحہ آپ میڈیا پر دیکھ چکے ہیں۔ اس مسئلے کی ابتداء سے آخر تک آپ میڈیا کا کردار دیکھئے اور پھر غازی عبدالرشید شہید (رحمۃ اللہ علیہ) کی شہادت سے پہلے تک عوام الناس کی رائے سنئے۔ خصوصاً مولانا عبدالعزیز صاحب کی گرفتاری کے بعد کے دو تین دن یاد کیجئے۔ داڑھی والوں کے خلاف لوگوں کی آنکھوں سے نفرت ٹپکتی تھی، زہر بھرے جملے کسے جا رہے تھے..... ذرا تصور کیجئے..... عوام کا یہ ذہن کس نے بنایا..... عالمی مغربی میڈیا نے نہیں بلکہ پاکستان کی اردو میڈیا نے۔ چلئے عوام تو عوام ہے لیکن پڑھے لکھے لوگوں نے بھی اس مسئلے کو مکمل میڈیا کی نظر سے دیکھا..... اور ایک تنہا..... شخص کے خلاف..... فرعون وقت پرویز کے ایوانوں سے لے کر..... گلی کوچوں تک..... ایک جیسی... آوازیں گونج رہی تھیں..... ایک ہی سوچ... ایک ہی نظریہ..... ایک ہی مطالبہ.....

راقم اس تکلیف دہ بحث میں نہیں جانا چاہتا... بتانا صرف یہ چاہتا ہوں کہ یہ تو صرف ایک

مسجد کا مسئلہ تھا....صرف پاکستان کا مسئلہ.....آپ ذرا سوچئے.....امام مہدی.....حرم شریف میں بیٹھ کر.....تمام عالم اسلام سے آئے جہاد کے پروانے......ایک ایسی بیعت جسکے بارے میں کافروں کو بھی پتہ ہے کہ سب کچھ الٹ پلٹ ہو جائے گا.....نہ اسرائیل بچے گا.....نہ امریکہ.......نہ عرب کی سلطنتیں رہیں گی نہ عجم کا جمہوری نظام.....صرف اور صرف اللہ کا کلمہ.....اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون.....محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام....میڈیا امام مہدی کو کیا بنا کر پیش کرے گا.....آنکھیں بند کیجئے اور جامعہ حفصہ کی طالبات اور غازی شہیدؒ کے بارے میں استعمال ہوئی والی میڈیا کی زبان میں سوگنا اضافہ کر دیجئے.....جی ہاں....سوگنا.....کیونکہ وہ مسئلہ بھی اتنا ہی بڑا ہے......شاید کچھ اس طرح ہو.....

منیٰ میں ہنگامے پھوٹ پڑے ہیں......بہت زیادہ ہلاکتوں کا خدشہ ہے....ابھی تک سبب معلوم نہیں ہو سکا ہے.....لیکن.....ایسا لگتا ہے کہ اس میں وہی لوگ ملوث ہیں جو اس سے پہلے معصوم انسانوں کا خون بہاتے رہے ہیں.....اور مذہبی مقامات پر دھماکے کرتے رہے ہیں...... حجاج اکرام کی بڑی تعداد کو قتل کر دیا گیا ہے اور لاشیں خون میں تیر رہی ہیں.....ناظرین دہشت گردوں نے اللہ کے مقدس گھر حرم شریف پر قبضہ کر لیا ہے اور وہاں موجود حجاج کرام کو یرغمال بنالیا ہے جنکو وہ انسانی ڈھال کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں ان میں چھوٹے بچے اور بڑی تعداد میں عورتیں بھی موجود ہیں....ہر طرف چیخ و پکار ہے...اور مدد کے لئے بچے پکار رہے ہیں ہمارے ذرائع نے اطلاع دی ہے ان دہشت گردوں میں امریکہ کو انتہائی مطلوب دہشت گرد بھی شامل ہیں جنکی تلاش کافی عرصے سے جاری تھی.......دہشت گردوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا......ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ حرم شریف کو انکے قبضے سے آزاد کرانے کے لئے اردن اور اسرائیل کی جانب سے اتحادی فوج کی کئی بٹالین روانہ ہو چکی ہیں........ البتہ اس اتحادی فوج کے انجام کی خبر کو چھپایا جائے گا۔

سفیانی کے لشکر کے بیداء میں دھنسنے تک کا جو وقت ہوگا اس میں جھوٹ ،فریب ،دجالیت ،اور میڈیا کی جادوگری کا اندازہ آپ کر سکتے ہیں۔لوگ جب ٹی وی کی اسکرین پر منیٰ کے میدان میں، خون میں تیرتی لاشیں لوگ دیکھ رہے ہونگے....مختلف مناظر بار بار دکھا کر لوگوں کے ذہن میں دجالی میڈیا نے وہ سب بٹھا دیا ہوگا.......اس نفرت کو یاد کیجئے جو مولانا عبدالعزیز کی گرفتاری کے

بعد لوگوں کی دلوں میں تھی.....حرم شریف پر قبضہ کرنے والے (امام مہدی) کے بارے میں میڈیا دیکھنے والوں کا کیا حال ہوگا۔جو دیکھ رہے ہونگے اس کو اپنے علم پر ترجیح دینگے۔ایسے شخص کو امام مہدی تو ماننا دور کی بات....بس اللہ حفاظت فرمائے لوگوں کی زبانوں سے کیا کچھ نکل رہا ہوگا اسکا اندازہ کرنا مشکل نہیں۔البتہ وہ ایمان والے جو حق کا ساتھ دینے میں کسی سے نہیں ڈرتے، جنکے دل حق کو قبول کرنے کے لئے کھلے رہتے ہیں، وہ اگر پہاڑوں کی غاروں میں بھی ہوئے تو انکو امام مہدی کے ظہور کا علم ہو جائے گا۔

پروپیگنڈے کا توڑ

میڈیا کی اہمیت اور اسکے اثرات کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں۔اب آپکے ذہن میں یہ سوال آرہا ہوگا کہ پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ کیا اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی سے خود کو بالکل دور کر لینا چاہئے؟ یا پھر ہمیں بھی اپنا کوئی ٹی وی چینل کھول لینا چاہئے؟

میڈیا کے حوالے سے ہمیں دو طرح کی پالیسی بنانی ہوگی۔ایک دفاعی اور دوسری اقدامی۔ دفاعی یہ کہ لوگوں کو میڈیا کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے۔کیونکہ لوگ حق و باطل کے موضوع پر جب بھی گفتگو کرتے ہیں تو انکی معلومات میڈیا پر مبنی ہوتی ہے۔وہی ذہن لے کر وہ حق کے خلاف بول رہے ہوتے ہیں۔جب آپ دلائل کے ذریعے انکی معلومات کی بنیادوں کو ہلا دینگے تو شک کی جو عمارت انہوں نے تعمیر کی تھی وہ خود بخود گر جائے گی۔اسکے بعد آپ اصل حقائق سے انکو آگاہ کرینگے۔اسکا فائدہ یہ ہوگا کہ دجالی قوتوں کے پروپیگنڈے کا میدان کم ہو جائے گا اور لوگ انکے زہر سے محفوظ رہیں گے۔اسکے ساتھ ساتھ پروپیگنڈے کا توڑ کیا جائے۔یہ کام آپ بغیر ایک روپیہ خرچ کئے بھی کر سکتے ہیں۔سینہ بسینہ۔آپ پریشان نہ ہوئیے اور اپنے رب پر توکل کرکے سینہ بسینہ اپنی دعوت کا آغاز کر دیجئے۔

سینہ بسینہ دعوت کا طریقہ اور اسکے فوائد اگر دیکھنے ہوں تو تبلیغی جماعت کو آپ دیکھ سکتے ہیں۔اپنی بات مخاطب کے ذہن میں کیسے ڈالی جاتی ہے، اپنے خلاف ہونے والے پروپیگنڈے کا توڑ کس طرح کیا جاتا ہے، یہ تمام باتیں آپ عملی طور پر تبلیغی جماعت سے سیکھ سکتے ہیں۔مخالفین کے پروپیگنڈہ کا بہترین انداز میں توڑ کرنا تبلیغی جماعت کا خاص طرۂ امتیاز ہے۔اسکے علاوہ مسلمانوں میں کوئی ایسی جماعت بندے کے علم میں نہیں جو اپنے خلاف ہونے والے

پروپیگنڈے کا توڑ اتنی تیزی سے کرلیتی ہو۔ بلکہ اور دینی جماعتوں کا حال یہ ہیکہ انکے اپنے کارکن ہی اپنی جماعت اور قیادت کے بارے میں دشمن کی طرف سے آئے پروپیگنڈے کو پھیلا رہے ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ جہاد میں مصروف مجاہدین کا بھی یہی حال ہے۔ پروپیگنڈے کو سن کر اسکو کسی اور کو سنانا ہی سب سے بڑی غلطی ہے۔ اس طرح آپ اپنے دشمن کے مقاصد پورے کر رہے ہوتے ہیں۔ جبکہ تبلیغی جماعت میں پہلا اصول ہی یہ ہے کہ ایسی بات کو فوراً وہیں روک دیا جاتا ہے اسکو نہ آگے بڑھایا جاتا ہے اور نہ بڑھانے دیا جاتا ہے یہی چیز پروپیگنڈے کی موت ہے۔ یہ خود اپنی موت مر جاتا ہے آپ کو کچھ اور کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

یہ دراصل قرآن کا طریقہ کار ہے، جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں واقعہ افک میں بتلایا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں منافقین نے پروپیگنڈہ کیا۔ بعض سادہ لوح مسلمانوں نے سنا اور اسکو دوسروں سے بھی بیان کر بیٹھے۔

امّ المؤمنین کی پاکدامنی کی گواہی ربّ کائنات نے خود دی اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو تعلیم بھی دی کہ دشمنوں کے پروپیگنڈے کا توڑ کس طرح کرنا چاہئے۔

❶ لولا اذ سمعتموه ظنّ المؤمنون والمؤمنات بأنفسهم خيرا وقالوا هذا افك مبين. ایسا کیوں نہ ہوا جب تم نے اس بات (تہمت) کو سنا تو ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں مسلمانوں کے بارے میں خیر کا گمان کرتے اور یہ کہہ دیتے یہ تو کھلا بہتان ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو پہلی تعلیم یہ دے رہے ہیں کہ مسلمانوں کے بارے میں اچھا گمان رکھنا چاہئے۔ نہ کہ شک اور تذبذب جو کہ میڈیا کا خاصہ ہے۔

❷ ولو لا اذ سمعتموه قلتم ما يكون لنا أن نتكلم بهذا سبحنك هذا بهتان عظيم اور ایسا کیوں نہ کیا جب تم نے یہ بات سنی کہ تم یہ کہہ دیتے ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ہم اس پر گفتگو کریں۔ آپکی (اے اللہ) ذات پاک ہے۔ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔

یہ ہے وہ راز جو پروپیگنڈے کی موت ہے۔

اقدامی دعوت

اقدامی یہ کہ جہاد کے میدانوں سے آنے والی خبروں اور دیگر حق و باطل کے موضوعات کے بارے میں لوگوں کو حقائق سے آگاہ کیا جائے۔ خصوصاً کالم نگاروں اور ٹی وی پر آنے والے

حضرات کو۔ نیز جو الزامات یہودیوں کی جانب سے مجاہدین پر تھوپے جارہے ہیں آپ اس میں معذرت خواہانہ یا دفاعی رویہ اختیار بالکل نہ کریں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ معصوم شہریوں کو مارنا کہاں کی انسانیت ہے؟ کیا اسلام اسکی اجازت دیتا ہے؟ آپ اسکے جواب میں اسلام کی صفائی بیان کرنے پر نہ لگ جائیں بلکہ سوال کرنے والے پر الٹے سوالات کی بوچھاڑ کردیں۔ امریکی شہری ہی صرف معصوم ہیں ... فلسطین ... کشمیر ... عراق و افغانستان میں آگ میں زندہ جلادئے جانے والے انسان نہیں تھے؟ امریکیوں کے ٹیکس پر پلنے والی فوج نے جو کچھ فلوجہ (عراق) میں کیا، قندوز و شبرغان میں کیا وہ انسان نہیں تھے۔ آپ اسی نہج پر بولتے جایئے۔ اگر وہ پھر کوئی اعتراض کرے پھر اپنی صفائی کے بجائے الٹی چڑھائی کریں۔

قرآن کریم نے ہمیں دعوت کا یہی انداز سکھایا ہے۔ جب بھی کافروں نے کسی خاص مسئلے پر مسلمانوں کو تنقید کا نشانہ بنایا قرآن نے اسکی صفائی دینے کے بجائے انکو الزامی جواب دیا۔ یہودیوں نے جب بھی اسلام یا مسلمانوں کے بارے میں کوئی اعتراض کیا قرآن نے انکو انکا اصل چہرہ دکھلا کر انکی زبانیں بند کیں۔

آج بڑے بڑے مسلم دانشور یہودیوں کے اعتراضات سن کر دفاعی اور معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرلیتے ہیں گویا (نعوذ باللہ) اللہ تعالٰی نے جہاد کا حکم نازل فرما کر مسلمانوں کو شرمندہ کردیا ہو۔ چنانچہ سارا وقت اپنے دفاع میں ہی گذار دیتے ہیں۔ اور اصل مسئلے کی طرف آنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ لوگوں کو اصل مسئلے اور اختلاف کی بنیاد کا علم ہو۔

جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے کہ اپنا ٹی وی چینل ہونا چاہئے یا نہیں تو اس بارے میں لوگوں کی اکثریت یہ چاہتی ہے کہ انکا اپنا ٹی وی چینل ہونا چاہئے۔ اسکی شرعی حیثیت کے بارے میں تو علماء ہی بات کرسکتے ہیں یہ طالب علم اس قابل نہیں کہ اس بارے میں کوئی بات کرسکے۔ البتہ جہاں تک لوگوں کے خیال کا تعلق ہے تو ایسا لگتا ہے کہ انکو ٹی وی چینل چلانے کے نظام کے بارے میں مکمل معلومات نہیں ہیں۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اپنا ٹی وی چینل کھول کر آپ کفر و اسلام کی اس جنگ میں لوگوں کو حقائق سے آگاہ کرسکیں گے تو آپکا یہ خیال بالکل درست نہیں ہے۔ حق و باطل کے حوالے سے آپکو وہی کچھ دکھانا ہوگا جو باطل چاہے گا۔ مثلاً امریکہ کی افغانستان آمد کو آپ وسائل کی جنگ کہہ کر امریکہ پر تنقید کرسکتے ہیں لیکن اسکو احادیث کی روشنی میں دجال کا لشکر ثابت

کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دی جائے گی۔ دنیا کے کسی بھی حکمران پر آپ جتنی چاہیں تنقید کرلیں لیکن اصل خرابی کی جڑ ابلیس کے نظام پر تنقید برداشت نہیں کی جائے گی۔ بلکہ اس جمہوریت کے طاغوت کو آپ کو بھی پوجنا پڑے گا۔ آپ جس میڈیا کو آزاد سمجھ رہے ہیں یہ یہودی خبر رساں ایجنسیوں کی مضبوط بیڑیوں میں قید ایسا ادارہ ہے جو صرف وہی دکھا سکتا ہے جو دجالی قوتیں چاہتی ہیں۔ اگر کبھی کوئی کالم نگار، مدیر یا ٹی وی کا اینکر پرسن انکی مرضی کے خلاف جانے کی غلطی کر بیٹھے تو اسکی پوری قیمت اسکو چکانا پڑتی ہے۔ مسئلے کی حساسیت کے اعتبار سے یہ قیمت ہوتی ہے جو نوکری سے لے کر زندگی سے محرومی تک جاتی ہے۔ اس بدمعاشی کے اظہار میں ظاہری رواداری کا لحاظ بھی نہیں رکھا جاتا بلکہ پروگرام کے دوران اگر کوئی حساس نوعیت کے مسئلے میں لوگوں کو حقائق سے آگاہ کرنا چاہے تو اسکی نشریات درمیان میں کاٹ دی جاتی ہے۔

اگر آپ کا اپنا ٹی وی چینل نہیں ہے تب بھی میدان نہیں چھوڑنا چاہئے بلکہ موجودہ وسائلِ ابلاغ کو بہتر سے بہتر انداز میں استعمال کرنا چاہئے۔ دستیاب وسائلِ ابلاغ کو ہم کیسے اپنے لئے استعمال کر سکتے ہیں اسکے لئے ہم عراق جہاد میں ابومصعب زرقاوی شہیدؒ کے طریقۂ کار سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ زرقاوی شہیدؒ نے امریکہ کو نہ صرف میدان میں شکست دی بلکہ میڈیا کے محاذ پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ یورپین فوج کے ساتھ ساتھ برطانیہ و امریکہ کو بھی فوج کی واپسی کا اعلان کرنا پڑا۔

ہمیں اس بارے میں سوچنا چاہئے جو ہم کر سکتے ہیں جو ہمارے بس سے باہر ہے اس پر وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپ جہاد کے میدانوں سے تعلق جوڑیئے اگر یہ نہیں کر سکتے تو کم از کم ان میدانوں سے آنیوالی خبروں سے آگاہ رہئے پھر اتنا کیجئے کہ انکے خلاف ہونیوالے پروپیگنڈے کا توڑ کیجئے اور لوگوں کو حقائق بتایئے۔ اپنے دوستوں کو اپنے ساتھ ملایئے، ای میل، خطوط، پمفلٹ مراسلات غرض سر جوڑ کر بیٹھئے اور زیادہ سے زیادہ محنت کیجئے۔ تو اللہ تعالیٰ آپکی محنت میں برکت پیدا فرمادینگے۔ شرط یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ جہدِ مسلسل جاری رہے، ورنہ بقول شاعر

باتوں سے کبھی بدلی ہے کسی قوم کی تقدیر

عالمی ادارے.......دجال کے معاون

آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک: یہ دونوں کیا ہیں ۔انہیں یہودی بینکاروں کا نام آئی ایم ایف یا عالمی بینک ہے۔ وہی اسکے سیاہ سپید کے مالک ہیں۔

شیطانوں کا مرکز....عالمی ادارہ صحت (W.H.O)

یہ وہ شیطانی ادارہ ہے جس نے انسانیت کی تذلیل کرکے ابلیس کوخوش کرنے کا عہد کر رکھا ہے یہاں موجود افراد سرتا پیر شیطانی صفات کے حامل ہیں ۔جن کی زندگی ہنستی کھیلتی بستیوں کو موذی امراض کا شکار بنانا اور پھران مریضوں پرنت نئے تجربات کرنا ہے۔

جراثیمی ہتھیاروں (Biological Weapons) کے بارے میں تحقیقات میں اس ادارے کا بنیادی کردار ہے۔ پھران ہتھیاروں کے تجربات کرنے کے لئے اسکے پاس بہت وسیع میدان موجود ہے۔ دنیا بھر میں مریضوں پر یہ اس کے تجربات کرتے ہیں خصوصاً آفات زدہ علاقوں میں مریض ان کا آسان شکار ہوتے ہیں ایسے بہت سارے واقعات منظرِ عام پر آچکے ہیں لیکن جوخفیہ ہیں وہ ان سے کہیں زیادہ ہیں۔ چونکہ یہ شیطان صفت ڈاکٹر مسیحا بن کر پناہ گزینوں کے پاس جاتے ہیں اور پھر آفت زدہ علاقوں میں کوئی یہ پوچھنے والا بھی نہیں ہوتا کہ جو دوائیاں مریضوں کو تقسیم کیجارہی ہیں وہ کیسی ہیں لھذا یہ ڈاکٹر بآسانی ان دوائی نما ہتھیاروں کے تجربات کرتے رہتے ہیں۔

ایٹمی تابکاری والی روٹیاں مریضوں کو کھلانے کے واقعات ریکارڈ پر موجود ہیں۔ پولیو کے قطروں کی شکل میں خطرناک قسم کے جراثیمی ہتھیار اس وقت کامیابی اور بغیر کسی مزاحمت کے پاکستان کے کونے کونے میں پلائے جارہے ہیں۔ جس سے ایڈز وغیرہ پھیلے گا۔

ایڈز کے وائرس (H.I.V) کے بارے میں تو اب یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس کو ان جیسے ہی شیطان صفت ڈاکٹروں نے لیبارٹری کے اندر تیار کیا تھا اور پھر دنیا میں اس کو پھیلایا گیا۔ یہ کام باقاعدہ (W.H.O) کی تحریری اجازت نامے سے ہوا۔ اسی طرح یہ ادارہ انسانی اعضاء پر مختلف تجربات کرتا رہتا ہے دنیا کے مختلف حصوں سے انسانی اعضاء اسمگل کئے جاتے ہیں اور مختلف اعضاء کو اسپتالوں سے چوری بھی کرایا جاتا ہے۔

ایسی ہی ایک چوری برطانیہ کے ایک ہسپتال میں پکڑی گئی جو بیس برس تک یہ غیر انسانی عمل کرتا رہا۔ اس ہسپتال میں بچوں کے دماغ نکال لئے جاتے تھے اور ان کو پرائیویٹ اداروں کو فروخت کر دیا جاتا تھا۔

بچوں کو ذبح کرنے کے واقعات آپ دنیا بھر میں سنتے رہتے ہیں لیکن اتنا جان لیجئے کہ جو ملزم ایسے واقعات میں پکڑا جاتا ہے وہ اصلی نہیں ہوتا۔ بلکہ پولیس کسی کو بھی ''چارہ'' بنا کر میڈیا کے سامنے پیش کر دیتی ہے اور اصل شیطانوں کی طرف کوئی اخبار یا ٹی وی والا انگلی اٹھانے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا۔

خاندانی منصوبہ بندی

مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی دجال کے لوگوں کے لئے یقیناً پریشانی کا باعث ہے۔ چنانچہ کافی عرصے سے یہودی سائنسدان، عالمی بینکرز، ملٹی نیشنل کمپنیاں، ورلڈ بینک، پینٹاگون کے مالک، اور عالمی ادارہ صحت کے شیطان صفت ڈاکٹر مسلمانوں کی آبادی کم کرنے کے لئے مختلف منصوبوں پر عمل پیرا ہیں۔ چنانچہ 10 دسمبر 1974 کو مصر میں سابق امریکی یہودی وزیرِ خارجہ ہنری کیسنجر کی سربراہی میں دو سو صفحات پر مشتمل ایک کلاسیفائڈ رپورٹ بعنوان ''نیشنل سیکورٹی سٹڈی میمورنڈم 200'' پیش کی گئی۔ جو دنیا بھر میں پھیلتی انسانی آبادی سے متعلق تھی۔ اس رپورٹ کی بنیاد یہ تھی کہ دنیا خصوصاً انڈر ڈیولپ ممالک میں بڑھتی ہوئی آبادی امریکہ کی سلامتی کے لئے مستقبل میں خطرات پیدا کر سکتی ہے۔ اس خطرے کا تدارک کیا جائے اور دنیا میں آبادی کی رفتار کو خاندانی منصوبہ بندی، جنگ اور کیمیاوی ادویات کے ذریعے کنٹرول کیا جائے۔ اس بدنامِ زمانہ پروگرام کو این ایس ایس ایم-200 (NSSM-200) کہا جاتا ہے۔

اس منصوبے کو اس طرح عملی جامہ پہنایا گیا کہ کوئی گھر اور کوئی فرد اسکے اثرات سے محفوظ نہ

رہ سکا۔اس میں بڑا کردار یہودی ملٹی نیشنل کمپنیوں نے ادا کیا جنھوں نے کھانے پینے کی اشیاء میں ایسے کیمیاوی اجزاء شامل کئے جس سے خاندانی منصوبہ بندی کے نتائج حاصل کرنے میں آسانی ہوئی۔ مثلاً آیوڈین ملا نمک، بناسپتی گھی اور کوکنگ آئل ہی نسلِ انسانی کے لئے ایسی تباہ کن چیزیں ہیں کہ انکے ہوتے ہوئے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن دجال کے لوگوں نے صرف اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ بچوں کے ڈبے بند دودھ سے لے کر پیپسی، کوک اور دیگر مشروبات سے رہی سہی صحت والوں کو بھی بستروں سے لگا دیا۔ بچوں کی چاکلیٹ، والز آئسکریم اور اس طرح تقریباً چھ ہزار زہریلے کیمیکل کھانے پینے کی چیزوں میں استعمال ہو رہے ہیں جسکے نتائج آپ اسپتالوں میں بآسانی دیکھ سکتے ہیں۔ صرف کولڈ ڈرنک کے استعمال سے شوگر کے مرض میں بے تحاشا اضافہ ہوا ہے۔

اگر آپ دجال اور اسکے شیطان صفت یہودی دوستوں کے بارے میں تھوڑا بہت جانتے ہیں، اور یہ بھی جانتے ہیں کہ دنیا کی آبادی خصوصاً مسلمانوں کی آبادی کو کم کرنا انکے لئے کتنا اہم ہے تو پھر یہ افسوس ناک حقیقت بھی جان لیجئے کہ وہ آپ ہی کے ہاتھوں آپ کی موجودہ نسل کو ایسا زہر پلا رہے ہیں جسکی اثرات چند سالوں میں آنا شروع ہو جائیں گے۔ یہ پولیو کے قطرے ہیں۔ ایسے قطرے جنکی حقیقت نہ پلانے والے جانتے ہیں اور نہ بچوں کے والدین۔

پولیو کے قطرے یا.... ایڈز کا ہتھیار

جو نہیں جانتے انکے لئے یہ تحقیقی رپورٹ روزنامہ امت کراچی کے شکریے کے ساتھ شائع کی جارہی ہے۔ یہ رپورٹ سائنسی حقائق اور ماہر سائنسدانوں کی تحقیق پر مبنی ہے لہٰذا اسکے مقابلے میں کسی نامعلوم عالم کا فتویٰ، یا کسی سیاسی لیڈر کے دیواروں پر چسپاں پوسٹر کوئی وزن نہیں رکھتے۔ بیماریوں سے بچاؤ کی ویکسینیشن کی اس عالمی مہم کے حوالے سے صرف افریقہ کے غریب، جاہل اور وہمی یا پھر پاکستان کے اسلامی انتہا پسند تحفظات کا شکار نہیں بلکہ دنیا بھر کے نامی گرامی سائنس دان، طبی ماہرین محققین اور عالمی آبادیاتی مسائل کے ماہرین کی اچھی خاصی تعداد شروع دن سے اسے انسانیت کے خلاف گہری سازش قرار دے رہی ہے۔ ایسے تمام ماہرین اور تنظیموں سے زیادہ نہیں تو کم بھی قطعاً نہیں۔ یہ الگ بات کہ میڈیا پر صرف یکطرفہ کہانی ہی سنائی جارہی ہے۔

دنیا نے افریقیوں کے کئی قبائل کو نابود ہوتے دیکھا۔ خوش فہم قسم کے محققین کے مطابق

افریقہ کے ان قبیلوں کی 50 فیصد آبادی ختم ہو چکی ہے، دیگر محققین کے مطابق یہ شرح 70 فیصد ہے۔ یہ صورتحال زائرے، یوگنڈا اور جنوبی سوڈان کے حوالے سے مخصوص ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ صورتحال اتفاقیہ ہے؟ 1967ء میں سبز افریقی بندروں پر کام کرنے والے 7 محققین ایک نا معلوم اور پراسرار ہیمورجک فیور میں مبتلا ہو کر مر گئے تھے۔ یہ محققین جرمنی کے شہر ماربرگ میں تحقیق پر مامور تھے۔ صرف دو برس بعد یعنی 1969ء میں یہی پراسرار ہیمورجک فیور یوگنڈا میں 10000 افراد کی موت کا سبب بنا۔ کیا یہ اتفاق تھا؟ 1976ء میں ہیمورجک فیور کی ایک اور پراسرار قسم نے جنوبی سوڈان اور پھر زائرے میں انسانی لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے۔ اس سے پہلے کینسر کا ماہر ڈاکٹر گوٹلیب اعتراف جرم کر چکا تھا کہ اس نے 1960 کے دوران زائرے کے دریائے کانگو میں بہت بڑی مقدار میں وائرس ملایا تھا۔ اس نے اعتراف کیا کہ ایسا دریائے کانگو کا پانی استعمال کرنے والوں کو وائرس سے متاثر کرنے کے لئے کیا تھا۔ بعد میں سزا کے طور پر ڈاکٹر گوٹلیب کو نیشنل کینسر انسٹی ٹیوٹ کا سربراہ بنا دیا گیا تھا۔ 1989ء میں ایڈز سے ملتی جلتی ایک بیماری نے جنوبی سوڈان کے 60,000 افراد کی جان لے لی۔ یہ بیماری دی کلر (قاتل) کہلائی جانے لگی۔ گاؤں کے گاؤں اور خاندانوں کے خاندان صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ کال آزار نامی اس بیماری کی علامات بالکل ویسی ہی تھیں جیسے ایڈز کے۔ انسا کا امیون (Immune) سسٹم تباہ ہو جاتا اور کوئی بھی دوسرا انفیکشن اس کی جان لے لیتا۔

وسطی افریقہ سے جنوبی افریقہ معدنی دولت سے مالا مال ہے۔ انہی علاقوں میں عجیب و غریب اور پراسرار وائرسوں کا پھیلنا پھر اس کا وبائی شکل اختیار کرنا اور نتیجے کے طور پر ہزاروں لاکھوں کو موت کی نیند سلا دینا، کیا یہ سب ایک اتفاق ہی ہے؟ آغاز میں ایڈز کو ہم جنس پرستوں کی بیماری کا نام کیوں دیا گیا؟ کیا ایڈز وائرس سچ مچ ایک قدرتی آفت ہے جو افریقی ہرے بندر کے ایک عورت کو کاٹنے سے پھیلا؟

1983ء میں ڈاکٹر اسٹریکر لاس اینجلس میں گیسٹرو اینٹیز ولوجی کی پریکٹس کرتے تھے۔ وہ ایک ماہر پیتھالوجسٹ ہیں اور فارماکولوجی میں پی ایچ ڈی۔ ڈاکٹر اسٹریکر اور اس کے بھائی اٹارنی ٹیڈ سیکورٹی پیسفک بینک آف کیلی فورنیا کی "ہیلتھ مینٹیننس آرگنائزیشن" کے لئے کچھ تجاویز تیار کر رہے تھے۔ انہیں ایڈز کے مریضوں کی نگہداشت کے طویل المدتی اقتصادی اثرات معلوم کرنے

تھے 1983ء میں ایڈز کے حوالے سے ایسی معلومات دستیاب نہ تھیں۔ دونوں بھائیوں کے پاس ایک ہی آپشن رہ گیا تھا کہ وہ اس نسبتاً نئی بیماری سے متعلق طبی لٹریچر پر ہی تحقیق کریں۔ تحقیق کا آغاز ہی دھماکہ خیز ثابت ہوا۔ انہیں یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ خود دونوں بھائیوں کو اندازہ نہ تھا یہ انکشاف ان کی زندگی کا دھارا ہی تبدیل کر کے رکھ دے گا۔ انہیں 5 برس تک ایک ایسے صبر آزما دور سے گزرنا پڑے گا جس کا اختتام دی اسٹریکر میمورنڈم کی تخلیق پر ہوگا۔ دی اسٹریکر میمورنڈم نامی یہ ویڈیو ٹیپ ہمارے دور کی متنازعہ ترین ویڈیو ثابت ہوئی۔ ویڈیو ٹیپ کے ساتھ ساتھ ایک ایسی یادگار دستاویز بھی وجود میں آئی جسے دی بائیو اٹیک الرٹ (The Bio-Attack Alert) کا نام دیا گیا۔

میڈیکل لٹریچر کی اسٹڈی کے دوران ان بھائیوں پر یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ ایڈز وائرس تو برسوں پہلے معلوم ہو چکا تھا۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے نامور سائنسدان کی ایک تحریری درخواست ان کے ہاتھ لگی۔ اس درخواست میں ان سائنس دانوں نے عالمی ادارہ صحت (WHO) سے ایڈز جیسے وائرس کی تخلیق اور اس کے انسانوں پر اثرات نوٹ کرنے کی اجازت طلب کی تھی۔ ڈاکٹر اسٹریکر نے ایسے ہزاروں دستاویزات سامنے لائے جو یہ ثابت کر رہے تھے کہ ایڈز کا وائرس دراصل انسانوں کی تخلیق ہے۔

یہ ویڈیو خاص طور پر ڈاکٹر حضرات کے لئے بہت ضروری ہے۔ ادھر ایک طرف ڈاکٹر اسٹریکر کے ہاتھ ایسے دستاویزی ثبوت لگ رہے تھے جو ایڈز کو انسانی تخلیق کردہ وائرس ثابت کر رہے تھے، ادھر دوسری طرف دنیا بھر کی حکومتیں طبی محکمے اور طبی ماہرین ذرائع ابلاغ پر دنیا بھر کے عوام کو یہ کہانی سنا رہے تھے کہ افریقہ میں ایک ہرے بندر نے مقامی خاتون کو کاٹا اور یوں ایڈز کا وائرس بندر سے خاتون اور پھر دنیا بھر میں پھیلا۔ ڈاکٹر اسٹریکر کی تحقیق آگے بڑھی تو مزید انکشاف یہ ہوا کہ ایڈز کا یہ وائرس لیبارٹری میں نہ صرف بنایا جا چکا تھا بلکہ یہ استعمال بھی کر لیا گیا تھا اور اب یہ بنی نوع انسان کی بقاء کے لئے خطرہ بن چکا تھا۔ کیونکہ یہ وائرس وہی کچھ کرنے لگا تھا جس کے لئے اسے ڈیزائن کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر اسٹریکر نے امریکہ کے صدر، نائب صدر، تمام امریکی ریاست کے گورنروں، سینیٹروں، طبی ماہرین اور طبی اداروں کو خطوط لکھے مگر کسی کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ اسے اتنے خطوط کے صرف 3 جوابات ملے تین امریکی ریاستی گورنروں کی طرف سے۔

یہ رپورٹ ٹاپ خبر 11 مئی 1987ء کولندن کے موقر ترین روزنامے دی ٹائمز نے فرنٹ پیج پر لگائی۔ سرخی یہ تھی خسرہ کیلئے لگائے جانے والے ٹیکے ایڈز وائرس پھیلا رہے ہیں۔ (Smallpox Vaccine Triggered AIDS Virus)۔ پیرس رائٹ س(Pearce Wright) کی اس رپورٹ کے مطابق عالمی ادارۂ صحت (WHO) کے ایک کنسلٹنٹ نے ادارے کو رپورٹ دی کہ زیمبیا، زائرے اور برازیل میں خسرہ ویکسینیشن اور ایڈز وائرس کے پھیلاؤ کے درمیان تعلق کا شبہ تھا۔ تحقیق پر یہ شکوک وشبہات درست نکلے۔ کنسلٹنٹ نے یہ رپورٹ WHO کو پیش کی مگر اس نے اسے شائع نہیں کیا۔

(بحوالہ www.health.org.nz/aids.html)

پیرس رائٹ نے کچھ سوالات اٹھائے ہیں۔ وہ پوچھتا ہے آخر برازیل لاطینی امریکا کا ایڈز سے سب سے زیادہ متاثرہ ملک کیسے بنا؟ ہیٹی امریکہ تک ایڈز وائرس کا روٹ کیسے بنا؟ برازیل واحد جنوبی امریکی ملک تھا جس نے خسرہ سے بچاؤ کی ویکسینیشن مہم میں حصہ لیا تھا اور پھر یہی ملک ایڈز کا سب سے بڑا شکار بنا۔ کیا یہ اتفاق ہے؟ زائرے میں 33 ملین خسرہ کے ٹیکے لگائے گئے۔ زیمبیا میں 19 ملین تنزانیہ میں 14 ملین۔ ہیٹی کے 140000 باشندے وسطی افریقہ میں رہائش پذیر تھے، ان سب کو خسرہ سے بچاؤ کے ٹیکے لگے اور پھر یہ گھروں کو لوٹے۔ رائٹ کے مطابق اسی مہینے جنیوا کے نزدیک ایک میٹنگ کے بعد 50 ماہرین نے اعلان کیا تھا کہ جنوبی افریقہ کے 75 ملین لوگ اگلے پانچ برسوں میں ایڈز سے متاثر ہو جائیں گے (یعنی جنوبی افریقہ کی ایک تہائی آبادی)۔ کیا یہ سب اتفاق ہے۔ امریکی ایڈز کے ماہرین پر لیبارٹری تجزیوں کے دوران اور حیران کن انکشافات بھی ہوتے رہیں گے مگر وہ سب اپنا منہ بند رکھیں گے، کیونکہ انہیں اس کی تنخواہ دی جاتی ہے۔

1969 میں امریکی طبی جرنل میڈیکل نیوز میں یونیورسٹی آف سدرن کیلی فورنیا کے ڈاکٹر ولر ڈایل مارٹزیٹ کی رپورٹ فرنٹ پیج پر شائع ہوئی تھی۔ اس رپورٹ کے مطابق خسرہ کے ویکسین 38 افراد پر کئے گئے تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ خسرہ کے یہ ویکسین کینسر (ٹیومر) کا باعث ہیں۔ یہ 38 افراد کبھی بھی کسی کینسر کا باعث بننے والے کیمیکلز سے رابطے میں نہیں تھے، مگر جب خسرہ کے ویکسین انہیں لگائے گئے تو ان میں کینسر کے ابتدائی علامات ظاہر ہونے لگے۔

جولائی 1969ء کو امریکی فوج کے ایڈوانسڈ ریسرچ پروجیکٹ ایجنسی (ARPA) کے ڈائریکٹر ڈاکٹر میک آرتھر کانگریس کے سامنے پیش ہوئے اس نے کانگریس کو بتایا: یہ حیاتیاتی ایجنٹ ایڈز AIDS یعنی (Acquired Immune Deficiency Syndrome) تھا۔ ARRA نے ایڈز نامی یہ حیاتیاتی ایجنٹ تیار کرنے کے لئے 10 ملین ڈالر مانگے۔ یہ ایڈز وائرس کے انسانوں میں پائے جانے کے سامنے آنے سے دس برس پہلے کی بات ہے۔ کانگریس کے سامنے ڈاکٹر نے یہ الفاظ بھی کہے یہ انتہائی متنازعہ ایشو ہے۔ بہت سے لوگوں نے ایسی کسی تحقیق کی مخالفت کی ہے کیونکہ ان کے خیال میں یہ سب دنیا کی بہت بڑی آبادی کو ہلاک کرنے کا باعث ہوگا۔ 1961ء تا 1968 کے دوران جب پینٹاگون میں اس مصنوعی جراثیمی ہتھیار پر بحث ہو رہی تھی، رابرٹ مک نمارا سیکریٹری آف ڈیفنس تھے۔ 1969 میں کلارک کلفورڈ نے ان کی جگہ لی۔ 2 اکتوبر 1970ء کو (جب ڈاکٹر میک آرتھر کے کانگریس کے سامنے حیاتیاتی ایجنٹ کی تیاری کے اعلان کو 15 ماہ گزر چکے تھے اور رابرٹ میک نمارا ورلڈ بینک کے سربراہ تھے۔) میک نمارا نے بین الاقوامی بینکاروں سے خطاب کے دوران کہا" یقینی طور پر تو کچھ نہیں کہا جا سکتا مگر دنیا کی آبادی 10 بلین تک پہنچنے سے صرف دو طریقے اختیار کر کے بچا جا سکتا ہے۔ پہلا یہ کہ شرح پیدائش بہت تیزی سے کم ترسطح پر لائی جائے اور دوسرا یہ کہ شرح اموات بہر طور بڑھا دی جائے۔ اور کوئی راستہ نہیں۔ اب تک کی گفتگو سے تین اہم نکات سامنے آئے۔ پہلے انہیں نوٹ کر لیجئے۔

❶ جب پہلی دفعہ کانگریس کے سامنے ڈاکٹر میک آرتھر نے مصنوعی حیاتیاتی ایجنٹ کا معاملہ اٹھایا، مک نمارا سیکریٹری آف ڈیفنس تھے یعنی فیصلہ کن شخصیت ❷ جب اس حیاتیاتی ایجنٹ کی تیاری کے حوالے سے 15 ماہ گزر چکے تھے میک نمارا ورلڈ بینک کے سربراہ تھے۔ ورلڈ بینک وہ واحد ادارہ ہے جو دنیا کے مالی معاملات یا مختصراً دنیا کی اکانومی کو کنٹرول کرتا ہے۔ ❸ میک نمارا نے دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی کو مستقبل کا سب سے بڑا خطرہ قرار دیا اور اس پر قابو پانے کے صرف دو طریقے بتائے۔ شرح پیدائش میں کمی یا شرح اموات میں اضافہ۔

Promise and Power رابرٹ میک نمارا کی معیاری سوانح عمری ہے۔ ڈی بورا شاپلے (Deborah Shapley) کی لکھی ہوئی یہ کتاب لٹل براؤن بوسٹن میں 1993ء کو شائع ہوئی۔ اس کتاب میں جا بجا دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی کے حوالے سے میک نمارا کا نقطہ

نظر بیان کیا گیا ہے۔ جہاں جہاں بڑھتی آبادی کا موضوع چھیڑا ہے وہیں میک نمارا نے دنیا کی آبادی کو کم کرنے کی انتہائی ضرورت بیان کی گئی ہے۔ کتاب کے کچھ اقتباسات ملاحظہ فرمایئے۔

1966ء میں میک نمارا نے خبردار کیا کہ دنیا کی آبادی جی این پی (Gross National Product) کے مقابلے میں تیزی سے بڑھتی جارہی ہے اور ورلڈ بینک کو اس حوالے سے غالب کردار ادا کرنا ہوگا۔ 1969 میں یونیورسٹی آف نوٹر ڈیم کے گورنروں سے خطاب کے دوران میک نمارا نے کہا آبادی کا بم ایٹمی بم سے زیادہ خطرناک ہے (صفحہ 480) اپنی بات میک نمارا نے کچھ اس طرح آگے بڑھائی وہ بچے جو مر رہے ہیں زندہ رہنے والے لاغر اور ذہنی طور پر کمزور بچوں کی نسبت خوش نصیب ہیں۔ میک نمارا کی بائیوگرافی شاپلے کا کہنا تھا ورلڈ بینک کی دنیا میں میک نمارا کے آبادی کے حوالے سے یہ خیالات بالکل نئے تھے۔ اعلیٰ ترین عہدیدار تک حیران تھے کہ نئے آنے والے اس سربراہ نے یہ خیالات کہاں سے اختیار کئے اور اچانک ایک دم سے آبادی کے بم کا راگ کیوں الاپا جارہا ہے وہ بھی اتنے تواتر سے اور دنیا کے ہر بڑے فورم سے خطاب کے دوران؟

1973ء میں میک نمارا نے ورلڈ بینک کو یہ شرح سونپا کہ وہ دنیا میں بڑھتی ہوئی آبادی، ناکافی خوارک اور غربت کا تعلق ثابت کرنے کے لئے اپنی توانائیاں صرف کرے۔ (صفحہ 510)۔ 1973ء کو نیروبی (کینیا) میں ورلڈ بینک کے سالانہ گورننگ باڈی اجلاس میں میک نمارا ایک تھیس (Quantitative Goals For Population) پیش کیا۔ اور پھر نیروبی اور میک نمارا کا آبادی کے کنٹرول کا پانچ سالہ منصوبہ تو جیسے ہم معنی ہوگئے۔ اتفاق دیکھئے نیروبی اور کینیا ایڈز وائرس کے لئے ابتدائی اہم مقامات بن گئے۔ کینیا اور یوگنڈا مشرقی افریقہ کے وہ ممالک ہیں جہاں ایڈز وبا کی شکل اختیار کرگیا۔ آج ان دونوں ممالک کی 50 فیصد سے زائد آبادی ایڈز وائرس سے متاثر ہے۔

● 1974ء میں ایک رپورٹ سامنے آئی ?Who Murdered Africa (افریقہ کو کس نے قتل کیا؟) ڈاکٹر ولیم کیمبل ڈوگلس (ایم ڈی) کی اس رپورٹ نے مغربی دنیا میں کھلبلی مچادی۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے اپنی اس رپورٹ میں لکھا HIV (ایڈز وائرس) بالآخر 1974ء میں بنالیا گیا (ڈوگلس نے Generically Engineered الفاظ استعمال کئے)۔ پہلے اس کی پیشن

گوئی کی گئی، پھر اسے بنانے کی درخواست اور آخر میں یہ بن گیا۔ ڈوگلس مزید بتاتا ہے ایڈز وائرس کا بننا کوئی حادثہ نہیں تھا جو عالمی ادارہ صحت کے کسی تجربے کے دوران ہاتھ سے نکل گیا۔ یہ انتہائی سوچ بچار کے بعد تیار کیا جانے والا قاتل وائرس تھا جسے افریقہ میں تجرباتی طور پر کامیابی سے استعمال کیا گیا۔ افریقہ میں ایڈز 1970 کے عشرے میں عالمی ادارہ صحت کی خسرہ بچاؤ مہم کے ٹیکوں کے بعد پھیلا۔ یہ حادثہ نہیں تھا۔ یہ سوچا سمجھا منصوبہ تھا۔

قارئین کے لئے ایلن کانٹ ول کی کتاب Aids and the Doctors of Death: An Inquiry into the origin of Aids Epedemic کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔ اس کینسر ریسرچ کے حوالے سے نیویارک سٹی، لاس اینجلس اور سان فرانسکو کی ہم جنس پرست آبادی میں ہیپاٹائٹس بی ویکسین کے ذریعے ایڈز پھیلانے کے منصوبے کو آشکارا کیا۔ افریقہ میں خسرہ ویکسین کے ذریعے ایڈز کی وبا کیسے پھیلائی گئی؟ دستاویزی ثبوتوں کے ساتھ موجود ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ ایلن کانٹ ول نے اس پورے منصوبے میں حکومت کے تعاون کو بھی ثابت کیا ہے۔ ڈاکٹر پیٹر ڈیوز برگ یونیورسٹی آف کیلی فورنیا، برکلے میں بائیوکیمسٹری اور مالیکیولر بیالوجی کے پروفیسر اور دنیا کے معروف اور قابل احترام ریٹروو ائرلوجسٹ ہیں ان کے ساتھی والٹر گل برٹ نوبل انعام حاصل کر چکے تھے۔ دونوں سائنس دانوں نے ایڈز کے حوالے سے اصل حقیقت منظر عام پر لائی تو ایک دم قابل نفرت ٹھہرے۔ انہیں دبایا گیا، اذیت ناک سلوک کیا گیا اور تحقیق کے لئے فراہم کیا جانے والا فنڈ روک دیا گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فالج ضرور پھیلے گا۔ یہاں تک کہ لوگ اسکو طاعون سمجھنے لگیں گے (اسکے تیزی سے پھیلنے کی وجہ سے)۔ (مصنف عبدالرزاق۔ ج:۳ص:۵۹۷)

1972 میں عالمی ادارہ صحت نے چیچک کے خلاف افریقہ میں ویکسی نیشن کی مہم چلائی اور لاکھوں لوگوں کو ایچ آئی وی ایڈز کے جراثیم منتقل کر دیے۔ یہ روتھ شیلڈ کے پروگرام کا حصہ تھا۔ پولیو مہم کے بارے میں اگر غور سے سوچا جائے کہ ایک ایسی چیز جو پاکستان میں نہ ہونے کے برابر ہے، دجالی اداروں کی جانب سے اس پر اربوں ڈالر خرچ کئے جا رہے ہیں۔ کیسی ہمدردی ہے کہ جو نہیں پلاتا اسکو پلانے کے لئے پولیس کا سہارا لیا جاتا ہے۔ نادرا سے ڈیٹا حاصل کر کے ایک ایک بچے کی معلومات اپنے پاس رکھی جاتی ہے۔

خدارا اپنے پھول سے بچوں کو ایڈز کے قطرے نہ پلوایئے۔آپ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن نبی کی امت کو ختم کردینا چاہتے ہیں۔فوجوں کے ذریعے، پانی بند کر کے، غذا چھین کر، کاروبار تباہ کر کے، فیکٹریوں میں تالے لگوا کر.....آپ جو بھی ہیں.....انکے لئے مسلمان ہیں...نبی کے امتی ہیں.....آپ انکے دشمن ہیں.....اگر آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا متی ہونے پر فخر ہے تو پھر آپ انکے دشمن ہیں....لہٰذا..اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو آپ بھی اپنا دشمن سمجھ لیجئے...اور افغانستان میں آئے ان تمام دشمنوں کو ختم کرنے میں اپنا حصہ ڈالیے۔انکے خلاف لڑنے والوں کے ساتھ کھڑے ہو جایئے۔انکے لئے دعائیں کیجئے۔خدا کے لئے....اپنے بچوں کو بچالیجئے۔

پانی پر......عالمی جنگ

پانی کے بارے میں راقم اپنی کتاب ''تیسری جنگِ عظیم اور دجال'' میں تفصیل سے لکھ چکا ہے۔پاکستان کے دریاؤں کو مزید خشک کرنے کے لئے بھارت دریائے جہلم و نیلم پر 62 چھوٹے بڑے ڈیم بنا رہا ہے۔جبکہ دریائے سندھ پر 13 ڈیم بن رہے ہیں۔عراق و شام کا پانی ترکی کے ذریعے رکوایا گیا ہے۔فلسطین اور اردن کا پانی اسرائیل نے بند کر دیا ہے۔مصر کے نیل کو خشک کرنے کی تیاریاں جاری ہیں۔عالمِ اسلام کے خلاف پانی کے محاذ پر یہ جنگ ورلڈ بینک لڑ رہا ہے۔اسی ادارے نے ترکی، اسرائیل اور بھارت کو ان دریاؤں پر ڈیم بنانے کے لئے پیسے فراہم کئے۔

دجال کے عالمی ادارے مستقبل میں کس طرح پانی کو اپنے قبضے میں لیں گے اسکی ایک جھلک اس رپورٹ میں دیکھتے چلیں۔

پانی کے بحران کی مثال بولیویا (Bolivia) میں

''اس (پانی کے) بحران پر توجہ دیتے ہوئے ورلڈ بینک نے پانی کی نجکاری کی پالیسی متعارف کرائی ہے جسکے تحت پانی کی پوری پوری قیمت وصول کی جائے گی۔اس پالیسی نے تیسری دنیا کے بہت سے ملکوں میں پریشانی پیدا کردی ہے۔انہیں خدشہ ہے کہ انکے شہری نجی ملکیت میں آنے والے پانی کی قیمت برداشت نہیں کر پائینگے۔دو سال پہلے ورلڈ بینک نے، جسکے حکام نے بولیویا (جنوبی امریکہ) حکومت کی کابینہ کے اجلاس میں شرکت کی، بولیویا کے تیسرے بڑے شہر کوچابامبا میں صاف پانی کی فراہمی کیلئے 25 ملین امریکی ڈالر قرضہ دینے سے انکار کر دیا۔شرط

رکھی گئی کہ جب تک حکومت پہلے پانی کے نظام کو نجی ملکیت میں نہیں دیتی اور اخراجات صارفین پر نہیں ڈالے جاتے، یہ قرضہ نہیں دیا جاسکتا۔ اس ضمن میں ہونے والی نیلامی میں صرف ایک بولی دہندہ کو زیرِ غور لایا گیا اور پانی کی فراہمی کا انتظام ایک ایسی ذیلی تنظیم کو دیا گیا جسکی سربراہی ایک بیکٹل، بڑی انجینئرنگ کمپنی کے پاس تھی۔ یہ کمپنی چین میں تین ڈیموں کی تعمیر کے سلسلے میں خاصی بدنامی رکھتی ہے۔ ان ڈیموں کی وجہ سے 1.3 ملین لوگوں کو دوبارہ نقل مکانی پر مجبور ہونا پڑا۔

جنوری 1999 میں اس کمپنی نے ابھی کام شروع بھی نہیں کیا تھا کہ پانی کی قیمتیں دوگنا کر دیں۔ بولیویا کے زیادہ تر شہریوں کے لئے اب پانی غذا سے زیادہ مہنگا ہوگیا۔ بالخصوص جو کم آمدنی رکھتے تھے یا بیروزگار تھے انکے لئے مسئلہ ناقابلِ برداشت ہوگیا۔ پانی کے بل انکے گھر کے ماہانہ بجٹ کی آدھی رقم اپنے ساتھ بہالے جاتے۔ زخموں پر نمک چھڑکتے ہوئے ورلڈ بینک نے پانی کی نجی ملکیت رکھنے والے مراعات یافتہ ادارے کو پانی کے نرخ مقرر کرنے اور انھیں امریکی ڈالروں میں وصول کرنے کی اجارہ داری دیدی ساتھ ہی یہ اعلان کردیا کہ اسکا کوئی قرضہ پانی کے غریب صارفین کو سبسڈی دینے کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔ کسی بھی ذریعے سے حاصل ہونے والے پانی کے، چاہے وہ کمیونٹی کنوئیں سے ہی کیوں نہ نکالا جائے، کے حصول پر پابندی لگادی گئی۔ یہاں تک کہ کسانوں اور چھوٹے زمینداروں کو اپنی زمینوں میں بارش کا پانی اکٹھا کرنے کے لئے اجازت نامہ قیمتاً خریدنا پڑتا تھا۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے پانی کے ذخائر کی حفاظت کریں۔ منرل واٹر کا استعمال ترک کریں۔ کیونکہ انکے بارے میں آپ جان چکے ہیں کہ کس طرح پانی کے اندر ایڈز وغیرہ کے وائرس ملا رہے ہیں۔

کسانوں کا دشمن.....دجال

دجال کی کوشش یہ ہے کہ اسکے آنے سے پہلے تمام دنیا کھانے پینے میں اسکی محتاج ہوجائے۔ اسکے لئے طویل المیعاد اور کم وقتی دونوں قسم کے منصوبوں پر عمل جاری ہے۔ طویل المیعاد منصوبوں میں نیسلے جیسی یہودی کمپنیاں دن رات محنت کررہی ہیں۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک نے زراعت کے میدان میں حکومتوں کو ایسی پالیسی کا پابند بنایا ہے جس سے کسانوں کی حوصلہ شکنی ہو۔ غذائی اجناس کم سے کم اگائی جاسکیں۔ زراعت کو تباہ کرنے کے لئے کئی منصوبے حکومتوں کی

ہی زیر نگرانی جاری ہیں۔

❶ زرخیز زرعی زمینوں پر بڑی بڑی ہاؤسنگ اسکیمیں شروع کی گئی ہیں، جو اپنے منطقی انجام (ناکامی) کو پہنچ کر رہیں گی، چنانچہ اپنی کاشت کی زمینیں کبھی بھی کسی ایسے منصوبے کیلئے فروخت نہ کریں۔

❷ کھاد کی قیمت میں اضافہ، بروقت بیج نہ ملنا، فصلوں کی مناسب قیمت نہ مل پانا، یہ تمام باتیں کاشت کاروں کی حوصلہ شکنی اور روز بروز انکی کمزوری کا سبب بن رہی ہیں۔ اسکا حل اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ آپ ان تمام پابندیوں سے خود کو آزاد کریں جو دجال کے اداروں نے آپ کے اوپر لگائی ہیں۔ کھاد، بیج اور ادویات میں آپ کو خود کفیل ہونا چاہئے۔

❸ جراثیم کش ادویات کے ذریعے زراعت کو ایسے جراثیمی حملوں سے تباہ کیا جاتا ہے کہ کسان اسکو قدرتی بیماری سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ جراثیمی ہتھیار عالمی ادارہ صحت کی تجربہ گاہوں میں تیار کئے گئے ہیں۔

❹ بھارت کی جانب سے دریاؤں کا پانی رکوایا گیا ہے۔ آپ حیران ہونگے کہ ہم نے لفظ ''رکوایا'' کیوں استعمال کیا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے کہنے پر بھارت کے اس منصوبے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی گئی حالانکہ یہ تو اتنا اہم مسئلہ تھا کہ اسکے لئے بھارت سے جنگ بھی کرنی پڑتی تو اس سے بھی گریز نہیں کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ پانی کے بغیر زندگی کا تصور ہی کتنا تکلیف دہ ہے۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا بلکہ صرف رسمی بیان بازی کی گئی اور بھارت کو تمام دریاؤں کا پانی بند کرنے کا وقت دیدیا گیا۔

لہٰذا اگر کسان حضرات اپنی زمینوں اور زراعت کو بچانا چاہتے ہیں تو انھیں اپنے دوست و دشمن کی تمیز کرنی پڑے گی۔ آپکا دشمن کون ہے اور کیا چاہتا ہے۔ اسکے مقاصد کیا ہیں۔

کسانوں کو چاہئے کہ وہ ٹی وی وغیرہ پر بتائی جانے والی پودوں کی بیماریوں اور انکے لئے ادویات کے بارے میں تحقیق کرلیا کریں۔ زراعت کے بارے میں خوبصورت نعروں اور پروگراموں سے ہوشیار رہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ زراعت کے مصنوعی طریقوں سے دور رہیں۔ ورنہ آپکی زمینیں جلد بنجر ہوجانے کا خطرہ ہے۔ دیسی کھاد کا استعمال شروع کریں اور غذائی اجناس زیادہ سے زیادہ زمین پر کاشت کریں۔ اللہ پر توکل کریں تو اللہ تعالیٰ تھوڑے میں ہی اتنی برکت پیدا فرمادیں گے کہ آپ خود دیکھیں گے۔ آپکی زمین، زراعت اور آپکے بچوں کی روزی کا دشمن افغانستان آیا ہوا

ہے۔امریکہ کے خلاف لڑنے والے آپکی اور آپکی آنے والی نسل کی جنگ لڑ رہے ہیں۔اس دجالی نظام سے نجات کا ایک ہی راستہ ہے کہ دجال کے اس ہراول دستے کو اس حال میں پہنچا دیا جائے کہ آپکی زمینوں کے فیصلے واشنگٹن میں نہ کیے جائیں۔اس دجالی قوت کو شکست دیئے بغیر آپ کچھ بھی نہیں کرسکتے۔جتنے چاہے مظاہرے کریں، پرانے حکمرانوں کو بھگا کر نئے لے آئیں، خودکشیاں کرتے رہیں اس سب سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

مسلمان تاجروں کا دشمن.....کانا دجال

تاجر حضرات کا اپنے بارے میں یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ بہت سمجھ دار اور کاروبار کے اتار چڑھاؤ کی نبض کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔لیکن ہمیں اس بات پر بڑی حیرت ہوتی ہے کہ تاجروں کے سامنے انکے کاروبار کو لوٹنے کے منصوبے بنتے رہے لیکن وہ یہ سب خاموشی سے دیکھتے رہے۔جب پانی سر سے اتنا اوپر چلا گیا کہ سانسیں بند ہونے لگیں تب جا کر ایک دو شہروں کے تاجر بیدار ہوئے۔

ڈبلیوٹی او کیا ہے۔اب تاجروں سے اچھا اسکے بارے میں کون جان سکتا ہے۔دجال کا یہ تجارتی ادارہ صرف چند سال میں مسلمانوں کی تجارت وصنعت کو ہڑپ کر گیا ہے۔فیصل آباد، گجرانوالہ، سیالکوٹ، سائٹ ایریا، کورنگی انڈسٹریل ایریا کراچی میں گھوم پھر کر دیکھئے کتنے مل، کارخانے اور بڑی بڑی فیکٹریوں کو اس ادارے نے بندوق کے زور پر تالے لگا دیئے۔ایسا کیوں ہوا؟ صرف اور صرف مسلمان ہونا انکا جرم تھا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ایک فرد ہونے کی سزا۔کیونکہ دجال نہیں چاہتا کہ اسکے دشمنوں کے پاس کسی طرح کے وسائل باقی رہیں۔

کاروباری حلقوں کو اس خطرے کا احساس تو 1992ء میں ہی کرلینا چاہئے تھا جب ''گیٹ''(G.ATT) معاہدے کے تحت دجالی قوتوں نے دنیا کی تجارت کو قبضے میں کرنے کا عملاً آغاز کیا تھا۔ دجالی قوتوں کے خلاف بیداری کا دوسرا وقت وہ تھا جب آپ کو ڈبلیوٹی او کی زنجیروں میں جکڑا جا رہا تھا۔اس سے بھی بڑی غلطی تاجر برادری سے یہ ہوئی کہ اسلام و پاکستان کے غدار، پرویز مشرف نے جب بھارت سے تجارتی لین (دین نہیں صرف لین) شروع کیا اور ڈھیرے ڈھیرے بازار میں بھارتی مصنوعات چھانے لگیں۔

آپ خود اس نظام کا گہرائی سے مطالعہ کیجئے کہ آپ ان حالات سے کس طرح نبرد آزما ہو

سکتے ہیں۔آپ کی سوئی اپنی حکومت پر جا کر اٹک جائے گی۔لیکن شاید آپکو حکمرانوں کی مجبوریوں کا علم نہیں یا پھر عالمی ادارہ تجارت کے اصل اہداف آپ سے پوشیدہ ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ عالمی ادارہ تجارت نہ تو کسی دلیل کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے اور نہ ہی اخلاق یعنی انسانی فلاح کے لئے بلکہ یہ سراسر بدمعاشی ہے۔اسکا خالص مقصد تمام یہود وہنود کے علاوہ تمام اقوامِ عالم کو اپنے رزق کا محتاج بنانا ہے، انکے ہاں جسکی لاٹھی اسکی بھینس (Might is Right) والی بات ہے۔

لہٰذا اس لاٹھی کو توڑے بغیر آپ اپنا کاروبار نہیں بچا سکتے۔اس لاٹھی کو توڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ اسکو کھینچ کر آپکے پڑوس میں لے آئے ہیں اور الحمدللہ آپ کے بھائی اسکو ہر روز کمزور کرتے چلے جا رہے ہیں۔اگر آپ بھی انکے ساتھ شامل ہو جائیں تو اس عمل کو تیز کر سکتے ہیں۔ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔آپ یوں بھی اس اسٹیج پر پہنچ چکے ہیں کہ خودکشیوں کے اعلانات کئے جا رہے ہیں۔ہمیں آپکے جذبات، پریشانیوں اور کم مائیگی کا احساس ہے اور جتنی تکلیف آپ کو ہوتی ہے اتنی ہی ہمیں بھی ہوتی کہ آپکے کاروبار بند ہونے سے ہزاروں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے گھروں کا چولہا بند ہو جاتا ہے۔آپ مجاہدین کو جتنا بھی غلط سمجھیں یا دجالی میڈیا کے ذریعے انکو جتنی بھی بدنامی ملی، لیکن یہ حقیقت ہے کہ امت کے کسی بھی فرد کی پریشانی انکے لئے ایسے ہی ہوتی ہے جیسے انکے اپنے گھر کی پریشانی۔

آپ کاروباری لوگ ہیں نفع ونقصان پہلی نظر میں ہی بھانپ لیتے ہیں۔افغانستان میں امریکہ کے خلاف لڑنے والے مجاہدین کا ساتھ دینے میں آپ کا کوئی نقصان نہیں ہے بلکہ طویل المیعاد (Log Term) فائدہ ہے۔ویسے بھی آپ طویل المیعاد منصوبوں کے فائدے اچھی طرح جانتے ہیں۔

ہمارا مطلب آپکے پیسے سے نہیں کہ آپ انکو فنڈ دیں بلکہ پاکستان میں مجاہدین کو اخلاقی حمایت درکار ہے۔کیونکہ پرویزی دور میں یہاں امریکی اور بھارتی لابی بہت مضبوط ہوئی ہے اور اسلام و پاکستان سے محبت کرنے والی لابی بہت کمزور ہو گئی ہے۔لہٰذا آپ بھی اگر اہلِ حق کی صفوں میں صرف تعداد بڑھانے کے لئے ہی کھڑے ہو جائیں گے، کسی مجلس میں اس موضوع پر لوگوں کو قائل کرینگے، امریکہ و بھارت کی حقیقت لوگوں کو دکھائیں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے

کہ قیامت کے دن آپ کو انہی لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا جن سے آپ کو محبت ہوگی۔

مریضِ عشق پے رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

مشترکہ کرنسی

عالمی اداروں نے جو مستقبل کی منصوبہ بندی کی ہے اس میں مختلف ممالک کے مابین مشترکہ کرنسی کا اجراء بھی شامل ہے۔اور دجال کے آنے تک صرف ایک کرنسی باقی رکھی جائے گی۔یوروپین یونین کا قیام اور یورو کا اجراء، خلیجی ممالک کا مشترکہ کرنسی جاری کرنے پر اتفاق اسی دجالی منصوبے کا حصہ ہے۔جنوبی ایشیا کے بارے میں بھی کانے دجال کی دیرینہ خواہش ہے کہ یہاں کے چھوٹے ممالک کو ہضم کرکے برہمن کے فیڈریشن میں ضم کردے۔پاکستان کے ''اسلام پسند'' بھی ہیں کہ کوئی امید برآور ہی نہیں ہونے دیتے۔لگتا ہے قسم کھائے بیٹھیں ہیں۔

یا بزمِ جہاں مہکائیں گے یا خوں میں نہا کر دم لینگے

پاکستان اور افغانستان کی اسلامی قوتیں دجال و ابلیس کا تمام کھیل چوپٹ کئے دیتی ہیں۔بڑی محنت سے کچھ امید برآتی ہے لیکن پھر کچھ ''دیوانے'' نہ جانے سے کہاں سے نکلتے ہیں اور لمحوں میں سارا کچھ ملیامیٹ کرکے چلے جاتے ہیں۔کرنسی کی بات چلی ہے تو یہ جانتے چلئے کہ اس پیپر کرنسی پر اعتماد نہ کیجئے یہ صرف رنگ برنگی کاغذ کے ٹکڑے ہیں۔اسکے بدلے اپنے پاس سونا یا چاندی رکھئے۔اور کوشش کیجئے کہ بینکوں سے بھی آپ دور ہو جائیں۔

مواصلاتی نظام

دجال اپنے نکلنے سے پہلے دنیا بھر کے مواصلاتی نظام کو اپنے کنٹرول میں کرنا چاہتا ہے۔دنیا کو عالمی گاؤں (Global Village) بنانے کی کوشش دراصل دجال کے منصوبوں کا حصہ ہے۔اس طرح وہ پوری دنیا کو اپنی خدائی کے ماتحت لانا چاہتا ہے۔موبائل، انٹرنیٹ، ٹریکنگ نظام، جی پی ایس، سیٹیلائٹ فون، الیکٹرانک چپ لگے کریڈٹ کارڈ، ریڈیو فریکیونسی (R.F) لگے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ، چپ لگی کاریں، سڑکوں کے نظام کو جدید بنانا تاکہ ہر جگہ آمدورفت آسان ہو اور ہر گاڑی اسکی نظر میں رہے۔یہ تمام منصوبے ایک ہی سلسلے کی کڑی ہیں۔آئی ایم ایف

اور ورلڈ بینک سے ملنے والا سودی قرضہ اکثر انہی ترقیاتی کاموں پر صرف کیا جارہا ہے۔

کمپیوٹر اور انٹرنیٹ

کمپیوٹر سے متعلق ہر کام نا قابلِ اعتبار ہے۔ لہٰذا اسکے پیٹ میں جو کچھ بھی آپ نے بھر رکھا ہے کم از کم اس ریکارڈ کا پرنٹ آؤٹ نکال کر اپنے پاس رکھئے۔ کمپیوٹر کے ماہرین سے درخواست ہے کہ کہ لفظ Windows کی حقیقت جاننے کی کوشش کریں۔ یہ کس کی ونڈو ہے۔ اندر کیا ہے اور کہاں کھلتی ہے؟ اس میں جھانک کر آپ دنیا دیکھ رہے ہیں یا "کوئی اور" اسکے ذریعے ساری دنیا کو دیکھ رہا ہے۔ آن لائن بینکنگ، آن لائن اکاؤنٹ سے پرہیز کیجئے۔

خواتین کے لئے دجال کا جال

معاشرے کی بنیاد گھروں پر استوار ہوتی ہے اور گھروں کا نظام خواتین کے دم سے قائم ہے۔ اگر گھر کا نظام درہم برہم ہو جائے تو معاشرہ بہت تیزی کے ساتھ تنزلی وانحطاط کی طرف جاتا ہے۔ جبکہ گھروں کا نظام مستحکم و مضبوط ہو تو معاشرہ صحت مند و توانا رہتا ہے اور تعمیر و ترقی کی منازل کامیابی سے طے کرتا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس معرکۂ خیر وشر میں جہاں مسلمان مردوں پر ذمہ داریاں عائد کیں وہیں بہت بڑی ذمہ داری مسلمان خواتین پر بھی ڈالی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " کلکم راعی و کلکم مسؤل عن رعیته " تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اسکی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

یہ بخاری شریف کی حدیث ہے اسی حدیث میں ہے "والرجل راعی فی اهله و مسؤل عن رعیته و المرأة راعیة فی بیت زوجها و مسؤلة عن رعیتها" اور مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور اس سے اسکی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر میں ذمہ ار ہے اور اس سے اسکی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رائی کا لفظ استعمال فرمایا۔ جسکے معنیٰ چرواہے کے ہیں ۔ بکریوں کو چرانے میں چرواہے کو انتہائی توجہ، احتیاط اور محنت و مشقت سے کام لینا پڑتا ہے۔ بکریاں چرواہے کو تنگ بھی کرتی ہیں اور تھکاتی بھی بہت ہیں لیکن اگر اسکی وجہ سے وہ غصے میں آکر بکریوں پر سختی شروع کردے تو اس میں بھی اسی کا نقصان ہے۔

اسی طرح ہر مسلمان مرد عورت کو اپنی ذمہ داری انتہائی توجہ، احتیاط اور محنت سے ادا کرنی پڑیگی۔ اگر مرد اپنی ذمہ داری میں ذرا بھی سستی، کوتاہی یا عدم توجہ برتے گا تو اسکو نقصان اٹھانا پڑے گا اور قیامت کے دن اس سے اس بارے میں پوچھا جائے گا۔

دجال نے مسلمان خواتین کے لئے خطرناک جال تیار کیا ہے اور اس جال میں اپنے شکار کو پھنسانے کے لئے خوبصورت نعروں سے اسکو ڈھانپ دیا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اگر یہ اسکے جال میں پھنس گئیں تو پھر انکے مردوں کو شکست دینا اسکے لئے مشکل نہیں ہوگا۔ کیونکہ مسلمان خواتین نے ہر دور میں اسلام کی حفاظت کے لئے بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اسلامی تعمیر وترقی میں جہاں مردوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا وہیں مسلمان خواتین بھی کسی سے پیچھے نہیں رہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ مردوں نے کوئی میدان مارا ہو اور خواتین اسلام کا اس میں کوئی حصہ نہ رہا ہو۔ بلکہ بعض مرتبہ ایسا ضرور ہوا ہے کہ مردوں کے لشکر شکست پہ شکست کھاتے چلے گئے اور دشمن نے انھیں ہر مورچے اور ہر میدان میں شکست سے دوچار کیا۔ مسلم ممالک پر کافر یکے بعد دیگرے قبضہ کرتے چلے گئے، حتیٰ کہ نہ مساجد باقی رہیں اور نہ مدارس۔ کافروں نے سب کچھ تباہ کر کے رکھ دیا۔ مدرسے مٹا دئے گئے، علماء کو ان میں زندہ دفن کر دیا گیا، مسجدوں کو شراب خانوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ اسلامی نام رکھنے پر پابندی لگادی گئی، ہر مسلمان کو جبراً مرتد بنا دیا گیا۔ مردوں کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ لیکن ایسے نازک اور مشکل وقت میں بھی مسلمانوں کی عورتوں نے ہمت نہیں ہاری اور اپنے مورچوں میں ڈٹ کر اپنی ان ذمہ داریوں کو پورا کرتی رہیں جو اللہ تعالیٰ نے انکے ذمہ لگائی تھیں۔ انھوں نے گھروں میں رہ کر مٹتے ہوئے اسلام کو اپنے بچوں کے سینوں میں باقی رکھا اور انھیں یہ بتایا کہ وہ مسلمان ہیں۔

دجالی قوتوں نے مسلمان عورتوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ اگر گھروں سے باہر نہ نکلیں تو معاشرے میں ترقی نہیں ہوسکتی۔ ہوس کے پجاری مردوں نے ہر دور میں عورت ذات کا استحصال (Exploitation) کیا ہے۔ جیسے جیسے خواتین انکے نعروں، منصوبوں اور سازشوں پر عمل پیرا ہونگی اتنی ہی تکالیف و پریشانیاں انکو اٹھانی پڑینگی۔ اس بارے میں قرآن وحدیث میں تو اتنا کچھ ہے کہ عقل والوں کو کسی اور چیز کی ضرورت ہی نہیں۔ لیکن چونکہ ماڈرن (دجالی) تہذیب کا جادو اپنا اثر دکھا رہا ہے سوان ماؤں بہنوں کے لئے

جو مغربی فلسفیوں اور دانشوروں کی باتوں کو بہت اہمیت دیتی ہیں، مشہور فلسفی اور ادیب خلیل جبران کے یہ الفاظ پیش خدمت ہیں:

Modern Woman,

Modern Civilization has made woman a little wiser,but it has increased her suffering because of man's covetousness .The woman of yesterday was a happy wife ,but the woman of today is a miserable mistress.In the past she walked blindly in the light, but now she walks open-eyed in the dark.She was beautiful in her ignorance ,virtuous in her simplicity,and strong in her weakness.Today she has become ugly in her ingenuity,superficial and heartless in her knowledge. (A Third Treasury Of Khalil Gibran .P:144)

ترجمہ: ماڈرن عورت

ماڈرن تہذیب نے عورت ذات کو کچھ چالاک تو بنادیا ہے لیکن مرد کی ہوس کی وجہ سے اس تہذیب نے عورت کی الجھنوں میں اضافہ کیا ہے۔ ماضی کی عورت ایک خوشحال بیوی تھی۔ لیکن آج کی (ماڈرن) عورت تکلیفوں میں گھری "ناجائز جنسی پارٹنر" ہے۔ ماضی میں عورت آنکھیں بند کرکے اُجالوں میں چلی، جبکہ آج عورت آنکھیں تو کھول کر چلتی ہے لیکن تاریکیوں میں۔ کل کی عورت بے خبری میں (بھی) حسین، اپنی سادگی کے باوجود پاکدامن، اور اپنی کمزوری میں بھی مضبوط (کردار والی) تھی۔ آج کی عورت ذہانت رکھتے ہوئے بھی بھدی ہوچکی ہے، باخبر ہوتے ہوئے بھی سطحی اور بے رحم بن گئی ہے۔

نوٹ: مسٹریس کا یہ ترجمہ انسائیکلوپیڈیا آف انکارٹا ڈکشنری سے کیا گیا ہے۔ جو اس طرح ہے:

Extramarital lover of man a woman with whom a man has a usually long-term extramarital sexual relationship, often one in which he provides financial support (Microsoft® Encarta® 2009.)

میری ماؤں اور بہنو! آپ کے اور آپکے بچوں کی تباہی کے دجال نے جو منصوبے بنائے ہیں

ذرا ایک نظر ان کو بھی دیکھتی چلیے۔

ستمبر ۱۹۹۰ء میں بچوں کے حقوق سے متعلق نیو یارک میں ایک چوٹی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں ستر ملکوں کے سربراہانِ مملکت نے شرکت کی۔ اکسٹھ ممالک کے نمائندوں نے بچوں کے حقوق سے متعلق تجاویز پر دستخط بھی کئے۔

اس دستاویز کی دفعہ ۵۴ کا تعلق بچوں کو گود لینے، انکی تعلیم و تربیت، بچوں کے ساتھ والدین کے سلوک، ماں کی صحت، بچوں کی آزادی اور دین واخلاق میں انکے حقوق سے ہے۔ اس دفعہ کے فقرہ نمبر ایک میں والدین کو اس بات سے روکا گیا ہے کہ وہ بچوں کو کسی خاص دین کی تعلیم و تلقین نہ کریں۔ صراحت کے ساتھ اس فقرے میں کہا گیا ہے کہ والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو دین واخلاق اور ضمیر کے معاملہ میں پوری آزادی دیں۔ اور انکو سوچنے کی مکمل آزادی ہو۔ وہ جو مذہب چاہیں اختیار کریں۔

فقرہ نمبر ۳۱ میں کہا گیا ہے کہ بچوں کو ہر طرح کی کتابیں، رسالے اور اخبارات پڑھنے کی آزادی ملنی چاہئے۔ اگر وہ عریاں اور فحش رسالے اور جنسی معاملات سے متعلق مضامین اور تصاویر خریدنا یا رکھنا چاہیں، اگر وہ شیطان کی پرستش کرنا چاہیں تو یہ انکے بنیادی حقوق ہیں۔ انکے والدین کو مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔ اگر یہ کام وہ زبانی یا تحریری کرنا چاہیں، فحش رسالے یا تحریر چھاپنا چاہیں، ٹی وی انٹرنیٹ کے ذرائع سے وہ انھیں دوسروں تک پہنچانا چاہیں، انھیں ان کاموں کی آزادی ملنی چاہئے۔

فقرہ نمبر ۲۸ میں کہا گیا ہے کہ آزادانہ محفوظ جنسی تعلقات، ان سے متعلق معلومات، وسائل، جنسی تعلیم و تربیت کی سہولتیں ایک ترقی یافتہ معاشرے کو مہیا کرنی چاہئیں۔ ناپسندیدہ حمل کو لڑکیاں ضائع کرنا چاہیں یا باقی رکھنا چاہیں تو انھیں اسکی بھی سہولت ملنی چاہئے۔ ایسے بچوں (ناجائز) اور بن بیاہی ماؤں کو معاشرے میں وہی مقام اور حقوق ملنے چاہئیں جو دوسروں کو ملا کرتے ہیں۔ والدین اگر بچوں کے ساتھ ناروا سلوک کریں تو بچوں کی شکایت پر پولیس والدین کو گرفتار کرسکتی ہے۔ بدسلوکی میں مار پیٹ کے علاوہ خاص دینی واخلاقی تعلیم کے لئے بچوں کو مجبور کرنا بھی شامل ہے۔

کیا کوئی مسلمان ماں یہ تصور کرسکتی ہے کہ وہ بیماری کی حالت میں چارپائی پر پڑی ہو، اسے ایک گلاس پانی کی ضرورت پیش آئے.... لیکن اس ''ماں'' کو ایک گلاس پانی دینے والا بھی کوئی نہ

ہو۔ یہ بات نہیں کہ گھر میں کوئی نہیں یا اسکی اولاد نہیں.... گھر میں سب ہیں اسکے جوان بیٹے..... اسکی بیٹیاں..... سب موجود ہیں... لیکن آزادانہ زندگی گذارنے والے..... ہم آزاد ہیں جو چاہے کریں کے نعرے لگانے والے..... ہر ایک کو اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزارنے کا حق ہے جیسے نظریے کے علمبردار.... اپنے اپنے کمروں میں.. اپنی ذاتی مصروفیات میں مست..... جام سے جام ٹکراتے شخصی زندگی جینے میں مدہوش ہیں..... اور ماں ہے کہ ایک گلاس پانی دینے کی کسی کو فرصت نہیں...... ماں.... بیماری کی حالت میں کس کو پکارے.... کوئی نہیں۔

لیکن اس ماں کو کسی سے گلہ شکوہ کرنے کا کیا حق ہے؟ سب سے پہلے اسے اپنے آپ سے سوال کرنا چاہئے کہ اس نے اپنے بچوں کی تربیت پر کتنا وقت خرچ کیا؟ کیا بچے اسکے سکھائے ہوئے اصول، اخلاق اور اچھی عادات اپنا کر بڑے ہوئے یا سارا بچپن ٹیلی ویژن کی اسکرین اور کمپیوٹر پر گیم کھیلتے گذر گیا؟ اسکو اپنے آپ سے یہ ضرور پوچھنا چاہئے کہ اسکی اولاد کی تربیت میں اسکا ہاتھ زیادہ ہے یا ان اجنبی عورتوں کا جو ٹی وی کی اسکرین پر آ کر انکے بچوں کو حیوانیت کا درس دیتی رہیں اور انکو جاہلی تہذیب کی طرف لیجاتی رہیں؟ پھر اس ماں کو اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے کہ جس وقت معصوم بچے کا معصوم ذہن ٹی وی پر دکھائی جانے والی گندگی اور غلاظت میں لت پت ہو رہا تھا اس وقت یہ ماں کہاں تھی؟

ایسی ماں جس نے اپنی ذمہ داری کا احساس ہی نہ کیا بلکہ اپنے بچوں کو ٹی وی پر آنے والی پیشہ ور عورتوں کی تربیت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا، جنکی تمام تربیت کا خلاصہ یہ تھا کہ زندگی صرف اپنی خواہشات کو پورا کرنے کا نام ہے، اپنے خوابوں میں رنگ بھرنے، اس زندگی کو رنگین بنانے اور جو دل چاہے بغیر کسی کی روک ٹوک کے اس کو کر گذرنے کا نام ہی زندگی ہے۔ رشتے ناتے، پیار محبت، ماں باپ، بھائی بہن یہ سب وقت کا ضیاع ہے۔ جس میں پرانے لوگوں نے خود کو پھنسائے رکھا۔ یہ نیا دور ہے.... آزادی کا دور..... روشن خیالی کا دور.... خواہشات کو پروان چڑھانے کا دور......

یقیناً ایسے خیال ہی سے مشرق کی مائیں کانپ اٹھیں گی۔ لیکن تمام دنیا کے کافر ہمارے گھروں میں ایسا ماحول پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے گھروں کے بارے میں بھی انکی یہی خواہش ہے کہ جیسے انکے گھروں میں آگ لگی ہے ویسے ہی ہمارے گھروں میں بھی وہ آگ لگا دیں۔ اس

وقت شیطانی قوتوں کی کوششوں، دن رات کی محنتوں اور نت نئے منصوبوں کا اگر جائزہ لیا جائے تو ایک بات سمجھ میں آتی ہے کہ مسلمانوں کے خلاف انکا زیادہ زور دو محاذوں پر ہے۔ ایک محاذ وہ جسکو تمام عالمِ اسلام میں مجاہدین سنبھالے ہوئے ہیں۔ اور دوسرا محاذ وہ ہے جس میں مسلم خواتین مورچہ زن ہیں۔

یہ مورچہ اور یہ محاذ مسلمانوں کے گھر ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ کافر اس بار اپنے تمام لاؤ لشکر مسلم خواتین کے خلاف میدان میں لے آئے ہیں۔ سب سے پہلے انکی کوشش یہ ہے کہ مسلمانوں کے معاشرتی نظام کو تباہ و برباد کر دیا جائے، جیسا کہ امریکہ و یورپ میں ہو چکا ہے۔

یورپ و امریکہ میں گھر نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ ماں کیا ہوتی ہے، بہن کے کیا معنیٰ ہیں، بیٹے کی محبت اور اس محبت کی لذت دل کو کس طرح ٹھنڈا کرتی ہے؟ یہ سب باتیں ان کے لئے اجنبی ہو چکیں۔ محبتیں، رشتے پڑوسیوں کے حقوق سب ناپید ہو چلے۔ پورا معاشرہ نفسا نفسی کے عالم میں زندگی گذار رہا ہے۔

اولاد ماں کی ممتا کو ترستے ترستے بڑی ہو رہی ہے، کیونکہ ماں کے پاس بچوں کو پیار دینے کے لئے وقت ہی نہیں یا پھر اسکی حیوانی خواہشات ماں کی ممتا پر غالب آ چکی ہیں۔ اسی طرح مائیں بچوں کا پیار پانے کی تمنا و آرزو لئے یا تو نشے کے سہارے زندگی گذار رہی ہیں یا پھر اولڈ ہوم (بوڑھوں کے لئے بنائے گئے ہوسٹل جہاں ماں باپ کو بوڑھا ہونے پر انکی اولاد باقی زندگی گذارنے کے لئے گھر سے نکال کر چھوڑ دیتی ہے) میں اپنی زندگی کی گاڑی کو اس طرح کھینچ رہی ہیں جس کے تصور سے ہی دل میں ہول سا اٹھنے لگتا ہے۔

امریکی حکومت کے سابق مشیر برائے قومی سلامتی مسٹر برجینکسی اپنی کتاب Out Of Central میں لکھتے ہیں ''وہ معاشرہ جس میں ہر چیز کرنے کی اجازت ہوتی ہے اور ہر چیز کو حاصل کیا جا سکتا ہے، وہ ایسا معاشرہ ہے جس کا اخلاقی معیار سب سے زیادہ پست ہوتا ہے۔ ایسے معاشرے میں انسان اپنی تمام تر خواہشات کی تکمیل پر اپنی جدوجہد کو مرکوز کر دیتا ہے اور وہ ہر قیمت پر اسکو پوری کرتا ہے۔''

مشہور مفکر ڈاکٹر الیکسس کیرل اپنی عالمی شہرت یافتہ کتاب ''Man The Unknown'' میں لکھتا ہے:

"ہم مغربی لوگ اخلاقی طور پر انتہائی پست سطح پر گر چکے ہیں۔ ہم گھٹیا اور بدقسمت لوگ ہیں"۔

یورپ وامریکہ کا نام نہاد مہذب معاشرہ جس نے انسانی تہذیب کو کب کا خیر باد کہہ دیا اب ایک حیوانی معاشرہ بن چکا ہے۔ ابلیس کی جاہلی تہذیب نے انکو انسانیت کے مقام سے گرا کر پستیوں کی کھائیوں میں دھکیلا ہے اور پھر حیرت یہ ہے کہ وہ اس تہذیب کو جدید تہذیب کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ کوئی جدید تہذیب نہیں بلکہ اس تہذیب کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ ابلیس کی ابلیسیت اور شیطانیت کی تاریخ پرانی ہے۔ موجودہ مغربی تہذیب ہزاروں سال پرانی، متعفن اور سڑی ہوئی، ابلیس کے بطن سے جنم لینے والی تہذیب ہے جسکا انسانی تہذیب سے کوئی تعلق نہیں۔

آپ تاریخ انسانیت اٹھایئے..... قوم لوط کی تاریخ پڑھیئے... یہی جاہلی تہذیب تھی جس نے مردوں کو عورتوں سے غافل کیا اور مردوں سے خواہش پوری کرنے کو فیشن قرار دیا... عورتوں کو مردوں کی ضرورت سے بے نیاز کر کے اس گندگی میں ڈبو دیا جس میں یورپ وامریکہ کی عورتیں آج سر سے پیر تک لت پت ہیں..... اور مسلم ممالک میں جس گندگی کو پھیلانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ قومِ لوط اسکا تجربہ ہزاروں سال پہلے کرچکی اور بحرِ مردار یعنی انکی بستی کی جگہ آج بھی اللہ کے قانون سے بغاوت کرنے والوں کو سنبھل جانے کا درس دے رہی ہیکہ اسکا انجام بہت برا ہوتا ہے۔

موجودہ مغربی تہذیب وہی جاہلی تہذیب ہے۔ جس نے کبھی یونانی تہذیب کے نام سے ابلیس کے بطن سے جنم لیا تو عبادات اور مذہب کے نام پر عورت ذات کو برہنہ کرڈالا..... کبھی رومی تہذیب کا لباس اوڑھ کر روم کے اسٹیڈیم میں حوا کی بیٹیوں کو برہنہ نچا کر فخر کا تاج سر پر رکھ لیا تو کبھی تہذیب فارس کی شکل میں آکر بہن کو بھائی کے لئے حلال کر بیٹھی۔ کبھی اس جاہلی تہذیب کے رکھوالوں کی غیرت بچانے کے لئے معصوم بچیوں کو عرب کی سرزمین میں زندہ دفن کرنا فیشن اور رسم قرار دیا یا تو کبھی عورت کو ناپاک و منحوس قرار دیکر اس سے دور رہنے کو عبادت بنایا گیا.... یہی وہ جاہلی تہذیب ہے۔ جس نے ہندوستان میں عورت کو تمام مصیبتوں اور پریشانیوں کی جڑ بتا کر اپنے مرے ہوئے شوہروں کے ساتھ زندہ جل جانے کو باعث ثواب بتایا۔

یہ جدید تہذیب نہیں اور نہ ہی کسی مہذب معاشرے کی تہذیب ہے۔ بلکہ دورِ جاہلیت کی جاہلی تہذیب ہے جو ہر دور میں عورت ذات کیلئے کسی بھوکے اور بوڑھے بھیڑیے کا کردار ادا کرتی رہی ہے۔ بھیڑیا جو بھوکا بھی ہے اور بوڑھا بھی.... جو زیادہ حرکت بھی نہیں کرسکتا لیکن پیٹ بھی بھرنا

چاہتا ہے۔ سوایسا بھیڑیا بکریوں کے اس ریوڑ کی خواہش رکھتا ہے جسکا کوئی نگہبان وگلہ بان نہ ہو، بلکہ اسکا شکار خود اسکے پاس آتا رہے اور اسکے رحم وکرم پر رہے کہ وہ جب چاہے اپنی خواہش کو پورا کر لے۔

اس جاہلی تہذیب کا کردار بھی عورت ذات کے بارے میں اس بھیڑیے ہی کے مانند ہے۔ اور اس جاہلی تہذیب کے نئے رکھوالے آج بھی عورت کے بارے میں وہی خواہش رکھتے ہیں جو قوم لوط سے لے کر بھارت کے ہندوؤں اور مغرب کے ''روشن خیال'' معاشرے کے مرد رکھتے تھے، کہ اپنی حیوانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ہر قسم کی رکاوٹ کو ختم کر دیا جائے۔ مغرب کی اس بھوکی ننگی تہذیب کو جدید تہذیب کہنے والے یا تو تاریخ سے بالکل ناواقف ہیں یا پھر طوطے ہیں کہ جو کچھ انکے آقا انکو رٹا دیں اسی کو پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔

چنانچہ مسلم خواتین کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ عورتوں کی آزادی، ترقی، خوشحالی اور برابری کے نعرے لگانے والے تمہارے ہمدرد نہیں بلکہ یہ اسی جاہلی تہذیب کے رکھوالے ہیں جس تہذیب نے ہر دور میں عورت ذات کو رسوا کیا ہے۔

آج کی ماؤں نے اگر اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں کیا تو یہ تہذیب اور یہ حالات آپ سے بہت دور نہیں بلکہ آپکے دروازے پر دستک دے رہے ہیں، بلکہ اگر کہا جائے کہ گھروں میں داخل ہو رہے ہیں تو غلط نہ ہوگا۔ فیشن، عورتوں کی آزادی، مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کے نعرے، گھر سے نکل کر دنیا کے ہنگاموں میں مردوں کے ساتھ شامل ہو جانے کی باتیں یہ سب آپ کو اسی یورپ وامریکہ کی جاہلی تہذیب میں ڈبو دینے کی باتیں ہیں جسمیں وہاں کی عورت ایک بار داخل ہونے کے بعد ہمیشہ کے لئے مردوں کا کھلونا بن چکی ہے۔

تمہاری اصل ہمدرد اور محافظ وہ تہذیب ہے جس نے ہر دور میں اس جاہلی تہذیب کے درندوں سے تمہیں آزادی دلائی ہے۔ تمہیں تمہارا وہ مقام عطا کیا ہے جسکی تم حقدار ہو، جو مقام تمہیں اس ذات نے عطا کیا جس نے تمہیں عزت والا بنا کر اس دنیا میں بھیجا اور جاہلی تہذیب کے بھیڑیوں سے تمہاری حفاظت کے لئے کچھ اصول اور طریقے تمہیں سکھائے۔ یہ اصول ہی تمہاری حفاظت کر سکتے ہیں۔ لہٰذا انکو کسی حال میں نہیں چھوڑنا چاہئے۔ تمہیں ان اصولوں سے ہٹانے کے لئے تمہارے دشمن یہ کہیں گے کہ یہ اصول اب پرانے ہو چکے... اس دور میں یہ اصول

نہیں چل سکتے۔

وہ کچھ بھی کہتے رہیں انکی باتوں میں نہیں آنا بلکہ اسلامی تہذیب کو اپنا کر اپنی حفاظت کو یقینی بنائیے۔اور جاہلی تہذیب سے خود کو اور اپنے بچوں کو بچائیے۔تاکہ گھر کا سکون اور خوشیاں باقی رہیں، والدین اور اولاد کے پیار کو کسی کی نظر نہ لگے،، بہن بھائیوں کے درمیان رشتوں کا تقدس برقرار رہے۔آپکے دشمن نے آپ کے خلاف یلغار کی ہے اس یلغار کو آپ ہی روکیں گی اور اسکا مقابلہ کرینگی۔

اسلام آپکی خداداد صلاحیتوں کو زنجیریں نہیں پہناتا۔آپ اپنی صلاحیتیں اسلام اور دینی خدمات کے لئے وقف کیجئے۔اگر آپ یہ سمجھتی ہیں کہ مسلمانوں کی ترقی میں آپ کردار ادا کرنا چاہتی ہیں تو ذرا خود سے یہ سوال کیجئے کہ کیا اپنا کردار ادا کرنے کے لئے مغربی تہذیب میں ڈوب جانا ضروری ہے؟ کیا اسلامی اصولوں پر چل کر آپ کوئی کام نہیں کر سکتیں؟ ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ مغرب کے طرز پر چل کر انکی نقل کر کے انکا مقابلہ کر سکیں۔جبکہ اللہ نے آپ کو ان سے زیادہ عزت والا بنایا ہے۔اور آپ کے لئے وہ طریقہ نہیں رکھا جو کافروں کے لئے ہے۔بقول اقبال

اپنی ملت کو قیاس اقوامِ مغرب پہ نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

آج بھی کتنی مسلم خواتین اسلام کی تعمیر و ترقی میں اپنی زندگیاں کھپا رہی ہیں۔اور اللہ تعالی نے ان سے بڑا کام لیا ہے۔لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے راستے پر چل کر ہی ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔اسی میں ہماری بھلائی ہے۔مثلاً اگر آپ ڈاکٹر ہیں تو صبح سے شام تک آپ کے پاس کتنی خواتین آتی ہیں۔جو آپ کی بات بھی توجہ سے سنتی ہیں اگر آپ انکو پانچ منٹ بھی موجودہ دور کے فتنوں اور دجال کے فتنوں کے بارے میں بتائیں گی تو کیا خبر اللہ تعالی آپکے ذریعے کتنی بہنوں کے دل بدل ڈالے۔اگر آپ ٹیچر ہیں تب بھی صبح سے شام تک آپ اپنی طالبات کے ساتھ ہوتی ہیں۔یہ طالبات آپ پر اعتماد کرتی ہیں اور آپکی بات کو سنجیدگی سے لیتی ہیں۔آپ انکو اس وقت کے بارے میں بتائیے۔انکو نفع و نقصان سمجھائیے۔انکو یہ بھی بتائیے کہ امریکہ و یورپ سے کافر عورتیں اپنے گھر چھوڑ کر پاکستان صرف اسلئے آئی ہیں کہ وہ تمہارا گھر، دین اور آخرت برباد کریں۔افغانستان میں امریکی فوج میں عورتیں تم سے لڑنے کے لئے آئی ہیں تاکہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین مٹا کر ساری دنیا میں شیطان کی حکومت قائم کردیں۔ کافروں کی عورتیں اپنے جھوٹے مذہب کے لئے کتنی قربانیاں دے رہی ہیں...وہ اپنی مذہبی کتابیں توریت وانجیل، جو کہ تحریف شدہ ہیں انکو پڑھ کر یہاں آئی ہیں۔ انکی کتابوں کے مطابق مسلمانوں کو ختم کرنا دنیا میں امن کا ضامن ہے۔....تو کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی بیٹیاں آقا کا دین بچانے کے لئے کوئی کردار ادا نہیں کریں گی۔ عائشہ صدیقہؓ اور فاطمۃ الزہراؓ کی جانشین اپنے گھر لٹتے، بچوں کو قتل ہوتے، اور بستیوں کو کھنڈرات میں تبدیل ہوتا دیکھتی رہیں گی۔

میری بہنو! دنیا کے مسائل تو چلتے ہی رہیں گے۔ دنیاداری مرنے سے پہلے جان چھوڑنے والی نہیں۔ سو خود کو ان دنیا کے جھمیلوں سے نکالئے۔ دنیا کی فکر چھوڑیئے کہ لکھی جا چکی...جتنی ملنی ہے وہ ہر حال میں مل کر رہے گی.....جو اسکے پیچھے بھاگے گا یہ اسکو ذلیل کرے گی..اور جو اس سے بھاگے گا یہ اسکے پیچھے بھاگے گی، اسکے قدموں میں آئے گی...آپ آخرت کی فکر کیجئے..دوسروں کو نہ دیکھئے، کون کیا کرتا ہے کس کے پاس کیا ہے....کس نے کتنا بڑا مکان بنالیا...آپ یہ دیکھئے کہ آخرت کا مکان کس نے بنایا...یہ کیسی عقلمندی ہے، جہاں رہنا ہی نہیں وہاں مکان بنا بیٹھے اور جہاں ہمیشہ رہنا ہے اسکی فکر ہی نہیں۔ دنیا جیسی بھی گذری گذر جائے گی.....عقلمند وہی ہے جو دور کی سوچ رکھتا ہو۔

اگر ہم اچھا کرینگے تو اپنے لئے۔ اللہ اور اسکے رسول سے بغاوت کر کے زندگی گذارینگے تو اللہ کے دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ سوائے اسکے کہ ہم پر اللہ کی ناراضگی آئے اور اللہ نہ کرے کہ ہم کانے دجال کو خدا ماننے والوں کے ساتھ شامل ہو جائیں، جسکو آج فیشن کہا جارہا ہے وہ سب دجال کے لگائے ہوئے پھندے ہیں۔ اگر آپ کو اس بات کا علم ہے کہ فیشن کہاں بنتے ہیں ۔کپڑوں کی نئی ڈیزائننگ کہاں تیار کی جاتی ہے۔ اسکے باوجود آپ نے خود کو ہوا کے دوش پر چھوڑا ہوا ہے تو پھر آپ سوچئے کہ آپ کی تعلیم وشعور کیسا ہے کہ آپ نفع ونقصان کی تمیز نہیں کر پارہی ہیں۔ اور اگر آپ نے صرف دوسری عورتوں کی دیکھا دیکھی ایسا راستہ اختیار کیا ہے، آپ کو فیشن اور آرٹ کی حقیقت کا علم نہیں تو پھر ایسی نیک مسلم خواتین سے پوچھئے جو ان سب کی حقیقت کو جانتی ہیں۔

فیشن کے جس راستے پر آپ کا سفر جاری ہے اور آپ نے خود کو منہ زور ہواؤں کے رحم وکرم پر چھوڑا ہوا ہے تو یاد رکھئے کہ یہ راستہ کانے دجال کی طرف جاتا ہے۔ اس تہذیب کا آئیڈیل وہی جھوٹا ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کو یہ راستہ پسند نہیں ہے۔

عن ابي هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها وان ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا (صحیح مسلم:۵۷۰۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عورتیں جو کپڑے پہننے کے باوجود برہنہ ہونگی، مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی ہونگی اور انکے سر جھکی ہوئی اونٹنی کے دو کوہانوں کے مانند ہونگے ۔یہ جنت میں داخل نہیں ہوسکیں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھ سکیں گی۔اور بیشک جنت کی خوشبو اتنی دور کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے۔

فائدہ......اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز ہے۔انکو نہ تو کسی کی نیکیاں کوئی فائدہ پہنچاتی ہیں اور نہ کسی کا دجال کے راستے پر چلنا انکو کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے۔بندہ جو کچھ کرتا ہے اپنے لئے ہی کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد عورت کو زلفیں بنوانے سے منع فرمایا۔(اسکو طبرانی نے ''الکبیر'' اور ''الصغیر'' میں روایت کیا ہے اور ''الصغیر'' کے رجال ثقہ ہیں۔(مجمع الزوائد للہیثمی:۸۸۶۵)

فائدہ......ایک طرف دجال کا جال ہے دوسری جانب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے۔ہر مسلمان بہن اپنے لئے کونسے راستے کا انتخاب کرتی ہے،وہی منزل اس کو ملے گی۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا: بلاشبہ بنی اسرائیل کی عورتیں اپنے پیروں کی جانب سے ہلاک ہوئیں اور اس امت کی عورتیں اپنے سروں کی جانب سے ہلاک ہونگی۔(مصنف عبد الرزاق:۲۰۶۰۹)

فائدہ......یعنی اپنے سر کے بالوں کو کٹوانا،سر کے اوپر سکھوں کی طرح بالوں کا جوڑا بنانا یا مصنوعی بال لگوانا۔یہ کام اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا سبب ہیں۔جنکا نتیجہ ہلاکت ہے۔اسکے علاوہ ایسا کرنے میں دنیاوی نقصان بھی ہے۔سائنٹفک نقطۂ نظر سے عورت کے بال کٹوانے کے انتہائی مضر اثرات ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت پر لعنت فرمائی جو مصنوعی بال لگائے یا لگوائے،اور اس عورت پر لعنت فرمائی جو سوئی سے جلد کو گدوائے یا گودے

اور پھر اسمیں نقش ونگار کرے۔(سنن النسائی:۵۰۰۸)

علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

اے میری بہنوں! اگر آپ اپنے بچوں کی ٹی وی کے ذریعے تربیت کر رہی ہیں تو یاد رکھئے یہ جو کچھ اوپر بیان کیا گیا، یہی آپکی منزل ہے۔آپ ذرا تصور کیجئے۔آپکا لاڈلا یا لاڈلی جسکی خاطر آپ نے اپنی تمام خواہشات کو آگ لگا دی.....نو مہینے کس مشقت سے اس کو پیٹ میں رکھا........موت کی وادی سے گزر کر اسکو جنم دیا......پھر اسکے لئے اپنے آرام کو ہی بھول گئیں.....کیا دن کیسی رات.....ہر دم ہر پل بس اسی کی خاطر.......اگر اسکو کبھی کوئی تکلیف ہوتی تو آپ تڑپ اٹھتیں.... لیکن آج اس ماڈرن بچے کی وجہ سے آپ کسی تھانے کی بدبودار کوٹھری میں بند ہیں...آپ نے بچے کو کسی غلط بات سے روکا اور بچے نے اپنے موبائل سے(جو آپ کے شوہر نے اپنے خون پسینے کی کمائی سے خریدا) پولیس کا نمبر ملایا اور آپکی شکایت کر دی۔پھر دیکھتے ہی دیکھتے تمام محلے داروں کیسامنے پولیس آپکی شرافت کو روندتے ہوئے آپکے گھر میں گھسی اور آپکو گاڑی میں ڈال کر لے گئی۔

میری بہنو! اگر آپ اپنے بچوں کو دین سے دور رکھ کر انکو دنیا کا پجاری بنا رہی ہیں تو کل ان حالات کے لئے تیار رہئے۔یہ دن آپ سے دور نہیں۔پاکستان میں ایسی مائیں موجود ہیں جنھوں نے اپنے بچوں کو الف سے اللہ بھی نہیں سکھایا اور بچپن سے ہی انکے بچے ایک آزاد شیطانی دین کے پیروکار رہے۔بچپن سے بچے کا جو دل چاہا وہ کیا۔ٹی وی کا ریموٹ ہاتھ میں لئے اپنے کمرے میں وہ سب کچھ دیکھتا رہا....ماں کو اپنی عیاشیوں اور سیر وتفریح سے کبھی اتنا وقت میسر نہ آیا کہ بچوں کو بھی کچھ وقت دے سکتی...کبھی اسکے کمرے جا کر بچے کی خبر گیری نہیں کی کہ معصوم ذہن کیا دیکھ رہا ہے اور کیا کر رہا ہے۔

یہ بچے بڑے ہو کر اگر ان ماں باپ کو گھر سے نکال کر بوڑھوں کے مراکز میں جمع کرا آئیں تو ان بچوں کی کیا غلطی ہوسکتی ہے۔چنانچہ حالات کی نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے اور دجالی فتنے سے خود کو اور اپنے بچوں کو بچانے کے لئے آپکو دل میں درد پیدا کرنا ہوگا۔نہ صرف خود کو بلکہ اپنی دوسری بہنوں، رشتے داروں اور پڑوس کی عورتوں کو دجال کے فتنے اور اسکے جال کے بارے میں بتانا ہوگا۔ایک ایک بات پر اللہ تعالیٰ آپکو ثواب عطا فرمائیں گے۔اپنے بچوں کے دلوں میں قرآن کی تعلیم، نماز کی اہمیت، والدین کے حقوق، اور اسلام سے محبت پیدا کیجئے۔گانے، موسیقی،

کارٹون اور اللہ کے علاوہ کسی سے ڈرنے کی نفرت پیدا کیجئے۔

مردوں کی ذمہ اریاں

عموماً مردوں میں یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ وہ خود تو نماز وغیرہ کا اہتمام کر لیتے ہیں اور جنت حاصل کرنے کے لئے اعمالِ صالحہ میں وقت لگاتے ہیں، لیکن اپنے بچوں، بہنوں اور بیٹیوں کی اتنی فکر نہیں کرتے۔ چنانچہ ان کی اور انکے گھر والوں کی زندگی میں دینی اعتبار سے بہت خلاء پایا ہے۔ شروع شروع میں مرد حضرات اس خلاء پر توجہ نہیں دیتے لیکن جیسے جیسے وقت گذرتا جاتا ہے اسی طرح یہ خلاء وسیع ہوتا جاتا ہے۔ پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ جس چیز کو یہ صاحب حرام قرار دے کر اپنے بچوں یا بیگم کو اس سے روک رہے ہوتے ہیں، تو بچے اس کو فیشن یا وقت کا تقاضا کہہ کر اپنانے پر کمربستہ ہوتے ہیں۔

چنانچہ مرد حضرات کو چاہئے کہ وہ اپنی آخرت کی فکر کے ساتھ ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی آنے والے طوفانوں سے بچانے کا انتظام کریں۔ انکو وقت دیں اور انکی دینی تربیت کریں۔ آنے والے خطرات سے انکو آگاہ کریں۔

یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ میں تو اکیلا ہوں۔ میری کون سنے گا۔ میری کون مانے گا۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ آپ جب اس امت کا درد دل میں پیدا کر کے کوئی بھی کام اللہ کی رضا کے لئے شروع کرینگے تو اللہ کی مدد اپنے ساتھ پائیں گے۔ اور نتائج دیکھ کر خود آپکو یقین نہیں آئے گا کہ جو کام آپکی تنہا ذات سے شروع ہوا تھا وہ لاکھوں مسلمانوں کی آواز اور سوچ بن چکا ہے۔ کسی بھی میدان میں ہمت ہار دینا، مایوس ہو جانا، دل شکستہ کرنا یہ راہِ حق کے راہی کو زیب نہیں دیتا۔ یہ راہ تو ایسی ہے کہ اس پر قدم رکھ کر ثابت قدم کھڑے رہنا ہی کامیابی ہے۔ راستہ تو خود بخود کٹتا چلا جاتا ہے۔

این جی اوز

یہ دجال کی حکومت کے باقاعدہ شعبے ہیں جو مختلف میدانوں میں خوبصورت (دجالی) نعروں کا سہارا لے کر دجال کے نکلنے کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔ اکثر شعبے ایسے ہیں جنکی عوام تو کیا قائدین قوم کو بھی بھنک نہیں لگتی۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ دجال کا زیادہ زور دنیا کے پانی کو اپنے قبضے میں کرنا یا پینے کے پانی کے ذخائر ختم کر دینے پر ہے۔ زیرِ زمین پانی کے ذخائر کو ختم کرنا اسکی اولین

ترجیحات میں شامل ہے۔ چنانچہ ان ذخائر کو ختم کرنے کے لئے ایسے پودے لگوائے گئے جو انتہائی تیزی کے ساتھ پانی کے ذخائر کو ختم کر ڈالتے ہیں۔ مثلاً لپٹس کے درخت (پنجاب میں اس کو سفیدہ جبکہ صوبہ سرحد میں اسکوالا پچی کا درخت کہتے ہیں)۔ یہ پانی کے دشمن ہیں۔ جہاں لگا دیئے جائیں وہاں پانی کی سطح مسلسل اور تیزی کے ساتھ نیچے جاتی رہتی ہے۔ اس درخت کی جڑیں پانی کے ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ پورے پاکستان میں یہ درخت پیڑ پودوں کا کام کرنے والی این جی اوز کی جانب سے لگائے گئے ہیں۔ جگہ جگہ آپ انکے باغ کے باغ دیکھ سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ان این جی اوز میں ملازم پاکستانی، دجال کے اس منصوبے سے بے خبر ہوں اور اپنی نوکری کی مجبوری کی وجہ سے تمام قوم کو دجال کے پانی کا محتاج بنا رہے ہوں۔

عورتوں کی آزادی کے لئے کام کرنے والی این جی اوز دجال کے ان منصوبوں میں رنگ بھر رہی ہیں جو دجال نے خواتین سے متعلق بنائے ہیں۔ یہ آزادی درحقیقت اسلام سے آزادی ہے دجال کی امت میں شامل ہونے کے لئے۔ ان این جی اوز کو فنڈ فراہم کرنے والے غیر ملکی اداروں اور شخصیات کی جانب سے یہ ہدف دیا گیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ عورتوں کو گھروں سے باہر نکال کر دجالی تہذیب میں رنگ دیا جائے۔ پاکستان میں ایک غیر ملکی این جی او (جس کے ملازمین پاکستانی ہیں) ایسی ہے جسکا واحد ہدف یہ ہے کہ گھروں میں موجود خواتین کو کس طرح گھروں سے باہر نکالا جائے۔ انکی کوشش ہوتی ہے کہ جس نام پر بھی ہو عورت باہر آنی چاہئے۔ اسکے لئے یہ این جی اوز مختلف پروگرام بناتی ہے۔ بعض این جی اوز کا ہدف بچے ہیں۔

بالاکوٹ و مظفر آباد کے زلزلے سے متاثر علاقوں میں ان این جی اوز نے اپنا اصل دجالی رنگ دکھایا ہے۔ جو حضرات ان زلزلے کے وقت ان علاقوں میں رہے ہیں وہ جانتے ہیں زلزلے کے بعد وہاں کی صورتِ حال دیکھ کر فتنۂ دجال یاد آ جاتا تھا۔ جس طرح این جی اوز نے اپنے پیچھے لوگوں کو لگایا اور جو چاہا کیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے دجال کے لانے کی تربیتی مشق کی جا رہی ہو۔ جس طرح دجال اپنے کھانے اور پانی کے بل بوتے پر خود کو خدا کہلوائے گا اسی طرح این جی اوز نے ان علاقوں میں لوگوں کے ساتھ کیا۔ یہاں تک کہ بعض غیر ملکی این جی اوز نے تو واضح الفاظ میں لوگوں کو کہا کہ تمہارا اللہ کہاں ہے؟ یہ مدد تو ہمارے مسیح نے بھیجی ہے کیا تم اس کو مسیحا مانتے ہو؟

وائلڈ لائف اور لائیو اسٹاک

جانوروں کی زندگی پر اثر انداز ہونے کے لئے اس شعبے کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ خصوصاً جانوروں کے نقلِ مکانی کرنے کے انداز میں۔ جانوروں سے ہی متعلق لائیو اسٹاک کا شعبہ ہے۔ اسکا مقصد دودھ دینے والے جانوروں کو مصنوعی ٹیکے لگا کر وقت سے پہلے دودھ سے روکدینا ہے۔ نیز اسکے ذریعے دودھ کو بھی خراب کیا جارہا ہے۔ لوگ زیادہ دودھ نکالنے کی لالچ میں انکا استعمال کررہے ہیں لیکن ان ٹیکوں میں مشکوک اجزاء شامل ہیں۔

آج کل جانوروں کو ٹیکے لگوانے کی مہم زور شور سے جاری ہے۔ دجال کے آنے سے پہلے عالمی ادارے لوگوں کو دودھ سے بھی محروم کردینا چاہتے ہیں تاکہ قحط کے وقت میں کسی کے پاس کھانے کو کچھ بھی نہ رہے۔ اور سب دجال کے رزق کے محتاج ہوجائیں۔

یہ خالص دجالی منصوبے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے نشانات تک شیطانی ہیں۔ مثلاً آپ محکمہ لائیو اسٹاک اینڈ ڈیری ڈیولپمنٹ حکومتِ پنجاب کا مونوگرام دیکھئے یہ ابلیس کی تصویر ہے جسکو اسکے ماننے والے اپنے سامنے رکھ کر پوجتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں سے درخواست ہے کہ اپنے جانوروں کو یہ ٹیکے لگوا کر خراب نہ کریں۔

جادو روحانیت کی شکل میں

دجال سے پہلے جادو اور شیطانیت کو سرکاری مذہب کے طور پر پڑھایا جائے گا۔ آج اس میدان میں بھی کام ہورہا ہے۔ مخفی روحوں سے مکالمات کرائے جارہے ہیں۔ ایسے پیر موجود ہیں جو اس بات پر بعیت کرتے ہیں کہ پانچ نمازوں کی فرضیت کا عقیدہ درست نہیں۔ پھر وہ کشف کے دعوے کرتے ہیں۔ بندے کو ایک معتبر شخص نے بتایا کہ یہ کلین شیو پیر صاحب امریکی ہیں اور پاکستانی فوج کے افسران، انکی بیگمات اور بیٹیاں بڑی تیزی سے انکے حلقے میں شامل ہورہے ہیں۔

پشاور میں ایک اور ''پیر صاحب نما جادوگر'' ہیں۔ جنکی مجلس میں لوگ مچھلی کی طرح تڑپنے لگتے ہیں۔ لوگ اسکو ''پیر'' صاحب کی کرامت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ شیاطین کی مدد سے لوگوں پر مدہوشی کی کیفیت طاری کردیتے ہیں۔ سابق افغان صدر صبغت اللہ مجددی بھی اسی فرقے سے تعلق رکھتا تھا، اس وقت سویڈن جادو کا مرکز ہے۔ جہاں سے عالمِ اسلام کے خلاف یہودی

جادو کی یلغاریں کر رہے ہیں۔ مختلف قسم کے نشانات پر جادو چھوڑ کر ان نشانات کو گھر گھر میں داخل کر دیا گیا ہے۔ ہر نشان کی تاثیر الگ ہے۔

ناروے میں بحریہ اس طرح کی مختلف سائنسی اور شیطانی تحقیقات کا مرکز ہے۔ سی آئی اے ہر سال جادو اور روحانیت کے مطالعہ پر لاکھوں ڈالر خرچ کرتی ہے۔ سی آئی اے کے سابق ڈائریکٹر ایڈمل سلیمن فیلڈ نے ۱۳ اگست ۱۹۹۷ء کو سینٹ میں اعتراف کیا کہ سی آئی اے لوگوں کی مرضی کے بغیر ان کے ذہنوں کو پر کنٹرول کرتی ہے۔

''اسی طرح سابق امریکی صدر بل کلنٹن نے ۱۹۹۵ء میں ایک کھلی کانفرنس میں تسلیم کیا تھا کہ امریکی حکومت ذہنوں پر کنٹرول کرنے اور دیگر غیر اخلاقی تجربات میں گذشتہ پچاس برس سے مصروف ہے اور وہ اس پر شرمندہ ہے''

مانٹریال کینیڈا میں ایک متروک پارک میں موجود قدیم عمارت میں ایک منصوبہ شروع کیا گیا جس کا مقصد لوگوں کے ذہنوں کو کنٹرول کرتا تھا۔ اس منصوبے کیلئے بھاری فنڈ راک فیلر (Rock Fellor) نے فراہم کئے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں کو ایسے پیروں سے دور رہنا چاہئے جو خلاف شرع کام کرتے ہوں یا ماڈرنائزیشن کے داعی ہوں۔ گذشتہ باب میں گذر چکا ہے کہ کرامات دیکھ کر دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔ بلکہ قرآن وسنت پر لوگوں کو پرکھنا چاہئے۔

شیطان کے پجاری (Sanatist)

گذشتہ باب میں دجال اور ابلیس کے بارے میں آپ نے پڑھا کہ یہ اپنے انسان نما شیطانوں سے رابطے میں رہتے ہیں اور انکو ہدایات دیتے ہیں۔

موجودہ دور میں باقاعدہ ایک فرقہ ہے جو براہ راست شیطان بزرگ (ابلیس) کی پوجا کرتا ہے۔ یہ فرقہ امریکہ اور برطانیہ میں بہت مضبوط ہے اور انکے اچھے خاصے پیروکار بھی ہیں۔ سابق امریکی نائب صدر ڈک چینی کا شمار اس فرقے کے سرداروں میں ہوتا ہے۔ سابق امریکی وزیر خارجہ کنڈولیزا رائس، ایرانی صدر محمود احمدی نژاد، اردن کا شاہ عبداللہ، ولادی میر پیوٹن، اسی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یاسر عرفات بھی شیطان کا پجاری تھا۔ امریکی فلمی دنیا ہالی ؤڈ کے مشہور اداکار اور اداکاراؤں کا مذہب بھی شیطان کو خوش کرنا ہے۔ بھارتی اداکار امیتابھ بچن، مصر کا عمر شریف، مشہور جادوگر ڈیوڈ کاپر فیلڈ بدنام زمانہ امریکی گویا مائیکل جیکسن بھی شیطان کے پجاری ہیں۔

مائیکل جیکسن کے پروگرام میں لوگ بے قابو ہو جاتے ہیں۔ درحقیقت اسکا پروگرام سننے والوں پر شیاطین آتے ہیں جوانکو بے قابو کردیتے ہیں۔

یہ مکمل شیطانی فرقہ ہے جو اپنی زندگی میں لفظِ خدا (God) بہت زیادہ استعمال کرتا ہے۔ یہ لوگ ابلیس کو اپنا خدا مانتے ہیں۔ یہودی خفیہ تحریک فریمیسن بھی درحقیقت "دجال" کو ہی اپنا بڑا مانتی ہے۔ اور شیطان کی پوجا کرتی ہے۔ فریمیسن کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ ابلیس (Lucifer) کو اپنا خدا مانتے ہیں۔ امریکہ کا سرکاری مذہب بھی اسی خدا کی پوجا کرنا ہے۔ In God we Trust (ہم خدا پر یقین رکھتے ہیں) میں خدا سے مراد دجال ہے نہ کہ عیسائیوں کا خدا۔

اس فرقے کا نصب العین تمام دنیا سے دینی (انسانی) اقدار کا خاتمہ کر کے شیطانی رسم و رواج اور چال چلن میں انسانوں کو ڈبونا ہے۔ انسان کو مکمل شیطانی چرخے میں گھمانا، زنا، شراب، جوا، سود، قتل و غارت گری، انسانوں کا گوشت کھانا یہ تمام باتیں شیطانی مذہب کا حصہ ہیں۔ البتہ یہ سب مذہبی روحانیت کے نام پر کیا جارہا ہے۔

شیطان کی پوجا کرنے والے تقریباً تمام دنیا میں موجود ہیں۔ انکی ابتداء بڑے شہروں کے مالدار علاقوں سے ہوتی ہے۔ کراچی، لاہور اسلام آباد کے امیر علاقوں میں یہ فرقہ موجود ہے۔ فلمی اداکار اور اداکارائیں جلد اس شیطانی مذہب کے پیروکار بن جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ انکی خواہشات کو ایک روحانی رنگ دیتا ہے۔ بعض مزاحیہ ڈرامے بنانے والے بھی اس مذہب کے پیروکار ہیں۔ اور دوستوں نے بتایا کہ انھوں نے بعض ڈراموں میں شیطان کا انٹرویو بھی کیا ہے۔ اکثر ملکوں کی فوج کے اعلیٰ افسران کی بیویاں اور بیٹیاں اس فرقے میں جلد داخل ہوتی پائی گئی ہیں۔

شیطان کی پوجا کرنے والوں کا صدر دفتر امریکہ میں ہے۔ برطانیہ میں اس فرقے کے باقاعدہ دفاتر موجود ہیں۔ حال ہی میں برطانوی بحریہ کے ایک سپاہی نے باقاعدہ شیطان کی عبادت کی حکومت سے اجازت حاصل کرلی ہے۔

انکی عبادت کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ رات میں تمام مرد و خواتین کالا لباس پہن کر جمع ہوتے ہیں۔ اس لباس پر شیطان کا نشان اور تصویر بنی ہوتی ہے۔ گلے میں مخصوص زنجیریں اور تمغے لٹکاتے ہیں، درمیان میں ایک انسان کی کھوپڑی رکھتے ہیں اور آگ کا الاؤ جلاتے ہیں۔ تیز موسیقی

چلائی جاتی ہے اور نشہ آور گولیاں کھا کر، ایکدوسرے کا ہاتھ پکڑے ہاتھوں کو اوپر کئے آگ کے اردگرد ناچنا شروع کر دیتے ہیں، اسکے بعد عملاً شیطان کو راضی کرنے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ انکا عقیدہ ہے کہ کثرت سے شراب و زنا سے ہی شیطان راضی ہوتا ہے۔ انکے عقیدے کے مطابق ماں، بہن، بیٹی اور دوسرے کی بیوی سب برابر ہیں۔ ان میں فرق کرنا انسان کی آزادی پر بندش لگانا ہے، چنانچہ بیویاں تبدیل کرنا حتیٰ کہ عہدوں پر ترقی پانے کے لئے اپنی بیٹی اور نئی نویلی دلہن کو اپنے افسر کو پیش کر دینا انکے نزدیک معمول کی بات ہے۔ (اللہ کی ڈھیر ساری لعنت ہو ایسے پڑھے لکھے جاہلوں پر جنھوں نے عورت ذات کو اسلام کی بلندی سے گرا کر ذلت وپستی کے گھڑوں میں گرا دیا)۔

اگر ان انسانیت کے دشمنوں کا یہ عقیدہ نہ بھی ہو تو اس میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے کہ شیطان تو ہر اس بات سے خوش ہوتا ہے جو انسان کو انسانیت سے گرا کر درندہ بنا دے۔ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو پامال کرنے والے تو اسکے دوست بن جاتے ہیں۔

اس شیطانی فرقے کا کام یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ان نوجوانوں کو شراب و شباب کا ایسا رسیا بنا دیا جاتا ہے کہ وہ اسکو حاصل کرنے کے لئے سب کچھ کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد، برطانوی M-I5 اور ڈک چینی کی بلیک واٹر جیسے خفیہ ادارے ان کو کرائے کے قاتلوں کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ شیطان کی دعوت اس وقت بہت عام کی جارہی ہے۔ فلموں، ڈراموں، اشتہاروں، اور خصوصاً بچوں کے کارٹون میں شیطانی علامات کی بھرمار آپکو نظر آئے گی۔

سائن بورڈ اور اشتہارات......خفیہ پیغام

سڑکوں کے کنارے اور دیگر اشتہارات میں آپکو عجیب وغریب جملے لکھے نظر آئیں گے جو اس اشتہار سے بالکل مناسبت نہیں رکھتے ہونگے۔ مثلاً ایک سگریٹ کمپنی کا اشتہار ہے لیکن اس پر لکھا ہوا ہے I am present and I am moving on (میں موجود ہوں اور حرکت میں ہوں) ذرا سوچیے سگریٹ کا اشتہار ہے اور جملہ کیا لکھا ہے۔ ایک اور سگریٹ کمپنی کا اشتہار کچھ یوں تھا: I was I am I will be (میں کل بھی تھا، آج بھی ہوں اور کل بھی ہونگا)

یہ درحقیقت خفیہ پیغامات ہیں جنکا تعلق دجال کی آمد سے ہے۔ اسی طرح مختلف رنگوں اور

نشانات سے خفیہ پیغامات اپنے لوگوں تک پہنچائے جاتے ہیں۔ مثلاً طلوع ہوتا ہوا سورج، دم دار ستارہ، عیب دار آنکھ، سرخ اور آسمانی رنگ۔ فلموں اور گانوں کے ذریعے بھی یہ پیغامات پہنچائے جاتے ہیں۔ اگر آپ غور کریں تو آپ کو نظر آئے گا کہ آپ کسی پراسرار دنیا میں رہ رہے ہیں۔ خفیہ اشارات... خفیہ پیغامات... ہر طرف لکھے نظر آئیں گے۔

نوسٹر ڈیمس کی پیشن گوئیاں یا حضرت ابو ہریرہؓ کا کتبہ

مستقبل کی پیشن گوئیوں کے بارے میں نوسٹر ڈیمس کے حوالے آپ نے بارہا سنے ہونگے۔ پیشن گوئیوں کے حوالے سے اسکو بڑی اہمیت دیجاتی ہے۔ اس نے پندرویں صدی عیسوی سے لیکر قیامت تک کی پیشن گوئیاں کی ہیں۔ عام طور پر لوگوں کا اسکے بارے میں یہ خیال ہے کہ اسکی اکثر پیشن گوئیاں سچ ثابت ہوئی ہیں۔ تیسری جنگِ عظیم اور دجال کے بارے میں بھی اسکی پیشن گوئیاں بڑی تفصیل سے موجود ہیں۔

ہمارا مقصد اسکی پیشن گوئیاں بیان کرنا نہیں ہے بلکہ ''پڑھے لکھے'' لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ جن پیشن گوئیوں کو اس نے اپنے جانب منسوب کیا، کیا حقیقت بھی یہی ہے یا پھر نوسٹر ڈیمس نے صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت ابو ہریرہؓ کے کتبے سے یہ تمام باتیں چوری کیں اور پھر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جانب منسوب کرلیا۔ صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے سامنے قیامت تک پیش آنے والے حالات کو بیان فرمایا تھا۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے قیامت تک پیش آنے والی کوئی بات بیان کرنے سے نہیں چھوڑی۔ جس نے یاد کرلیا اس نے یاد کرلیا اور جس نے بھلایا اس نے بھلا دیا۔ (ابوداؤد)

دوسری روایت میں حضرت حذیفہؓ نے فرمایا ''اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی ایسے فتنہ پرداز کو بیان کرنے سے نہیں چھوڑا تھا جو دنیا کے ختم ہونے تک پیدا ہونے والا ہے اور جس کے ماننے والوں کی تعداد تین سے یا تین سو سے زیادہ ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر فتنہ پرداز کا ذکر کرتے وقت ہمیں اسکا، اسکے باپ کا اور اسکے قبیلے تک کا نام بتایا تھا۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہؓ خود بھی فرمایا کرتے تھے کہ ایک علم میں نے لوگوں کے سامنے ظاہر کردیا اور

ایک کو چھپالیا۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں اسکو ظاہر کردوں تو لوگ میری گردن ماردینگے۔

ان احادیث کو حضرت ابو ہریرہؓ نے لکھ لیا تھا۔ لیکن اس کتبے کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ اگرچہ مستقبل کے بارے میں احادیث کا بڑا ذخیرہ سلف صالحین نے اپنی کتابوں میں جمع کیا ہے۔ جن میں امام عبدالرحمن بن مہدی کی السنة و الفتن، نعیم ابن حمادؒ کی کتاب ''الفتن'' عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ کی الفتن، حنبلؒ ابن اسحق کی الفتن، ابوعمرو الدانیؒ کی السنن الواردة فی الفتن، علامہ قرطبی کی التذکرة اور حافظ ابن کثیرؒ کی النهاية فی الفتن والملاحم، علامہ سیوطیؒ کی الحصر والاشاعةفی اشراط الساعة اور العرف الوردی فی اخبار المهدی ہیں۔ صرف دسویں صدی ہجری تک لکھی جانے والی مشہور کتابوں کی تعداد بائیس ہے جنکا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے۔

محمد عیسیٰ داؤد کا کہنا ہے کہ نوسٹرڈیمس کے دادا کے ہاتھ وہ کتبہ لگا ہے۔ نیز نوسٹرڈیمس پر تحقیق کرنے والے اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ کچھ پرانے وقتوں کے کتبے اسکے ہاتھ لگ گئے تھے۔

دوسری جانب یہ بھی حقیقت ہے کہ امتِ مسلمہ کے علمی سرمایے پر یہودیوں نے ڈاکہ ڈالا ہے۔ ہلاکو خان کے بغداد کو تباہ کرتے وقت (1258) ہر فن کی اہم کتابیں یہودیوں کے منظم گروہ نکال کر لے گئے تھے۔ بغداد کے ساتھ یہی معاملہ یہودیوں نے امریکیوں کی بغداد آمد پر کیا ہے۔ منظم انداز میں تمام تاریخی علمی سرمایے کو وہ لوگ چرا کر لے گئے ہیں۔ اور پھر بعد میں ان نایاب کتابوں کو اپنے نام سے شائع کیا۔

راقم نے اسلاف کی کتابوں میں سے نعیمؒ ابن حماد کی، الفتن، ابوعمرالدانیؒ کی السنن الواردة فی الفتن، علامہ قرطبیؒ کی التذکرة، حافظ ابن کثیرؒ کی النهاية والفتن والملاحم، علیؒ بن حسام الدین الہندی کی کنز العمال، انہی کی البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان، جلال الدین سیوطیؒ کی العرف الوردی فی اخبار المہدی، محمد عیسیٰ داؤد کی المسیح الدجال یغزو العالم من مثلث برمودا کا مطالعہ کیا۔ یہ وہ کتب ہیں جن میں قیامت تک کے حالات کے بارے میں بڑی تعداد میں احادیث وآثار کو جمع کیا گیا ہے، انکے مطالعے کے بعد جب نوسٹرڈیمس کی یہ مبینہ پیشن گوئیاں پڑھیں تو محمد عیسیٰ داؤد کا خیال درست معلوم ہوا کہ ان میں کوئی ایسی نئی بات نہیں ہے، جو مذکورہ احادیث وآثار میں نہ گذری ہو۔

ان میں سے کچھ احادیث وآثار کو راقم نے ''تیسری جنگِ عظیم اور دجال'' میں بیان کیا

تھا۔ یہاں مسلمانوں کو یہ سمجھانے کے لئے نوسٹر ڈیمس کی پیشن گوئیوں کو ذکر کر رہے ہیں کہ یہ صحابہؓ کا چرایا ہوا علمی سرمایہ ہے۔ نوسٹر ڈیمس کی اپنی کوئی کاوش نہیں ہے۔

دجال کے بارے میں نوسٹر ڈیمس کی پیشن گوئیاں

نوسٹر ڈیمس 1503ء میں سینٹ ریمی (جنوبی فرانس) میں پیدا ہوا۔ اس نے اپنی پیشن گوئیاں 1555ء میں رباعیات (Quatrains) کی شکل میں شائع کیں۔ چند سال پہلے اٹلی سے کچھ اور مخطوطات دریافت ہوئے ہیں ہم مائیکل ریتھ فورڈ کی نئی کتاب ''دی نوسٹر ڈیمس کوڈ (THE NOSTRADAMUS CODE) کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ ان مخطوطات کے بارے میں یہودیوں کی جانب سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ جعلی ہیں۔

5.13 روشنی کے دھماکے سے عبرتناک پیدائشی نقائص

تیسری جنگِ عظیم میں ایسے ہتھیار ہونگے جنکی آسمان میں سخت چنگھاڑ ہوگی۔ رات میں ایک ایٹمی یا لیزر ہتھیار استعمال کیا جائے گا۔ لوگوں کو ایسا لگے گا جیسے انھوں نے رات میں سورج دیکھ لیا ہو۔ اس ہتھیار سے بہت بڑی روشنی نکلے گی۔ (رباعی 64 سینچری 1)

5:14 عالمی دہشت گردی کے ذریعے سفارتی تعلقات کا خاتمہ

ہتھیاروں کو ظاہر کرنے کی وجہ سے مختلف ممالک کے درمیان سفارتی تعلقات میں انتشار پیدا ہو جائے گا۔ اقوامِ متحدہ کو ختم کر دیا جائے گا کیونکہ وہ ممالک جو ہتھیار بنائینگے وہ اپنی ٹیکنالوجی دوسروں کو بتانے کے لئے تیار نہیں ہونگے اور عالمی دہشت گردی پھیلائینگے۔

5:15 ریڈیائی لہروں کے ذریعے اموات (رباعی 2 سینچری 2)

ریڈیائی لہروں کے ذریعے ایک نیا ہتھیار بنایا جائے گا۔ کچھ خاص فریکوئنسی پر ریڈیائی لہروں کو چھوڑنے سے دماغ میں تکلیف ہوگی، جو تکلیف کا باعث ہوگی اور دماغ کو مکمل ناکارہ کرنے کا سبب بھی بنسکتی ہے۔

5:16 انسانی نسل میں تحقیق و ترقی (رباعی 72 سینچری 10)

تیسری جنگِ عظیم میں، بہت ہی خطرناک چیزوں پر تحقیق کی جائے گی جسکے ذریعے انسانی نسل کو تبدیل کیا جاسکے گا۔ یہ تحقیق عشروں سے جاری ہوگی۔ سائنسدان اس تحقیق میں مصروف ہونگے کہ کس طرح پچھلے زمانے کے انسانوں کی جنگجوانہ صلاحیت کو دوبارہ حاصل کیا جائے، جنکے دماغ چالاکی سے کام کریں، اور جو فوج میں سپاہیوں کے طور پر کام آسکیں۔ حکومتیں انکو جنگوں میں

استعمال کرینگی اور سائنسدان عام انسان اور ان انسانوں کی صلاحیتوں کا تقابل کرینگے۔

یہ سارا کام تیسری جنگِ عظیم میں ہوگا۔ اور روس چین، امریکہ اور دوسرے ممالک میں سماجی بے چینی ہوگی۔ ان ممالک کے پاس اتنا سونا ہے کہ وہ اس تحقیق کا خرچ برداشت کرسکیں۔ ایک دہشت کا بادشاہ (King of Terror) اس سارے معاملے کے پیچھے ہوگا۔ اسکے پاس بے انتہا طاقت اور خفیہ قوت ہوگی اور بہت سارے ممالک کی حکمتِ عملیاں اسکے حکم سے بنتی ہونگی۔

نسلیات کی تحقیق کرنے والے سائنسدانوں کی ہیبت ناک موت

(رباعی 81 سینچری 1)

مشکل کے زمانے میں سائنسدانوں کا ایک گروہ خصوصی طاقت والے ہتھیار بنائے گا۔ اپنی گوشہ نشینی کے باعث وہ عالمی جنگوں سے لاعلم ہونگے۔ "بازی کے پلٹنے کے بعد" وہ ہارنے والوں کے ساتھ ہونگے اور جیتنے والی قوم کو انکی اصلیت معلوم ہو جائے گی۔ انکی تقدیر اس بات پر ہوگی کہ انہوں نے اس تحقیق میں کتنا حصہ لیا ہے۔ اور چند کو عبرتناک موت دیجائے گی۔

خصوصی طور پر تین سائنسدان جنکے ناموں کے مخفف (K)، (Th) اور (L) ہونگے، ڈرامائی موت کا شکار ہونگے۔ انکی ہلاکت کی وجہ یہ ہوگی کہ یہ تینوں سائنسدان انسانی نسل کی تحقیق میں مرکزی حیثیت کے حامل ہونگے۔ اس تحقیق میں بہت سے سائنسدان شامل ہونگے لیکن تو لوگ اسکے مرکزی ذمہ دار ہونگے۔ یہ تحقیق 0s میں شروع ہوئی ہوگی اور مشکل وقتوں میں مکمل ہوگی۔

حصہ 6 تیسری جنگِ عظیم

6:16 خوفناک جنگیں، ہتھیار، بربادی، موت

مغربی ممالک میں بیداری، دنیا کے محور کی تبدیلی، اور سیاروں کے ملنے کیوجہ سے جنگ روکی جاسکتی تھی۔ کیونکہ کسی بھی تہذیب میں اگر قدرتی آفات ہو جائیں تو جنگ کی فتح کے اثر کو کم کردیتی ہیں اور قدرتی آفات کی وجہ سے جنگ رک جاتی ہے۔ (رباعی 40 سینچری 2)

تیسری جنگِ عظیم

مشکل کے زمانے میں بڑی زمینی، بحری اور فضائی جنگیں ہونگی۔ خفیہ ہتھیار جب سامنے

آئیں گے تو دنیا میں تہلکہ مچا دینگے اور دنیا کو خوف میں مبتلاء کر دینگے۔

(رباعی 17 سینچری 8)

دجال روائتی ہتھیار استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ جراثیمی ہتھیار استعمال کرنے سے نہیں ہچکچائے گا۔ جس سے بھوک، آگ اور آفات پھیلیں گی۔ یہ تمام مادے انتہائی زہریلے ہونگے اور اموات کا سبب بنیں گے۔

(رباعی 18 سینچری 2)

جب دجال مغربی ممالک پر قبضہ کر رہا ہوگا تو ایٹمی ہتھیار ایسی تباہی پھیلائیں گے جیسے بجلی گرنے سے ہوتی ہے۔ اور اسکے ذریعے زہریلے اجزاء کی بارش ہوگی۔ ایسے ہتھیار جو ہماری سوچ سے بھی باہر ہیں ایسی تباہی پھیلائیں گے جو پہلے کبھی نہیں ہوئی ہوگی۔ زمین لاشوں سے بھری ہوگی۔ اور وہ درد سے روئے گی۔

دجال اتنا طاقتور، دہشت ناک اور خطرناک ہوگا کہ سربراہِ مملکت خوف زدہ ہو جائیں گے اور اسکے خلاف کچھ نہ کر سکیں گے۔ یورپ کی پوری تہذیبیں صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں گی۔

(رباعی 19 سینچری 3)

جب بھی دجال کسی ملک پر قبضہ کرنے والا ہوگا تو وہاں بے شمار ہلاکتوں کا باعث ہوگا تاکہ بغیر کسی مزاحمت کے وہ قبضہ کر سکے۔ اس تباہی کے سامنے پچھلی تمام تباہیاں بچوں کا کھیل لگیں گی۔ جس طرح ہٹلر نے خون کی ندیاں بہا دیں وہ (دجال) خون اور دودھ کی ندیاں بہا دیگا۔

6:2 مشرقِ وسطیٰ میں ایٹمی خطرہ

(رباعی 60 سینچری 2)

مشرقِ وسطیٰ میں ایک بڑا ایٹمی خطرہ ابھرے گا۔ حملہ کرنے والا پہلے حملہ نہ کرنے کا وعدہ توڑتے ہوئے حملہ کریگا اس علاقے میں موجود دوسری طاقتوں کے بحری جہازوں کو بھی اس حملہ سے نقصان ہوگا۔

ریڈیائی ذروں سے انسانوں، جانوروں اور موسم پر جو اثر ہوگا اس سے دریا کا پانی سرخ ہو جائیگا۔ آتش فشاں پھٹنے سے بھی یہ اثر ہوگا۔ اسکی وجہ سے جسم پانی پر تیرتے ہوئے نظر آئیں گے، ان دھماکوں اور زمینی تبدیلیوں کی وجہ سے دریا اپنا راستہ تبدیل کر دینگے۔ جسکے نتیجے میں سرحدیں تبدیل ہو جائیں گی۔ اس وقت امریکہ میں ڈیموکریٹک صدر ہوگا وہ اس تنازعہ میں اپنی معیشت

کو فروغ دینے کے لئے شامل ہوگا۔

6:3 بحرِ متوسط (Mediterranean Sea) کی مہم اور جبل الطارق کی جنگ...... (رباعی 10 سینچری 3)

بحرِ متوسط کی مہم اور جبل الطارق کی جنگ کے دوران دجال موناکو (Monaco) پر قبضہ کریگا۔ اور اس جگہ کو اٹلی اور جنوبی یورپ پر چڑھائی کے لئے استعمال کریگا، شہزادہ رینئر کا جانشین جو کہ اسکا بیٹا ہوگا، مخالفت کی وجہ سے قید کرلیا جائے گا۔

6:5 نیویارک اور لندن میں جراثیمی جنگ اور حملہ

(رباعی 6 سینچری 2)

نیویارک اور لندن پر جراثیمی ہتھیاروں کے ذریعے حملہ کیا جائے گا جو کہ انتہائی مہلک ہوگا۔ یہ حملہ جراثیموں یا بیماری پھیلانے والے اجزاء سے کیا جائیگا۔ نیویارک اور لندن میں یہ جراثیم پھیلادئے جائیں گے۔ ان جراثیموں کی حالت اور اجزاء مختلف ہونے کی وجہ سے دونوں شہروں پر مختلف طور پر اثر انداز ہونگے۔ ایسا لگے گا کہ یہ دو مختلف بیماریاں پھیلی ہیں حالانکہ یہ ایک ہی تنظیم کی طرف سے پھینکے جائیں گے۔ اس قہر کی وجہ سے ان شہروں کی بنیادیں ہل جائینگی۔ جو لوگ ان شہروں کے مضافات میں آباد ہونگے وہ خوف اور دہشت کی وجہ سے ان جگہوں پر کھانا اور دوسری اشیاء نہ پہنچائیں گے۔ شہر کے باسی فاقہ کشی کی وجہ سے موت کا شکار ہوجائیں گے۔

لوگ شہر کی دکانوں پر حملہ کرکے انکولوٹ لینگے۔ اور سپاہی انکو ماریں گے۔ حکومت اس بات کی کوشش کرے گی کہ بچی ہوئی غذا کو صحیح طور پر تقسیم کرے مگر لوگ جلد بازی کرینگے اور خدا سے مدد کی درخواست کرینگے۔

6;6 دجال کا یورپ پر قبضہ (رباعی 76 سینچری 1)

مسیح دجال نے اپنے آپ سے دنیا پر حکومت کرنے کا وعدہ پچھلے جنم میں کیا تھا اور وقت کے پہیئے نے اس زندگی میں اسکو اس بات کی اجازت دی ہے۔ اسکی شیطانی طاقت کو نیکی ہی سے روکا جاسکتا ہے۔ وہ اپنی طاقت اور سفر نچلے درجے سے شروع کریگا۔ اور ترقی کرتا کرتا اوپر کے درجے تک پہنچنے کی کوشش کریگا۔

مسیح الدجال اپنی طاقت کو غلط استعمال کرنے کے باوجود دنیا کا بادشاہ بن جائیگا۔ اسکی طاقت اور حیثیت اسکے نام کے مطلب سے ظاہر ہوگی۔ اس کا نام بہت سے لوگوں کو لگے گا جو کہ پرانے وقتوں کی یاد ہوگا۔

مسیح الدجال ہٹلر سے زیادہ برا ہوگا۔ وہ مشرق وسطیٰ میں قیام کریگا۔ وہ اپنی زندگی کے بہت نازک موڑ پر ہے۔ اس وقت وہاں پر بہت ظلم۔ سیاسی عدم استحکام اور کرپشن ہے۔ یہ ماحول اس پر اثر انداز ہو رہا ہے اور اسکو اپنی منزل یاد آرہی ہے۔ (رباعی 75 سینچری 2)

تیسری عالمی جنگ کے دوران بحری تجارت اور عام تجارت بری طرح متاثر ہوگی۔ اگرچہ کچھ ممالک کے پاس گندم وغیرہ کافی مقدار میں ہوگی لیکن یہ مہنگی اتنی ہوگی کہ کوئی خرید نہیں پائے گا۔ جن ممالک میں قحط ہوگا وہاں لوگ زندہ رہنے کے لئے انسانوں کا گوشت کھائینگے۔ دوسرے ممالک کے پاس گندم بڑی مقدار میں پڑی خراب ہو رہی ہوگی لیکن وہ اسکو بیچ نہیں پائیں گے۔ کیونکہ جنگ کے دوران ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنے میں خطرات کے باعث کرائے بہت زیادہ ہونگے۔ (رباعی 77 سینچری 8)

وہ اپنی مہم میں کامیاب ہوگا۔ لیکن صرف عام ہتھیاروں سے۔ جبکہ نیوکلیئر طاقت بعد کے لئے بچا کر رکھے گا۔ زندہ لوگ مردوں کو دفنا بھی نہیں پائیں گے اور وہ انسانی ڈھانچے اور موت دیکھنے کے عادی ہو جائیں گے۔ اور ان سے نہ گھبرائیں گے۔

نہ ہی قذافی اور نہ ہی آیت اللہ خمینی دجال ہیں۔ لیکن وہ خطے کے عدم استحکام کا باعث بنیں گے۔ جو اسکی طاقت بڑھانے کا باعث ہونگے۔ دجال مصر میں تعلیم حاصل کریگا۔ کیونکہ وہاں اس وقت استحکام ہوگا۔ نیز یہ حصہ افریقہ اور مشرق وسطیٰ کے بیچ میں ہے۔

اس وقت کے سیاسی حالات دجال کے آنے کی راہ ہموار کرینگے۔ بہت سے ملکوں کا سیاسی اور ثقافتی نظام تباہ و برباد ہو جائے گا۔ مذہبی انتہاپسندوں (نہ کہ صوفی) کے پاس طاقت ہوگی اور وہ اپنے غیر انسانی کاموں میں اپنے آپکو حق بجانب سمجھیں گے۔ مذہبی جوش دجال کو اجازت دیگا کہ وہ طاقت حاصل کرے۔ اسکو ماننے والے اسکو مذہبی رہنما مانیں گے۔

(رباعی 71 سینچری 10)

اس کے اس زبردست پروپیگنڈے کے باوجود کہ دجال نے دنیا کو ایک عظیم جگہ بنا دیا ہے اسکی

مکاری بھی ظاہر ہو جائے گی۔اور تصویر کا دوسرا رخ واضح ہو جائے گا۔وہ اپنے ماننے والوں کے خیالات کے مطابق چل نہ سکے گا۔ (رباعی 50 سینچری 1)

دجال بحر روم، بحر احمر اور بحرہ عرب میں طاقت کا مظاہرہ کرتا نظر آئے گا وہ بہت زیادہ عالمی طاقت حاصل کر لے گا۔جمعرات کا دن اسکے لئے اہم ہوگا۔اور وہ اسکو اپنی عبادت کے لئے مخصوص کر دیگا۔وہ ہر ایک کے لئے خطرہ ہوگا خصوصی طور پر مشرق کے لئے۔کیونکہ وہ چین، روس اور پورے ایشیا کو قبضے میں رکھے گا۔دنیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اپنے قبضے میں رکھے گا۔

(رباعی 55 سینچری 1)

دجال کے پیدا کردہ سیاسی اور ثقافتی حالات شمال میں زیادہ محسوس کئے جائیں گے۔وہاں کے ترقی یافتہ اور ٹھنڈے موسم کی وجہ۔اسکے وقت میں معاشرے تباہ و برباد ہو جائیں گے۔جھوٹے کذاب بہت کثرت سے نمودار ہونگے۔جو کہ آسمانی مذاہب اور حق راستے کا دعوی کرینگے۔

(رباعی 92 سینچری 1)

کچھ عرصے کے لئے دجال کے زیر اثر علاقے میں لڑائی رک جائیگی۔لیکن کچھ عرصے بعد لوگ اپنی آزادی کو یاد کرتے ہوئے بغاوت پر آمادہ ہو جائیں گے۔بہت زیادہ تباہی و بربادی ہوگی۔اور لوگ اپنے مقصد کے لئے جانیں دیدینگے۔وحی کی پیشنگوئیاں درست ثابت ہونگی۔جیسے خون کی ندیاں گھوڑوں کی باگوں تک وہ زمانہ انتہائی دہشت ناک اور سخت ہوگا۔

(رباعی 80 سینچری 1)

دجال جمعرات کے دن کو اپنے خاص دن کے طور پر لیگا۔اسکے اسٹیج سے بہت زیادہ کشت و خون ہوگا جیسے ایک دہشت ناک درندے میں سے عفریت کا پیدا ہونا۔

طاقتور کیمیائی عمل سے بڑے پیمانے پر تبدیلیاں واقع ہونگی۔فضاء میں، درختوں میں، جانوروں میں، پودوں میں اور زمین کے اندر بھی۔زمانہ 7 اور زمانہ 1 میں بہت زیادہ تکلیف اور مایوسی کا راج ہوگا۔

دجال کے سیاسی اور مذہبی نظریات

(رباعی 75 سینچری 10)

دجال اپنے نظریات مارکس (Marx) اور اینگلز (Eagels) کے طرز پر ترتیب دیگا۔ جو کہ آبادی کے کنٹرول پر یقین رکھتے ہیں۔ روس اور چین اپنے ماضی کی بناء پر اسکے ہدف ہونگے۔ دجال اپنے نظریات پہلے ایشیاء اور پھر دنیا پر قبضہ کرنے کے لئے استعمال کریگا۔ وہ اپنے نظریات کو مختلف سیاسی اداروں کے ذریعے ترویج دیگا۔

(رباعی 95 سینچری 3)

دجال عیسائیت کو تباہ کرنے کے ارادے سے عیسائیت کو مسخ کر دیگا۔ وہ اسلام کی ہیئت کو بھی بدلنے کی کوشش کریگا۔ وہ اپنے نظریے کو مذہب کے متبادل کے طور پر پیش کریگا۔

(رباعی 19 سینچری 3)

دجال ہٹلر کی زندگی کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے طور طریقے واضح کریگا۔ اور اسکی غلطیوں سے سبق سیکھنے کی کوشش کریگا۔ ایسی کتابیں اور مواد اسکی دسترس میں ہوگا جو کہ عام عوام کی دسترس سے باہر ہوگا۔ اسکے لئے ممکن ہوگا کہ وہ ہٹلر کے بارے میں خفیہ نازی دستاویزات حاصل کرے اور اسکو غور سے پڑھے۔ اپنے آغاز سے ہی دجال ختم ہونے کے لئے آئیگا۔ کیونکہ وہ اس روحانی طاقت کے خلاف کام کریگا جو اس کائنات کا روح رواں ہے۔ ایسے لوگ جو اس راستے کو منتخب کرتے ہیں انکے لئے ہے کہ یہ صرف اس بات کا سوال ہے کہ وہ گرنے سے پہلے کتنا عرصہ لیگا اور اسکی وجہ سے اسکے اردگرد کے لوگوں پر کتنا اثر پڑیگا۔ بہت سے دوسرے آمروں کی طرح اسکی حکومت بھی مستحکم نہ ہوگی۔ اسکے اپنے ماتحت طاقت کے بھوکے ہونگے۔ دنیا کا نظام بدل جائیگا لیکن براعظموں کی شکل ویسی ہی ہوگی۔

آگمیوس (OGMIOS)

آگمیوس دجال کی طاقت کیخلاف ایسی طاقت ہوگی جو انسان کی روحانی طاقت سے جنم لے گی۔اور دجال کی حکومت کو ختم کرنے کا کام کریگی۔اس طاقت کو بہت سے ایسے ملکوں کی حمایت حاصل ہوگی جو دجال کے خلاف برسرِ پیکار ہونگے۔وہ غالباً کسی ایسے ملک سے جنم لیگی جو دجال کے زیرِ اثر ہوگا۔اور یہ طاقت خفیہ تحریکوں کے ذریعے جنم لے گی۔آگمیوس ایسی تحریکوں سے جنم لے گی اور دجال سے یوریشیا میں (قسطنطنیہ کے قریب) مقابلہ کریگی۔یہ مقابلہ تیسری جنگِ عظیم کے خاتمے سے پہلے ہوگا۔آگمیوس وسطی یورپ سے آئے گا اور روحانی طور پر تیار ہوکر آئے گا۔کیونکہ اس کا مقابل منفی طاقتوں کا مضبوط گڑھ ہوگا۔

آگمیوس عام لوگوں میں سے ہوگا اور نچلے درجے سے ترقی کرتا ہوا اوپر تک آئے گا۔اسکے پاس ٹیکنیکل تعلیم ہوگی لیکن وہ اپنے تجربے کو زیادہ اہمیت دیگا۔وہ ایک ایسا شخص ہوگا جسکی ترجیحات درست اور مسئلے کی تہہ تک پہنچنے کی صلاحیت ہوگی۔وہ ایسا شخص ہوگا جو عظیم عالی دماغ شخص کے آنے کی راہ ہموار کریگا۔آگمیوس اس بات کو پہچانے گا کہ وہ ایسا نہیں کہ دنیا کو حقیقی امن کی طرف لے جائے مگر ایسا ہے کہ "دنیا کو تباہ کرنے والے" کو تباہ کرنے میں مدد دیگا۔اور ایسے شخص کے آنے کی راہ ہموار کریگا جو دنیا کو حقیقی امن کی طرف لے جائے گا۔

(رباعی 24 سینچری 5)

جو تنظیم آگمیوس چلائے گا وہ برے اور کٹھن حالات میں سے ہوتے ہوئے نکلے گی۔اور دجال کے ختم ہونے کے بعد مستقبل کی حکومت میں ستون کا کام دیگی۔آگمیوس کے ساتھ "سورج کی عظمت" (Glory of Sun) ایک آدمی ہوگا جو کہ اونچے قد کا ہوگا۔وہ اچھا دوست اور خطرناک دشمن بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔وہ مضبوط عادات و اطوار اور مضبوط کردار کا مالک ہوگا۔یہ خوبیاں دجال کے خلاف لڑنے میں مدد دینگی۔اسکے اصول کسی سے متاثر ہوکر نہ بنائے گئے ہونگے اور اسکا ادارہ اسکی ذات کے سائے تلے دجال کے خلاف بہترین مزاحمت کریگا۔لیکن وہ مغرور نہ ہوگا۔

(رباعی 85 سینچری 2)

آگمیوس ان معنوں میں کمزور ہوگا کہ اسکے پاس افرادی قوت اور اسباب کم ہونگے۔اسکی تحریک مشکل سے کام کریگی۔

تین پادریوں کی وفات .... کیتھولک چرچ اور دجال

(رباعی 86 سینچری 4)

موجودہ پوپ قتل کر دیا جائیگا اور اگلا بھی زیادہ عرصہ نہیں رہے گا۔ آخری پوپ دجال کے آلۂ کار کے طور پر کام کریگا۔ اس زمانے سے ہی رومن چرچ دجال کا آلۂ کار بنا ہوا ہے۔ نادانستہ طور پر اسکے کام کر رہا ہے۔ اور وہ اس چیز سے واقف نہیں۔

رباعی 57 سینچری 2

آخری تین پوپ مختصر عرصے میں قتل کر دئے جائیں گے۔ آخری سے تیسرا اپنے قاتل کی گولی کا نشانہ بنے گا۔ آخری سے دوسرا دجال کی سازشوں کے ذریعے نگل لیا جائے گا۔ آخری جو ہوگا وہ عجیب ہوگا اور چرچ کو ختم کرنے میں آخری حد تک چلا جائیگا۔ دجال اسکو استعمال کرتا رہے گا یہاں تک کے وہ دجال کے راستے میں آجائے گا اس مقام پر وہ ختم کر دیا جائیگا۔ اور اسکا ختم ہونا کیتھولک چرچ کا خاتمہ ہوگا۔

موجودہ پوپ کا قتل

(رباعی 46 سینچری 8)

جس زمانے میں دجال اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنا شروع کریگا موجودہ پوپ قتل کر دیا جائے گا۔ جب وہ ویٹی کن سے باہر ایک سفر پر جائیگا دو کارڈینیل جو کہ پوپ سے قریب ہونگے خطرے کو بھانپتے ہوئے اپنے آپکو ویٹی کن میں بند کر لینگے۔ موجودہ پوپ دنیا میں امن کا خواہشمند ہے اور کچھ خفیہ طاقتوں کے خلاف کام کر رہا ہے (جو کہ رومن چرچ میں موجود ہیں)۔ ایک مقام آئے گا جہاں وہ طاقتیں جو پوپ کی طاقت اور دولت کو اپنے پاس رکھنا چاہتی ہیں پوپ کو ایک غلط مشورہ دینگی جس سے پوپ کو ایک خطرناک صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑیگا۔ پوپ کا قتل روم میں سیاسی عدم استحکام کا باعث بنے گا۔ اگلا پوپ زیادہ عرصہ نہ چل سکے گا۔ موجودہ پوپ کے بعد صرف دو پوپ ہونگے۔

(رباعی 97 سینچری 2)

پوپ اور اسکے اکثر ساتھی بہار کے آخر میں، جب گلاب کے پھول خوب کھلے ہونگے، یورپ کے ایک شہر جو کہ دو بڑے دریاؤں کے سنگم پر واقع ہے، قتل کر دئے جائینگے۔

(رباعی 15 سینچری 2)

موجودہ پوپ قتل ہوگا۔ ایک دُم دار ستارہ (Comet) شمالی کرہ (Hemisphere) پر

ظاہر ہوگا۔ پوپ کی فکر، انسانوں کے لئے ایک مکاری سے ترتیب دیئے گئے سفر کی طرف لے جائیں گے۔ جہاں پر اسکا خاتمہ ہوگا۔ اگلا پوپ دجال کے ہاتھوں قتل ہوگا۔ کیونکہ وہ اسکے مطالبے نہ مانے گا۔ یہ قتل دجال کو مہلت دیگا کہ وہ اپنا آلۂ کار کو پوپ کے دفتر میں بٹھادے۔ آخری سے دوسرا پوپ دجال کی سازشوں میں نگل لیا جائے گا۔ (رباعی 4 سنچری 1)

آخری سے دوسرا پوپ جو کہ موجودہ کے قتل کے بعد پوپ بنے گا، زمانہ کافی مختصر ہوگا۔ سیاسی غلطیوں کی بدولت وہ آخری پوپ کے لئے دجال کا آلۂ کار بننے کی راہ ہموار کریگا۔ اسکا دور چرچ کے خاتمے کی نشانی ہوگا۔ (رباعی 36 سنچری 2)

دجال کے مکمل طاقت میں آنے سے پہلے ایسا لگے گا جیسے کچھ اور حکمران دنیا کو قبضے میں کئے ہوئے ہیں۔ مگر حقیقت میں دجال انکو کٹھ پتلیوں کی طرح استعمال کر رہا ہوگا۔ اس زمانے میں وہ ایک جاسوس کارڈینیل کو آخری نے پہلے والے پوپ کی جاسوسی کے لئے لگادے گا اور وہ کارڈینیل پوپ کے پیغامات کو چوری کر کے ان میں ایسی تبدیلی لائے گا کہ انکا مطلب ہی بدل جائے گا۔ یہ پیغام صورتِ حال کو حقیقت سے زیادہ خراب دکھائے گا یہاں تک کہ پوپ غلط قدم اٹھالے گا اس طرح پوپ کی مقبولیت میں کمی واقع ہوجائیگی۔ کارڈینیل کو اپنی سازشوں اور چرچ کو نقصان پہنچانے کا افسوس ہوگا، مگر دجال کا ساتھ اسکا یہ افسوس ختم کردیگا۔

آخری پوپ (رباعی 65 سنچری 3)

آخری پوپ کو اس وقت نامزد کیا جائے گا جب ایک قدیم رومی کا مقبرہ دریافت ہوگا۔ جسکے فلسفے سے مغربی دنیا شدید متاثر ہوگی۔

یہ وہ زہریلا پوپ ہوگا جو صرف دجال کا ایک مہرہ ہوگا۔ اور جو کیتھولک چرچ کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگا۔ آخری پوپ غالباً فرانسیسی ہوگا۔ اسکی رنگت گہری اور آنکھیں نیلی ہونگی۔ وہ ظاہری طور پر مشکوک نظر آئے گا۔ اسکے اندر کوئی جسمانی کمزوری ہوگی۔ جیسے جھکا ہوا کندھا یا کوئی اور نقص (وہ کسی چوٹ کا اثر نہ ہوگا بلکہ پیدائشی ہوگا)۔ اسکا ذہن اس نقص کی وجہ سے تشدد پسند ذہن بن جائیگا۔ لوگوں کا طنز آمیز رویہ بھی اسکے ذہن کو متاثر کریگا۔ وہ کم عمری میں چرچ میں داخل ہوگا کیونکہ وہ جانتا ہوگا کہ وہ کسی لڑکی کو محبت یا شادی کے لئے تیار نہیں کرسکے گا۔ اسکے والدین نازی تحریک میں شامل تھے اور اسکول کے لڑکے اسکو نازی پسند کہہ کر چھیڑتے تھے۔ یہ پوپ ایک

عام انسان ہوسکتا تھا اگر اسکا بچپن اتنا بھیانک نہ ہوتا۔ اور وہ دنیا سے بدلہ لینے کا خیال دل میں نہ لاتا۔ یہ ایسی کمی ہے جسے دجال استعمال کریگا۔

یہ پوپ دشمنوں کو بتائے گا کہ "مجھے دیکھو، میں طاقتور ہوں، میں تم سے بہتر ہوں"۔ طاقت حاصل کرنے کے بعد وہ نادانستہ طور پر مظلوم لوگوں کے قتل اور ہلاکتوں میں شامل ہوگا۔ کیونکہ وہ دجال کا ساتھی ہوگا۔ وہ کسی کو خود نہیں ماریگا بلکہ دجال کے ایسا کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ خاص طور پر ان لوگوں کے جنھوں نے اس کو اس وقت تکلیفیں دی تھیں جب وہ چھوٹا تھا۔ یہ پوپ بظاہر کافی شریف نظر آئے گا کیونکہ یہ اسکے لئے فائدہ مند ہوگا۔ اس طرح دھوکہ دینا اور اپنی شخصیت کے دوسرے خطرناک رخ کو چھپانا آسان ہوگا۔ (رباعی 76 سینچری 2)

آخری پوپ چرچ سے بغاوت کریگا وہ اس طرح کے وہ انتہائی خفیہ اور اہم معلومات دجال کو دیگا۔ ایسی معلومات جو دجال کسی بھی طرح حاصل نہیں کرسکتا تھا۔ اگر اسکے اپنے جاسوس چرچ میں ہوتے تب بھی نہیں۔

کیتھولک چرچ کا خاتمہ (رباعی 70 سینچری 10)

کیتھولک چرچ پر اسکے حکمرانوں کی بے جا خواہشات کی وجہ سے تباہی چھا جائے گی۔ اسکے حکمران مغرور بن جائیں گے اور وہ یہ سوچیں گے کہ وہ ہر چیز حاصل کرسکتے ہیں انکے خواب اس وقت ٹوٹیں گے جب وہ ناکام ہوں گے اور چرچ کو کافی نقصان پہنچے گا یہاں تک کہ پوپ کو معزول کردیا جائے گا۔ کیتھولک وہاں کی طوائف الملوکی سے مایوس ہوجائیں گے۔ اور چرچ کے زیر اثر لوگ کافی کم ہوجائیں گے۔ (رباعی 25 سینچری 5)

کیتھولک چرچ کی بنیاد روم میں برباد ہوجائے گی۔ جیسے وہ سمندر میں ڈوب گئی ہو یہ واقعات مشرق وسطیٰ میں ہونے والے واقعات کے ساتھ ہونگے اور لوگ انکو ملائیں گے لیکن حقیقت میں یہ محض اتفاق ہوگا۔ لیکن عرب اس صورت حال سے فائدہ اٹھائیں گے۔ حالانکہ عرب اسکے ذمہ دار نہ تھے۔ ویٹی کن کی پابندیوں کے سبب چرچ کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ وہ جمع ہونے کی کوشش کریں گے لیکن یہ ایسا نقصان ہوگا کہ وہ دوبارہ سر نہیں اٹھا سکیں گے۔ یہ تباہی بتائے گی کہ چرچ بالآخر اتنے عرصے کے بعد کیوں ختم ہوگیا۔ یہ حادثہ انسانی اور قدرتی حادثات کا مجموعہ ہوگا۔ یہ طاقت سمندر اور آسمان سے اترنے والی بے انتہا قوت پر مشتمل ہوگی۔ جس سے جغرافیہ

تبدیل ہو جائے گا۔ یہ قدرتی آفات کہلائیں گی کیونکہ یہ دنیا میں رہنے والی کسی طاقت کے لئے ممکن نہیں۔ کوئی بھی اسکی وجوہات کو جان نہیں پائے گا۔ اور آخر کار ''قدرت کا عمل'' کہلائے گا۔ اسکے باوجود اس وقت کا سب سے بڑا واقعہ جس سے لوگوں کی توجہ ہٹی رہے گی وہ دجال کا ترکی میں داخلہ ہوگا۔

عالمی طاقت کے توازن میں کبال (Cabal) کے پنجے

دجال کے دور میں ایک خفیہ سازشی کبال پردے کے پیچھے سے دھاگوں کے سرے ہلا رہی ہے۔ (غالباً اس سے مراد یہودی خفیہ تحریک فری میسن ہے۔) انکی منزل ذاتی فائدوں کے لئے دنیا کی معاشیات اور سیاسیات کو قبضے میں کرنا ہے۔ یہ ماہر رہنما بہت سارے ملکوں، حکومتوں اور بڑے دارالخلافوں میں موجود ہیں۔ وہ آپس میں ملے ہوئے ہیں لیکن عمدہ طریقے سے اپنے آپکو چھپایا ہوا ہے۔ وہ نسبتاً کم حیثیت والی جگہوں، جیسے مشیر، سیکریٹری اور اسی کی طرح کی جگہوں پر ہیں لیکن یہی جگہیں حقیقت میں بہت اہم ہیں۔ دن کی روشنی میں وہ اچھے، شریف اور قابلِ تقلید شہریوں کی طرح نظر آئینگے اور اسی مقصد کے لئے کام کرینگے جس کے لئے انکی حکومتیں کر رہی ہیں مگر پردے کے پیچھے وہ ایک ہیں۔ اور آپس کے تعلقات اور معلومات کے ذریعے اپنے کام کو انجام دیتے ہیں۔ بظاہر انکے پاس کوئی سیاسی طاقت نہیں، لیکن درحقیقت دنیا کے حالات پر انکے پنجے مضبوط ہیں۔ جیسے تیز دانت ہر چیز میں گھسے ہوں۔ یہ خفیہ تنظیم صدیوں سے موجود ہے۔ انکی موجودگی دنیا کے بینکاری کے خاندانی نظام میں ملتی ہے۔ صرف جو خاندان اس میں مصروف ہیں انہی کو اسکا علم ہے۔ کبال کے حکمران بہت خاموشی اور آہستگی کے ساتھ طاقت کا ایک عالمگیری نظام بنا رہے ہیں۔ کیونکہ وہ پیچھے رہتے ہوئے قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ شروع میں جب دجال آئے گا تو کبال کے لیڈر اسی کو ایک نیا، نوجوان اور اچھوتا لیڈر مانیں گے، جسکو استعمال کرتے ہوئے وہ طاقت حاصل کر سکتے ہوں، لیکن دجال انکے اس منصوبے کو انہی پر الٹ دیگا۔

معاشی اور عسکری کارروائیوں میں کبال کی شرکت

(رباعی 88 سینچری 2)

دجال کامیابی سے پورے یورپ پر قبضہ کرلے گا عالمی بینکر اور معاشی ماہرین دجال سے

جنگ میں حصہ نہیں لینگے۔ اور اسکی توجہ کہیں اور چلی جائے گی۔ فرانس میں زیر زمین قوتیں پھلے پھولیں گی۔ کبال خاندانوں نے اپنا اثر اور سرمایہ بینکاری اور صنعتیں، جیسے سونے اور ہیرے کی کانیں، چمڑہ سیسہ وغیرہ، جیسا کہ یورپی بادشاہوں نے اپنا سارا زور تیسری دنیا کا استحصال کرنے میں استعمال کیا۔ ''ساتویں'' اور ''پانچویں'' کے نام ایک جیسے ہونگے اور ''ساتویں'' کو ''پانچویں'' کا حصہ سمجھا جائے گا۔ کبال عالمی اقتصادیات کو اپنے قبضے میں رکھیں گے اور بے روزگاری اور مہنگائی کو بڑھائینگے۔ انہوں نے ہر انسان کی زندگی کو متاثر کیا ہے۔

دجال کا کبال کو ختم کرنا (رباعی 18 سینچری 2)

کسی طرح دجال اپنی خفیہ اور سازشی طاقتوں کا استعمال کرتے ہوئے کبال کے ساتوں لیڈروں کو تلاش کر کے انکو ختم کردے گا۔ یہ وہی طریقہ ہے کہ اپنے دشمنوں کو پریشان اور ہراساں کر کے کمزور ریاستوں میں انکے اثاثوں پر قبضہ کرنا۔ اس وقت اسکو صرف یہ معلوم ہوگا کہ یہ لوگ اسکے یورپی دشمنوں کو سرمایہ فراہم کر رہے تھے۔ لیکن یہ اسکی کم نظری ہوگی۔ کیونکہ یہ کبال ہی ہے جو عشروں اور صدیوں سے چلنے والی جنگوں کو ہوا دے رہے ہیں۔ اور انکو ختم کرنا درحقیقت دجال کے خاتمے کی شروعات ہے۔ کیونکہ وہ لوگ اسکے خفیہ منصوبوں کو پروان چڑھا رہے تھے۔ جب وہ ختم ہو جائینگے تو وہ جن عالمی جنگوں کو ہوا دے رہے تھے وہ خود بخود ختم ہو جائیں گی اور دنیا میں قدرتی امن نافذ ہو جائیگا۔ جس سے دجال کو نقصان پہنچے گا۔

امیر امریکی سرمایہ دار، ایک نازی اور ترقی پسند

ایک بہت زیادہ امیر اور مشہور امریکی سرمایہ دار خفیہ طور پر امریکی نازی پارٹی اور Ku Klux Klan کے ساتھ تعلقات رکھتا ہوگا۔ اس آدمی کا واحد مقصد موجودہ امریکی حکومت اور آئین کو ختم کرنا ہوگا۔ وہ شخص سیاسی طور پر مستحکم لیکن پردے کے پیچھے رہنے والا ہوگا۔ جو خاموشی سے طاقت کے جال بنے گا۔ یہ جال بعد میں دجال کے کام آئیگا۔ اس شخص کی ایک کٹھ پتلی ہوگی جو کہ اسکے بجائے سامنے آئیگی۔ اور یہ تعلق دجال کے زمانے میں لوگوں کو معلوم ہوگا۔

بنیاد پرستوں کی نگرانی (رباعی 85 سینچری 2)

مشکل کے زمانے میں دین میں تبدیلی سے عوام پر اثر پڑیگا۔ مذہبی انتہا پسند اور کٹر ایسے

ہونگے جو ایک آدمی موٹا ڈنڈا لیکر اپنے ماننے والوں کے پیچھے لگا رہے کہ کوئی بھی ان میں سے ادھر ادھر نہ ہو جائے۔ یہ چیزیں حقوق، عزت اور بہادری کے خلاف ہونگی۔ بنیاد پرست عیسائیوں اور مسلمان دونوں میں ہونگے۔

دہشت گردوں کے حملے

آخری پوپ اس زمانے میں دجال کے اثر میں ہوگا۔ جب دنیا میں عدم استحکام، جنگیں اور دوسرے خطرناک واقعات ہونگے تاریخ وحشت ناک واقعات کی کڑی نظر آئے گی۔ ہر واقعہ پہلے سے خطرناک ہوگا۔

مایوسی کے زمانے میں عالمی رہنماؤں کا قتل کثرت سے ہوگا۔ یہاں تک کہ عوام اس بات کی فکر ہی نہیں کرینگے کہ موجودہ حکمران کون ہے۔ وہ اس چیز کو فضول کہیں گے کیونکہ حکمران اتنی کثرت سے قتل اور تبدیل ہونگے۔ اس جنگ وجدل کے درمیان دجال کے علاوہ ہر اس شخص کے لئے خطرہ ہوگا جو حکمرانی کا خواہشمند ہوگا۔ اور دجال ہی ان تمام ہلاکتوں کا ذمہ دار ہوگا۔

حصہ سوم

مسیح الدجال

دجال کا مشرقِ وسطیٰ میں طاقت میں آنا (رباعی 34 سینچری 3)

دجال کافی عرصے تک پردے کے پیچھے رہتے ہوئے دنیا کی طاقت اور قوت کو اپنے لئے جمع کرتا رہیگا اور اسی وقت منظرِ عام پر آئے گا جب اسکے کام کی بنیادیں اور عمارت بن گئی ہو گی۔ وہ انتہائی دھیان سے اپنا کام ترتیب دیگا اور وہ ممالک جنکے خلاف وہ کام کریگا بے خبری میں اسکی چرب زبانی کے جام میں آجائیں گے۔ (رباعی 77 سینچری 7)

دجال پردے کے پیچھے رہتے ہوئے دنیا کے دھاگے ہلا رہا ہے۔ اور اپنے آپکو اس نے ابھی ظاہر نہیں کیا ہے۔ وہ ایک انتظار کرتی ہوئی مکڑی کی طرح ہے۔ دنیا کے حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی چال چلے گا۔ جب اسکا وقت آئے گا تو وہ ایک ملک کی سیاسی صورتِ حال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے طاقت میں آجائے گا۔ یہ بات اسکے لئے کوئی معنیٰ نہیں رکھتی کہ وہ اس ملک کا باشندہ نہیں۔ وہ وہاں کے قانون کے سقم (کمزوری) کا فائدہ اٹھائے گا۔ مثال کے طور پر وہ کسی عسکری تنظیم میں اپنے کسی رشتہ دار کے انتقال کے بعد طاقت کے استعمال سے داخل ہو جائے گا۔

(رباعی 34 سینچری 1)

جس ملک پر قبضہ کرنے کی خواہش ہو گی وہاں کے باغیوں کو ہوا دے گا وہ وہاں کے مختلف سیاسی گروہوں کو یہ تاثر دے گا کہ وہ انکے مقصد کی حمایت کرتا ہے۔ حالانکہ حقیقت میں وہ انکو ایک دوسرے کے خلاف کھڑا کر رہا ہو گا وہ ممالک اندرونی طور پر مشکلات میں آجائیں گے۔ بیرونی دفاع سے کمزور ہو جائیں گے۔ (رباعی 23 سینچری 2)

دجال ایران میں ایک شخص کو چارے کے طور پر استعمال کر کے اور آیت اللہ کو بے وقوف بنا

کر طاقت میں آئے گا۔آیت اللہ کے قریبی لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کام میں شامل ہونگے۔یہ کام خوشامدیوں سے لیا جائے گا۔دجال پہلے آیت اللہ کے مخلص لوگوں کو ایک خانہ جنگی شروع کر کے بھگا دے گا اس طرح دجال ایک شخص کو آگے لائے گا جو آیت اللہ کا مخلص ہوگا۔لیکن ایرانی اس سے نفرت کرینگے۔جب وہ حکومت حاصل کر رہا ہوگا تو وہ قتل کر دیا جائے گا۔اور اسکے مخالفین سمجھیں گے کہ وہ اس کو قتل کر کے کامیاب ہو گئے۔لیکن انکو بعد میں معلوم ہوگا کہ وہ صرف انسانی چارہ تھا اور وہ لوگ ایسا کر کے دجال کے ہاتھوں میں کھیل رہے تھے۔

(رباعی 81 سینچری 2)

شروع میں دجال اپنے ذاتی حلقے یعنی ایشیا اور مشرق وسطیٰ میں طاقت حاصل کریگا۔جیسے جیسے دجال باہر کے علاقے میں طاقت حاصل کرے گا یعنی یورپ میں تو پہلے بحرہ روم میں جنوب کی طرف سے داخل ہوگا۔جو کہ اسکی طاقت کا علاقہ ہے۔چونکہ وہ مشرق وسطیٰ سے تعلق رکھتا ہے اسلئے وہ شمالی افریقہ کے لوگوں کو پہلے ہی تابع بنا چکا ہوگا۔جو ثقافتی طور پر اس سے قریب ہونگے۔ایشیائی اور مشرق وسطیٰ کے لوگوں کی طرح۔

دجال کا معاشی نظام (رباعی 40 سینچری 1)

دجال مختلف جگہوں کے معاشی نظام کو ملا کر ایک نظام میں ڈھالے گا اس دنیا پر حکومت کرنے کی خواہش بڑھے گی اور وہ ایک کرنسی پوری دنیا میں جاری کرائے گا اور دوسری کرنسیاں منسوخ ہو جائینگی۔مصر سے ایک مقبول اور کرشماتی شخصیت کا حامل رہنما اس چیز کی مخالفت کریگا۔کہ عرب ریاستیں اپنی کرنسی کو چھوڑ کر دنیا کی ایک کرنسی پر آجائیں۔عوام الناس کی طرف سے بھی اسکی مخالفت کی جائے گی۔

دجال کا ایشیا پر قبضہ کرنا (رباعی 50 سینچری 4)

دجال اپنے نائب کمانڈر بھیج کر برّ اعظم ایشیا کے بڑے بڑے حصوں پر قبضہ کر لے گا۔دجال کا اپنے نائبین سے تعلق چھپا ہوا ہوگا اور دنیا یہ نہیں سمجھ پائے گی کہ نائبین صرف کٹھ پتلیاں ہیں۔حقیقت تب کھلے گی جب انکو ہٹا کر دوسروں کو حکمران بنا دیا جائے گا۔شروع شروع میں امریکی حکومت مداخلت نہیں کریگی۔کیونکہ وہ سمجھے گی کہ یہ حکمران باقاعدہ انتخابات جیت کر عوام کی

طرف سے آئے ہیں۔ لیکن بعد میں معلوم ہوگا کہ یہ تو دجال کے آلۂ کار اور اسکے بندے ہیں۔

(رباعی 95 سینچری 3)

روس دجال کا پہلا ایشیائی شکار ہوگا۔ اور وہ یہ قبضہ طاقت سے نہیں بلکہ چالاکی اور لوگوں کو مجبور کرنے کی صفات استعمال کرتے ہوئے کریگا۔ وہ روسیوں کو بے وقوف بنا کر انکو اپنی طاقت کے اندر لے آئے گا اور وہ لوگ کچھ بھی نہیں کر پائینگے۔ وہ یہ سمجھیں گے کہ وہ اپنی بہتری کا کام کر رہے ہیں روس میں آنے سے پہلے مشرقِ وسطیٰ کی اکثریت اسکے قبضے میں ہوگی۔ اسکے بعد وہ چین اور باقی برِ اعظم ایشیا کی طرف توجہ کریگا۔ اور ایسی صورتِ حال پیدا کریگا کہ جس سے پوری دنیا پر قبضہ ہوجائے۔ چین کے لوگوں کو وہ دوغلے پن سے نہیں بلکہ اور طریقے سے زیرِ اثر کریگا۔

دجال کی ثقافتی یلغار اور یورپی مہم (رباعی 15 سینچری 2)

دجال اپنی یورپی مہم کا آغاز اس وقت کریگا جب دوسرا پوپ قتل کر دیا جائے گا۔ برطانیہ کا وزیرِ اعظم اور امریکی صدر ملاقات کر کے اس مسئلے پر غور کرینگے۔ وہ سمندر پر ملاقات کرینگے جس طرح چرچل اور روزویلٹ نے اپنی ملاقات حفاظت اور خفیہ رکھنے کے لئے کی۔

(رباعی 81 سینچری 2)

اسلحہ استعمال کرنے اور جنگ کے دوران ایک انتہائی خطرناک اور مؤثر حملہ دجال کا دشمن کے ثقافتی مرکزوں پر حملوں کی دھمکیاں ہوگا۔

عوام الناس کو جسمانی نقصان پہنچانے کے بجائے انکی ثقافت پر حملہ۔ کیونکہ عام طور پر لوگ ایسی جگہوں کو اہمیت دیتے ہیں جنکی تاریخی اور ثقافتی اہمیت ہو۔ یہ دہشت ناک حملے دشمن کے لئے بہت طاقتور ہونگے۔ اور انکو گھٹنوں پر لے آئیں گے۔ یورپ کو ابتدائی جھٹکا دینے کے لئے وہ روم کے شہر کو فضائی حملوں کے ذریعے خاک کردے گا۔ یہ شہر یہاں تک تباہ ہوجائے گا کہ ''روم کی سات پہاڑیاں'' زمین کے برابر ہوجائیں گی۔ روم مکمل تباہ ہوجائے گا۔ جیسے سمندر سے کسی چیز نے آکر ہر چیز ختم کردی ہو۔ وہ یونان کے ثقافتی مرکزوں کو ختم کرنے کی بھی دھمکیاں دے گا۔ جس میں یونان کے اعلیٰ ثقافتی، تعلیمی مراکز اور ایتھینز بھی شامل ہوگا۔ جزیرہ نما علاقے کے زیادہ تر ثقافتی خزانے اور بڑے بڑے شہروں کو بھی تباہ کردے گا۔ دنیا کے رہنما کچھ عرصہ کے لئے یہ ظلم دیکھ کر سکتے میں آجائینگے۔ دجال انکے فیصلے نہ کرنے کی قوت اور ہمت دیکھ کر جلدی جلدی اور تیزی

سے بڑی بڑی جگہوں اور حکومتوں کو قبضے میں کر لے گا۔ دجال اسی طرح کی حیرت ناک اور بے نظیر چالیں چل کر آگے بڑھتا جائے گا۔ اور پوری دنیا کو قبضے میں لے لے گا۔ ثقافتی خزانوں کو ختم کرنے کی مہم اس طرح بھی اہم ہے کہ وہ ایسا کر کے قائم شدہ ثقافت کو ختم کر کے اپنی ثقافت لے کر آئے گا۔ جیسا کہ The Moors (اسپین فتح کرنے والے مسلمان) نے کی تھی۔ وہ اسپین میں داخل ہوئے تھے۔ فرق صرف یہ ہوگا کہ یہ حملہ پورے براعظم پر ہوگا۔

(رباعی 84 سینچری 2)

مشکل کے زمانے میں موسمیاتی تبدیلیاں اور قحط ہوگا۔۔ دجال اٹلی اور یونان پر حملہ کر کے وہاں کے ثقافتی مرکز ختم کریگا۔ اور وہاں کے شہریوں کے حوصلے پست کر دیگا۔

دجال کا کیتھولک چرچ سے انتقام (رباعی 43 سینچری 5)

یورپی ثقافتی مرکز کو تباہ کرنے کے ساتھ ساتھ دجال ویٹی کن لائبریری کو تباہ و برباد کرنے کے ارادے سے حملہ کریگا۔ وہ یہ حملہ ویٹی کن کی بچی ہوئی حاکمیت کو ختم کرنے کے لئے کریگا اس کا ایک طریقہ یہ ہوگا کہ وہ ایسی خفیہ اور متنازع معلومات کو منظرِ عام پر لے آئے گا۔ وہ معلومات ایسی ہونگی جو کیتھولک چرچ نے اپنے آپکو نقصان پہنچنے کے ڈر سے چھپائی ہونگی۔ اس عمل سے چرچ کے پادری اور طالب علم مختلف گروہوں میں بٹ جائینگے اور ہر ایک اپنی الگ سوچ اور نظریہ پیش کریگا۔ اس افراتفری اور غلط فہمی سے کیتھولک چرچ دجال کے راستے سے ہٹ جائے گا۔

(رباعی 62 سینچری 1)

ویٹی کن لائبریری دجال کے ہاتھوں لٹنے سے ایسی عالمی معلومات اور حقائق سامنے آجائینگے جو صدیوں سے چھپائی جا رہے تھے۔ حالانکہ دجال تشدد استعمال کرتا ہے لیکن حقیقت میں دجال کی شخصیت میں تبدیلی آرہی ہوگی۔ اس معلومات کی اشاعت سے جو مثبت اثر پڑیگا اس سے دجال کی شخصیت پر بھی مثبت اثر پڑیگا۔

(رباعی 12 سینچری 2)

کیتھولک چرچ سے تعلق رکھنے والے لوگ، خصوصی طور پر پادری پرانی روایات پر جمے رہینگے۔ یہ روایات بدلتے ہوئے حالات کے مطابق ختم ہو چکی ہونگی۔ دجال اور آخری پوپ نے چرچ میں ''اندھی لوٹ مار'' مچا رکھی ہوگی۔ دجال ویٹی کن لائبریری پر چھاپہ مار کر وہاں کی بے حرمتی

کریگا۔اپنی فوج کو مالی امداد دینے کے لئے وہاں کے خزانے لوٹ کرلے جائیگا۔کیتھولک چرچ غیراہم بن جائے گا اور اپنی ہی موت کا سبب بنے گا۔

دجال کی ترکی آمد (رباعی 25 سینچری 5)

جب روم میں کیتھولک چرچ تباہ و برباد ہورہا ہوگا اور خطرناک مگر پراسرر "قدرت کے ہاتھ" سے ختم ہورہا ہوگا۔تو لوگوں کی توجہ اس زمانے کے انتہائی اہم واقعہ سے ہٹی ہوئی ہوگی۔وہ ہوگا دجال کی ترکی آمد۔ (رباعی 39 سینچری 2)

جرمنی فرانس، اسپین اور اٹلی کے جاسوس اور غدار خفیہ طور پر دجال کے یورپ پر حکومت کے لئے کام کرینگے۔جنگ کے وقت تعلیمی سرگرمیاں روک دیجائیں گی۔

دجال کے بارے میں عالمی ردعمل (رباعی 96 سینچری 2)

سفارتی غلطیاں مختلف ممالک میں دجال کی قوت کو بڑھائیں گی۔شروع شروع میں جب دجال کے پاس اتنی طاقت نہ ہوگی تو مختلف ممالک کی حکومتیں (جہاں دجال نہ ہوگا) دجال کے خلاف اقدام سے گھبرائیں گی۔یہاں تک کہ بہت دیر ہوجائیگی۔حالانکہ لوگوں کو یہ احساس ہوگا کہ دجال اندھیری طرف (From Dark side) سے طاقت حاصل کرتا ہے۔لیکن لوگ دجال کی شیطانی نفرت اور مقناطیسی طاقت کے ذریعے اسکی طرف کھنچتے چلے جائیں گے۔وہ اپنی مہم آگے بڑھاتا جائیگا اور پڑوسی ممالک کو وہاں کے سیاسی حالات اور عدم استحکام کی وجہ سے قبضہ میں کرتا جائے گا۔یہاں تک کہ وہ پورے برّاعظم ایشیاء کو اپنی حکومت میں لے آئے گا۔جب ایک شہاب ثاقب شمالی کرہ پر نظر آئے گا "ے" میں تو دجال اپنی طاقت بڑھارہا ہوگا۔

(رباعی 37 سینچری 1)

اسکی طاقت، اثر اور کام کرنے کی ہمت اس زمانے میں کم ہوجائیں گی جب عوام الناس جنگ میں شامل ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں مکالمے کرینگے۔دجال کی جنگی آبدوزوں (Submarines) کی وجہ سے جہاز رانی بہت مشکل ہوجائیگی غیرملکی بندرگاہوں پر دشمن کے فوجیوں کی وجہ سے سمندری تجارت کو نقصان پہنچے گا۔بہت سی فیصلہ کن جنگوں میں بندرگاہیں اہم کردار ادا کرینگی۔بہت سے لوگ اپنے گھروں سے دور جنگوں میں ہلاک ہوجائینگے۔

(رباعی 86 سینچری 5)

مدافعتی طاقت استعمال کر کے دجال کی طرف سے کی جانے والی تباہی و بربادی روکی جاسکتی تھی لیکن مغربی مما لک کے درمیان سفارتی اختلاف کی وجہ سے صورتِ حال کو معمول میں لانا مشکل ہوگا۔ برطانیہ اور امریکہ کے پاس اتنی مقدار میں عسکری طاقت ہوگی کہ وہ دجال کو روک سکیں لیکن آپسمیں اتحاد و یگانگت کی کمی کی وجہ سے کوئی بھی میدان میں نہیں آئے گا۔اس وقت میں دونوں مما لک کے درمیان عسکری معاہدہ اپنے ابتدائی دور میں ہوگا۔اور دونوں طاقتوں نے فیصلے کرنے کی قوت حاصل نہ کی ہوگی۔ اسکے علاوہ مواصلات اور سفری سہولیات میں تعطل کی وجہ سے ماہرین کے ضروری سیاسی تجزیے اپنے حکمرانوں اور رہنماؤں کو نہ پہچان سکیں گے۔اس دوران دجال بڑی تیزی سے مما لک پر قبضہ کرتا جا رہا ہوگا۔

(رباعی 67 سینچری 4)

ایک بہت روشن دُم دار ستارہ (Comet) ظاہر ہوگا۔اس سے پہلے اسکا کسی کو علم نہ ہوگا۔اسکی وجہ سے زمین میں حیرت انگیز تبدیلیاں رونما ہونگی۔زلز لے، آتش فشاں اور موسمیاتی تبدیلیاں ہونگی۔نیز خشک سالی اور قحط ہوگا۔معاشرتی بے چینی اور عدم استحکام دجال کو قوت میں آنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

5.2 موسمی آلات

(رباعی 22 سینچری 1)

موسم کو کنٹرول کرنے والے آلات (جو سائنسدانوں نے بنائے ہونگے) میں خلل پیدا ہوجائے گا۔جسکی وجہ سے برف اور برفانی تودوں کے ذریعے بڑی تباہی پھیلے گی۔

5.4 خلائی گاڑی کے حادثے کے سبب ماحول میں طاعون کے جراثیموں کا پھیلنا

(رباعی 65 سینچری 2)

نا اہل حکمران جنھوں نے اپنے خاندان کے نام پر اقتدار حاصل کیا ہوگا خلائی گاڑی کے حادثے کا سبب بنیں گے۔یہ خلائی مشن امریکہ اور فرانس کا مشترکہ ہوگا۔اس خلائی گاڑی میں سائنس دان بھی ہونگے۔اس مشن کا مقصد خلاء میں جراثیمی ہتھیاروں کا تجربہ کرنا ہوگا۔حادثے کی وجہ سے جراثیم ماحول میں پھیل جائیں گے اور طاعون کا سبب بنیں گے۔

5.6 زمین کے توانائی کے میدان میں شگاف سے زلزلوں کا پیدا ہونا

(رباعی 46 سینچری 1)

سائنسدان زمین میں موجود مختلف توانائی کے میدانوں پر تحقیق کر رہے ہونگے۔انکا مقصد

ان کو اپنے کنٹرول میں کرنا ہوگا۔ شمالی سمندر میں ایک خفیہ تجربے کے دوران زمین میں شگاف پڑ جائے گا اور وہاں سے توانائی کی ایک تیز لہر نکل کر خلاء میں چلی جائے گی جس سے زمین میں نہ رکنے والے زلزلے شروع ہو جائیں گے۔ دنیا والے اسکو قدرتی زلزلہ ہی سمجھیں گے۔ کیونکہ بعد میں بھی ان حکومتوں کی جانب سے اسکو چھپایا جائے گا۔

5.9 زلزلے پیدا کرنے والے انتہائی خفیہ ہتھیار (ETW)

(رباعی 83 سینچری 9)

زمین دوز خفیہ تجربہ گاہوں میں ایک ہتھیار بنایا جائے گا جس کے ذریعے زمین کی فالٹ بیلٹ پر مصنوعی زلزلے لائے جاسکیں گے۔ اس ہتھیار کو اس علاقے کے اوپر ہوائی جہاز سے لیجایا جائے گا اور طاقت ور لہروں کو اس علاقے کی فالٹ بیلٹ پر ڈالا جائے گا۔ جو ملک یہ بنائے گا وہ اسکے ذریعے دوسرے ممالک کو دھمکائے گا۔ کیونکہ زمین میں فالٹ بیلٹ اکثر ملکوں میں موجود ہے۔......بعد میں اس مشین کو دجال اپنے قبضے میں لے لیگا۔ شروع شروع میں ماہرین ارضیات اس کو قدرتی زلزلے ہی سمجھیں گے۔ لیکن بعد میں انہیں شک پڑ جائے گا۔ اور جب زلزلے زیادہ شروع ہو جائیں گے تو انکو مزید ثبوت مل جائیں گے یہ قدرتی زلزلے نہیں ہیں۔

دجال کے لئے تمام دنیا کی تیاری کے باوجود جو ایمان والے اس سے پہلے کے فتنوں سے بچ جائیں گے اور اہلِ حق کے ساتھ ڈٹے رہیں گے دجال انکو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

دجال کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا

عن ابی قلابة عن رجل من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم عن النبی صلی الله علیه وسلمقال :ان من بعد کم أومن ورائکم الکذاب المضل وان رأسه من ورائه حبکا حبکا وانه سیقول أنا ربکم فمن قال کذبت لست ربنا ولکن الله ربنا علیه توکلنا والیه انبنا ونعوذ بالله منک فلا سبیل له علیه. (مسند امام احمد بن حنبل:۲۳۵۳۴)

قال المحقق شعیب الارنؤط :اسناده صحیح رجاله ثقات رجال الشیخین غیر صحابیه۔

ترجمہ..... حضرت ابو قلابہؒ ایک صحابیؓ سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تمہارے بعد یا تمہارے پیچھے ایک جھوٹا گمراہ کرنے والا ہوگا۔اور اسکا سر (یا سر کے بال۔راقم) پیچھے سے بندھے ہوئے ہونگے۔اور وہ یہ کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔تو جس نے کہا کہ تو نے جھوٹ بولا تو ہمارا رب نہیں ہے بلکہ ہمارا رب تو اللہ ہے اسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی جانب ہم متوجہ ہوئے ہیں اور ہم تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔فرمایا تو ایسے شخص پر دجال کا کوئی بس نہیں چل سکے گا۔

یہ ہے یہودیوں کا جھوٹا کانا خدا، جو اللہ پر بھروسہ کرنے والوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔انسانیت کے جس ناسور کو لانے کے لئے ابلیس ملعون نے ہزاروں سال تیاریاں کیں ....انسانیت کا لہو پلا پلا کر جسکی پرورش کی.....جس کو دنیا میں لانے کے لئے اللہ کی زمین کو فتنہ وفساد سے بھر ڈالا.......... معصوم بچوں کے کٹے جلے لاشے ماؤں نے اپنے ہاتھوں سے دفنائے.....بہنیں بھائیوں کو روتی رہیں.......بچے ماؤں کی لاشوں سے لپٹ لپٹ کر روئے اور روتے روتے ہی دنیا سے رخصت ہوگئے......عراق کے دجلہ وفرات کا پانی روک کر انکو ابو بکرؓ وعمرؓ کے جانشینوں کے خون سے جاری کردیا.....اس کانے دجال کا راستہ صاف کرنے کے لئے قوم افغان کی نسل کشی کی۔ابلیس کی پوجا کرنے والوں نے دجال کے لئے ایک عالمی حکومت قائم کی اور دجال مخالف قوتوں پر دنیا کی زمین بھی تنگ کردی۔پہاڑوں کی غاروں تک میں دجالی اتحادی فوجوں نے انکا پیچھا کیا....کانا دجال .....اسکے اتحادی (منافقین، یہودی، ہندو، یہودی طوائفوں کے جنے نام نہاد عیسائی اور مسلمان حکمران) سب کے سب ''غیر ریاستی عناصر'' کو شکست دینا چاہیں گے..... لیکن سب نامراد ہونگے اور ذلت کی کالک ان سب کے چہروں پر مل دی جائے گی۔

یہ ہے وہ ملعون.....انسانیت کا دشمن.....روشن خیالوں، ترقی پسندوں اور ماڈریٹ اسلام کے پیروکاروں کا جھوٹا خدا جو اتنی جلدی تھک جائے گا۔اسکے تمام سیٹلائٹ، ایٹمی ٹیکنالوجی، اقوام متحدہ، ناٹو اور نان ناٹو اتحادی، آئی ایم ایف، ورلڈ بینک، عالمی ادارہ صحت اور وہ یہودی جو نسل در نسل اس خدا کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرتے رہے، سب غیر ریاستی عناصر (عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کے مجاہدین) کے ہاتھوں کتے بلیوں اور سانپ بچھوؤں کی طرح مارے جائیں گے۔

دنیا کے بے تاج بادشاہ راک فیلر، روتھ شیلڈ، مورگن، آغا خان، عربوں میں چھپے بیٹھے

یہودی سب عبرت کی تصویر بنے گندی نالی کے کیڑوں کی طرح ابل رہے ہونگے اور زمین بھی انکے وجود سے کراہیت محسوس کرتی ہوگی۔

سچے رب کے سچے نبی نے فرمایا ''وھو اھون علی اللہ'' کہ وہ دجال اللہ تعالیٰ کے لئے بہت ہلکا ہے۔ اور فرمایا '' لا تزول طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین علیٰ من ناوأھم حتیٰ یقاتل آخرھم المسیح الدجال. (ابو داؤد)

ترجمہ: میری امت کی ایک جماعت حق کے دفاع کے لئے قتال کرتی رہے گی، جس نے ان سے دشمنی کی یہ اس پر غالب رہیں گے، یہاں تک کہ ان (مجاہدین) کی آخری جماعت دجال سے قتال کرے گی۔

ایک اور حدیث میں اس جنگ کا نقشہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھینچا۔ فرمایا: ''لا تقوم الساعة حتیٰ یقاتل المسلمون الیھود فیقتلھم المسلمون حتیٰ یختبی الیھود من وراء الحجر والشجر فیقول الحجر او الشجر یا مسلم یا عبد اللہ ھذا یھودی خلفی فتعال فاقتله الا الغرقد فانه من شجر الیھود. (مسلم شریف: ۲۹۲۲)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں سے جنگ نہ کرلیں۔ مسلمان انکو قتل کرینگے یہاں تک کہ یہودی پتھر اور درختوں کے پیچھے چھپتے پھرینگے۔ پر پتھر یا درخت بھی بول اٹھے گا اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہے آؤ اور اسکو قتل کردو۔ البتہ غرقد کا درخت نہیں بولے گا کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔

فائدہ...... غرقد کا درخت کانٹے دار جھاڑی نما ہوتا ہے۔ جو کہ بنجر زمین میں اگتا ہے۔ اس درخت کو زمانہ قدیم سے ہی انسانیت کے لئے نقصان دہ سمجھا جاتا رہا ہے۔ یہ یہودیوں کی جانب سے دنیا بھر میں لگایا جارہا ہے۔ غرقد کا درخت دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک قسم کو انگلش میں لائیسیم (Lycium) اور دوسری قسم کو نائٹریا ریٹوسا (Nitraria retusa) کہتے ہیں۔ اسرائیل نے بھارت کو بھی اسکی شجر کاری کی پیش کی تھی۔

یہ قسم بھی کھاری زمین میں ہوتی ہے۔ اسکی لمبائی ڈھائی میٹر (2.5m) تک جاتی ہے۔ البتہ عام طور پر یہ ایک میٹر سے کم ہی ہوتا ہے۔

علم نباتات کی ماہرین نے اگر چہ اس دوسری قسم کو بھی غرقد ہی کہا ہے لیکن توریت میں ''سفر قضاۃ'' میں جس غرقد کا ذکر آیا ہے اور یہودی بھی جسکو اپنی جائے پناہ سمجھتے ہیں وہ ''لاسیم'' (Lycium) ہے۔ جسکو عربی میں ''العوسج'' کہا جاتا ہے۔ (سفر القضاۃ: بحوالہ انسائیکلو پیڈیا وکیپیڈیا)

یہودی دنیا بھر میں اس درخت کو بڑے پیمانے پر لگا رہے ہیں۔ تا کہ اسکے پیچھے چھپ کر موت سے بچ سکیں۔ لیکن وہ جتنا چاہیں چھپنے کی کوشش کریں، جتنی چاہیں تیاریاں کریں اللہ تعالیٰ سے کہاں چھپ سکتے ہیں۔ وہ دنیا کو جتنا دھوکہ دے سکتے ہیں دیں لیکن اس رب کو کیسے دھوکہ دینگے جو خلاؤں سے آگے کی دنیا کا علم رکھتا ہے، جو پہاڑوں کی تاریک غاروں، برمودا تکون، شیطانی سمندر اور اصفہان میں چھپے رازوں اور پینٹا گون کیمپ ڈیوڈ اور اسرائیلی پارلیمنٹ میں ہونے والی سرگوشیوں کا علم رکھتا ہے۔ وہ عالم الغیب اس بات کا بھی علم رکھتا ہے کہ سویڈن جیسے پر امن سمجھے جانے والے ملک میں دجال کے لئے یہودیوں نے کیا تیاریاں کی ہیں؟ وہاں سے عالم اسلام کے خلاف جادو کے اثرات کس طرح چھوڑے جا رہے ہیں؟ سوئٹزر لینڈ جیسے خوبصورت ملک کی رعنائیاں اپنے اندر کیسی گھناؤنی سازشیں چھپائے ہوئے ہیں؟ وہ ایک ایک بات، ایک ایک راز اور ایک ایک سرگوشی کا علم رکھتا ہے اور وہ اپنے ان محبوب بندوں کی حفاظت سے غافل نہیں جو اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر چکے ہیں اور جیسا کہ میرے آقا نے ابن صیاد کو ڈانٹ کر فرمایا تھا کہ تو اپنی اوقات سے آگے نہیں بڑھ سکتا اسی طرح یہودیوں کی یہ تمام محنتیں، کاوشیں، سازشیں اور مکاریاں اپنی اوقات سے آگے نہیں بڑھ سکتیں۔ اس دن سب ناکام ہو جائیں گے جس دن کا یہودی انتظار کر رہے ہیں۔ دنیا میں جاری یہ جہاد، ان کی آرزوؤں، امنگوں اور حسرتوں کو یوں اُڑا لے جائے گا جیسے تیز ہوائیں تنکوں کو اُڑا لیجاتی ہیں۔ مجاہدین کے سروں پر انعام رکھنے والے اس دن کہاں اپنے سر چھپائیں گے جب مجاہدین کی ٹھوکروں پر ان کے سر کسی فٹ بال کی طرح لڑھک رہے ہونگے۔ وہ دن دور نہیں۔ بالکل دور نہیں۔ لیکن کیا دشمنان اسلام کی اتنی تیاریاں دیکھ کر مسلمانوں کو اسی طرح اپنی ذمہ داریوں سے غافل اپنی ذاتی زندگی میں ہی مدہوش پڑے رہنا چاہیے؟ مستقبل کے خطرات سے لاپرواہ سیاہ گھٹاؤں کے سروں پر آنے کے باوجود ابھی بھی ہر ایک کو یہی فکر لگی ہے کہ اس کی اپنی حیثیت برقرار رہے۔ اس کا اپنا مکان و مقام، حلقہ مریداں اور عزت و جاہ پر کوئی حرف نہ آئے۔ دین بھی ہاتھوں سے نہ نکلے اور بڑی بڑی بلڈنگیں بھی قربان نہ

ہوں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ بھی راضی ہو جائے اور ابلیس بھی ناراض نہ ہو...... کیا یہ ممکن ہے کہ ابلیس کے بنائے نظام سے بغاوت بھی نہ کرنی پڑے اور وحدہ لاشریک کا دین بھی غالب آجائے ...... ہمارے نفس نے ہمیں کیسے دھوکے میں ڈال دیا کہ اللہ کے دشمنوں سے بغاوت کئے بغیر ہم اللہ کے بن جائیں گے؟ ایسا کیوں کر ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اللہ کے دشمنوں سے بھی ڈرتے رہیں اور متقین (اللہ سے ڈرنے والوں) میں بھی ہمارا شمار ہو جائے۔

موجودہ حالات میں اگر کوئی بالکل ہی حالات سے اندھا ہو رہے تو اس کی بات الگ ہے لیکن وہ مسلمان جو تھوڑا بہت بھی حالات کا ادراک رکھتا ہے وہ کس طرح سکون سے سو سکتا ہے ...... اتنا نازک وقت جب کہ ہر مسلمان کے ایمان کی تاک میں بھیڑئے گھات لگائے بیٹھے ہوں...... تاریخ انسانی کے بھیانک ترین فتنے اپنے جبڑے کھولے تمام انسانیت کو نگل جانے کے درپے ہوں۔ اگر اب بھی بیدار ہونے کا وقت نہیں آیا تو پھر یقین جانئے اس کے بعد پھر صور اسرافیل ہی سونے والوں کو جگائے گی۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں اس فتنۂ عظیم سے نمٹنے کا ایک ہی راستہ ہے۔ وہ ہے دنیا کی محبت دل سے نکال کر اللہ کی ملاقات کا شوق دل میں پیدا کرنا اور اس سے ملاقات کے لئے کوشش کرنا۔ اس کا جو راستہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا ہے وہی اصل ہے اور اسی کو آخری حکم کے طور پر اس امت کے لئے باقی رکھا ہے۔ کیونکہ نبی کریم پر یہ دین مکمل ہوا اور آپ کے بعد کوئی بھی جھوٹا نبی آکر اگر کسی محکم فریضے کو ساقط کرنے یا اس میں تاویلات کر کے اپنی جانب سے شرائط عائد کرنے کی کوشش کرے گا تو امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے منہ پر تھوک دے گی اور ہر اس عمل کو رد کر دیگی جو قرآن وسنت سے ٹکراتا ہوگا۔

سوائے ایمان والو! دنیا میں رونما ہونے والے یہ حادثات ...... خفیہ ہوں یا ظاہر..... یہ بیداری کا پیغام ہیں سونے والوں کے لئے .... کمر کس کے میدان میں نکلنے کا سبب ہیں ان کے لئے جو سستی اور کاہلی کا شکار ہو چکے اور سمجھ بیٹھے کہ دنیا کی یہ چکا چوندھ اور رعنائیاں ہمیشہ یوں ہی باقی رہیں گی حالانکہ کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ سورہ کہف کی ابتدائی آیات میں ایمان والوں کو یہی سمجھایا گیا ہے "بلاشبہ زمین پر جو رونقیں ہم نے سجائی ہیں تاکہ ہم آزمائیں کہ کون اچھے اعمال کرتا ہے۔ اور بے شک اس زمین جو کچھ بھی ہے ہم اس کو چٹیل میدان بنانے والے ہیں"۔ (سورہ کہف)

اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والوں کو دجال کے سامنے ان آیات کو پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اور فرمایا ''تم میں سے جس کسی کے سامنے دجال آجائے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کے منہ پر تھوک دے اور سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ (طبرانی، حاکم)

دوسری روایت میں بھاگ جانے کا حکم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی دجال کے آنے کی خبر سنے تو اس سے دور بھاگ جائے۔ اللہ کی قسم آدمی اس کے پاس آئے گا وہ خود کو مومن سمجھ رہا ہوگا۔ اس کی پیروی کر بیٹھے گا''۔ (ابوداؤد، طبرانی)

دجال سے کتنا دور بھاگنا چاہئے یہ بھی نبی کریم نے بیان فرمایا۔ ارشاد فرمایا ''لوگ دجال سے اتنا بھاگیں گے کہ پہاڑوں میں چلے جائیں گے''۔ (صحیح مسلم)

چنانچہ فتنہ دجال سے بچنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ دجال سے کھلی بغاوت کرے یعنی اس کے سامنے خاموش نہ رہے بلکہ اس کے منہ پر تھوک دے۔ اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو پھر دجال کے زیرِ اثر علاقوں سے ہجرت کر جائے اور ان علاقوں میں چلا جائے جہاں دجال کی خدائی تسلیم نہ کی جاتی ہو۔ جس کو اللہ سے جتنی محبت ہوگی وہ اللہ کے دشمنوں سے اتنی ہی نفرت کرتا ہوگا۔ تو جو اللہ سے زیادہ محبت کرنے والے ہونگے۔ وہ دجال کے خلاف اپنے گھر، مال، دولت، عزت، وجاہ اور جان تک قربان کردیں گے۔ سو جو اس وقت بھی اللہ کے لئے جان دیگا اس کے لئے یہ بشارت ہے۔

''جو دجال کے یا اس کے لوگوں کے ہاتھوں شہید ہونگے انکی قبریں تاریک اور گھٹا ٹوپ راتوں میں چمک رہی ہونگی۔ (الفتین نعیم ابن حماد)

وہ افضل شہداء میں شمار ہونگے۔ (الفتین نعیم ابن حماد)

ابھی تک جو کچھ آپ نے پڑھا یہ سب ابلیس اور دجال کی تیاریاں ہیں۔ وہ کس طرح اس دنیا سے خیر کا خاتمہ کر کے شر کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ انکی تیاریاں، وسائل، قوت اور خفیہ سازشیں دیکھئے اور اسکے مقابلے میں اللہ کے لشکر کو دیکھئے۔ اسکے باوجود مٹھی بھر دیوانے دنیا کے مختلف خطوں میں اپنے لہو سے کس طرح حق کا دفاع کر رہے ہیں اور مسلسل دجال کے منصوبوں کو خاک میں ملا رہے ہیں۔ جو لوگ اسکے منصوبوں پر اس طرح پانی پھیر دیتے ہیں جیسے کوئی بچوں کے بنائے ریت کے گھروندوں کو پیر سے ڈھا کر چلا جائے انکے خلاف تمام دجالی قوتوں کو بولنا ہی چاہئے...... کالم نگاروں کے قلم سے دجال کے دفاع میں غلاظت باہر آنی ہی چاہئے یقیناً دجال اور

اسکے پیروکاروں کو یہ مجاہدین بہت برے لگنے چاہئیں کہ یہ ابھی تک کباب میں ہڈی بنے ہوئے ہیں۔لیکن ہمیں ان سے کوئی شکوہ وگلہ نہیں کہ انھوں نے اپنے لئے کھل کر دجال کے راستے کا انتخاب کیا ہے...... جو حشر دجال کا وہی انکا بھی...... لیکن حق والوں کو اب بیدار ہونا ہوگا...اسی طرح کھل کر...... محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں کے ساتھ کھڑا ہونا ہوگا۔

جنگ جاری ہے...... ایک طویل جنگ...... ایسی جنگوں میں نفع ونقصان اتنے اہم نہیں ہوتے بلکہ...اصل بات حوصلے،عزم اور اپنے نظریے پر ایمان کی ہوتی ہے۔

آیئے دجالی قوتوں کے مقابلے لڑنے والے اس لشکر کے بارے میں جان کر اپنے ایمان کو تازہ کرتے چلئے اور آپ خود بھی اسکا حصہ بن جایئے کہ...... آپ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہیں۔اور دجال ہم سب کا دشمن ہے...... ہمارے دین کا...... ہماری زمینوں کا...... گھروں کا......کاروبار کا...... ہمارے بچوں کا...... آجایئے...... کہ میدان پکارتے ہیں...... بڑھتے چلئے...... منزل پکارتی ہے،آؤ کہ منزل پکارتی ہے۔

ہم کس دور میں ہیں

قال حذیفۃؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون النبوۃ فیکم ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اذا شاء ان یرفعھاثم تکون خلافۃ علیٰ منھاج النبوۃ ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اذا شاء اللہ ان یرفعھا ثم تکون ملکا عاضا فیکون ماشاء اللہ ان یکون ثم یرفعھااذا شاء ان یرفعھا ثم تکون ملکا جبریۃ فتکون ماشا اللہ ان تکون ثم یرفعھا اذا شاء ان یرفعھا ثم تکون خلافۃ علیٰ منھاج النبوۃ. (مسند احمد،ج:۴،ص:۲۷۳)

تعلیق شعیب الارنؤط: اسنادہ حسن

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت ہوگی۔جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے رہے گی۔پھر جب اسکو ختم فرمانا چاہیں گے ختم فرمادینگے۔اسکے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہوگی۔جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے رہے گی۔پھر جب اسکو ختم فرمانا چاہیں گے ختم فرمادینگے۔پھر ظالم بادشاہت ہوگی۔جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے رہے گی پھر جب اسکو ختم فرمانا چاہیں گے ختم فرمادینگے۔پھر جابر بادشاہت ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے رہے گی پھر

جب اسکو ختم فرمانا چاہیں گے ختم فرمادینگے۔

عن ابی عبیدة و معاذ بن جبل عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان هٰذا الامر بدأ نبوة و رحمة ثم یکون خلافة و رحمة ثم ملکا عضوضا ثم کائن جبریة وعتوا وفسادا فی الارض یستحلون الحریر والفروج والخمور یرزقون علیٰ ذٰلک وینصرون حتیٰ یلقوا الله. (شعب الایمان للبیہقی، ج:۵، ص:۱۶)

ترجمہ: حضرت ابوعبیدہؓ اور معاذ ابن جبلؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اسلام کی ابتدا نبوت ورحمت سے ہوئی، پھر خلافت رحمت ہوگی، پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی پھر جابر بادشاہت ہوگی، اور سرکشی وفساد سے زمین بھر جائے گی۔ وہ لوگ ریشم، زنا اور شراب کو حلال کرلیں گے، اس پر انکو رزق دیا جائے گا اور انکی مدد کی جائے گی۔

فائدہ: ان دونوں احادیث کے مطابق ہم جس دور سے گذر رہے ہیں یہ فساد فی الارض کا دور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی زمین پر حاکمیتِ اعلیٰ (Sovereignty) اللہ تعالیٰ کی ہونی چاہئے۔ اگر اللہ کے علاوہ حاکمیتِ اعلیٰ انسانوں کے بنائے قانون کی ہے تو ایسی زمین فساد سے بھری ہوئی ہے۔ خلافتِ عثمانیہ ٹوٹنے کے بعد کا دور فساد فی الارض کا دور ہے۔ لیکن یہ امت اب پھر سے ایسی خلافت قائم کرنے کی جانب بڑھ رہی ہے جو نبوت کے طریقے پر ہوگی۔ الحمدللہ اسکے آثار بہت نمایاں ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام خلافت کی اہمیت کو سمجھنے لگے ہیں اور یہودی طوائفوں کی جنی ''جمہوریت'' کی حقیقت انکے سامنے کھل کر آگئی ہے۔ چنانچہ اہلِ ایمان کو مایوسیوں سے باہر آنا چاہئے خصوصاً ان مسلمانوں کو جو اس وقت پچاس سال سے اوپر کی عمر میں ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مایوسیوں کا بڑا طویل دور دیکھا ہے۔ لیکن اب مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت میں ایسے جواں ہمت پیدا کیے ہیں جو تمام قومیتوں کے متحدہ بت ''اقوامِ متحدہ'' کو مسمار کر کے خلافتِ اسلامیہ قائم کرنے کا عزم کیے ہوئے ہیں۔

عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اول هٰذا الامر نبوة ورحمة ثم یکون خلافة ورحمة ثم یکون ملکا ورحمة ثم یکون امارة ورحمة ثم یتکادمون علیها تکادم الحمیر فعلیکم بالجهاد وان افضل جهادکم الرباط وان

افضل رباطکم عسقلان. (المعجم الکبیر:۱۱۱۳۸)

قال الھیثمی: رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس معاملے (اسلام) کی ابتداء میں نبوت ورحمت ہے۔ پھر خلافت ورحمت ہوگی۔ پھر بادشاہت و رحمت ہوگی۔ پھر امارت ورحمت ہوگی پھر وہ اسکواس طرح دانتوں سے کاٹیں گے جیسے گدھے ایک دوسرے کوکاٹتے ہیں، البذاتم پر جہادلازم ہےاور بہترین جہاد (جہاد کے راستے میں) پہرے داری ہے۔ اور بہترین پہرہ داری عسقلان کی ہے۔

علامہ ہیثمیؒ کہتے ہیں کہ اسکے افراد ثقہ ہیں۔

آؤ......کہ منزل پکارتی ہے!

آج سے آٹھ سال پہلے 2001 کے موسم سرما کے ابتدائی ایام میں کیا کوئی شخص کسی مجاہد کی اس پیشن گوئی پر یقین کرسکتا تھا کہ'' امریکا سے جنگ کے لئے ہم اپنی مرضی کا میدان منتخب کرینگے، اور ہم اس کو اپنی پسند کے میدان میں گھسیٹ کرلائینگے۔''

الیکٹرانک میڈیا کی چکاچوندھ میں چندھیاجانے والی آنکھیں، پرنٹ میڈیا کے سیلاب میں ماؤف ہوجانے والی عقلیں ایسی پیشن گوئی کرنے والے کوکم عقل یا'' حقیقت'' سے ناواقف ہونے کاالزام ہی دیتیں۔ ظاہری نظر سے حالات کامطالعہ کرنے والے اکثر دھوکہ کھاجاتے ہیں۔ حالانکہ انکا اپنے بارے میں یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ حقیقت پسندی سے حالات کا مطالعہ کرنے والے ہیں، اور انہی کے تجزیے اس قابل ہیں جن پر آمنا صدقنا کہاجائے۔ اور انکی بات سے اختلاف کرنے والے، کم فہم، جذباتی اور ناسمجھ جیسے القاب سے نوازے جاتے ہیں۔ حالانکہ اگران تجزیہ نگاروں (Analysts) کے ماضی کے تجزیات کا پلندا اٹھا کر مطالعہ کیا جائے تو ہر سمجھ دار انسان یہ فیصلہ کریگا کہ ان سے زیادہ، ناسمجھ، کم فہم اور آنکھوں دیکھی حقیقت کا انکار کرنے والا کوئی نہیں۔ انکے تجزیوں اور شعراء کے تخیلات میں کوئی فرق نہیں جنکے تخیلات کی پرواز نامعلوم وادیوں میں بھٹکتی رہتی ہے اور کبھی حقیقت سے ہمکنار نہیں ہو پاتی۔

انسان جب اپنے پیدا کرنے والے سے دور ہوجاتا ہے، اور غیب کی باتیں جاننے والے اپنے رب کیساتھ اسکا رشتہ کمزور ہوجاتا ہے، تو پھر اس پر حقائق منکشف نہیں ہوسکتے بلکہ ایسے تجزیہ

نگاروں پر شیاطین آتے ہیں جو انکے دلوں میں وسوسے ڈالکر انکی سوچوں کو اغواء اور انکی عقلوں کو اپنے پاس یرغمال بنالیتے ہیں۔ البتہ جنکی سوچیں عالم الغیب کے رنگ میں رنگی ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو اور انکی سوچوں کو صحیح راستوں پر ڈالدیتے ہیں خواہ تاریکی، دھند اور غبار نے راستے کتنے ہی دھندلے کردئے ہوں۔

یہ آج کی بات نہیں تاریخ انسانیت اس ظاہر و باطن کے معرکوں سے بھری پڑی ہے۔ جس طرح حق و باطل کے معرکے میں باطل کے حصے میں ناکامی و نامرادی کے سوا کچھ نہ آیا، اسی طرح ظاہر پر ایمان لانے والے ہمیشہ دھوکہ کھاتے رہے۔

ہر انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے سر کی دو آنکھوں کے ساتھ ساتھ دل کے اندر بھی دو آنکھیں پیدا فرمائی ہیں، سر کی آنکھیں صرف ظاہر کو دیکھتی ہیں جبکہ دل میں موجود آنکھیں چیزوں کی حقیقت تک پہنچ کر انکے اندر تک جھانک آتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کرتے **اللھم ارنی الاشیاء کما ھی۔ اے اللہ مجھے چیزوں کو حقیقی صورت میں دکھلایا کیجئے۔**

سر کی آنکھوں سے محروم ہو جانے والا اتنا قابلِ رحم نہیں جتنا کہ دل کی آنکھوں سے اندھا ہو جانے والا قابل رحم ہے۔ کیونکہ آپنے کتنے ہی سر کی آنکھوں کے اندھے ایسے دیکھے ہونگے جو اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے میں کامیاب ہوئے، اور باوجود کچھ نظر نہ آنے کے وہ گناہوں سے صرف اسلئے رکے رہے کہ انکا مالک انکو دیکھ رہا ہے۔ اسکے برخلاف آپنے کتنے ہی ظاہری آنکھیں رکھنے والوں کو دیکھا ہوگا، جو سب کچھ دیکھنے کے بعد بھی اپنے پیدا کرنے والے کو بھی نہ پہچان سکے، انسانیت اور شیطانیت کی جنکو تمیز نہ ہو سکی، جہالت اور علم میں جو فرق نہ کر سکے، اندھیرے اور اجالے کو نہ پہچان سکے اور چمکتے دمکتے اجالوں سے منہ موڑ کر ابلیس کے اندھیرے راستوں کے راہی بن گئے۔ ان میں آپکو مفکر بھی ملینگے، معلم بھی، واعظ و خطیب بھی ملینگے اور نفع و نقصان کا تجربہ رکھنے والے تاجر بھی۔ صرف اسلئے کہ انکے دل کی آنکھیں اندھی ہو گئی تھیں۔ اور وہ چیزوں کے ظاہر کو ہی حقیقت سمجھ بیٹھے۔

ایک قوم کہیں صحراء میں رہتی ہو، جہاں سیلاب کا کوئی خطرہ نہ ہو، اور ان میں کا کوئی امین و صادق شخص وہاں بڑی کشتی بنانا شروع کردے اور لوگوں کو آنیوالے سیلاب سے ڈرائے تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دل کے اندھے اس شخص کے ساتھ کیا سلوک کرینگے۔ یہی کہ اسکا مذاق اڑایا

جائیگا، اسکی عقل پر شک کیا جائیگا، شریر لونڈں کو اسکے پیچھے لگا دیا جائیگا۔ کیوں؟ صرف اسلئے کہ سر میں موجود ظاہری آنکھیں ہر طرف صحرا دیکھ رہی ہیں، کہیں دور تک کوئی سمندر، کوئی بڑا دریا نہیں۔ کبھی سیلاب بھی وہاں نہیں آتے۔ پھر ''اشرافیہ (Elite)'' میں سے بھی کوئی اس شخص کی تصدیق نہیں کر رہا۔ سو دل کی آنکھوں کے اندھے اس کشتی کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتے۔ جبکہ وہ لوگ جنکے دل ودماغ روشن ہیں، سر کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ دل کی آنکھیں بھی تندرست وتوانا ہیں، اور اس شخص کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس نے کبھی کسی سے جھوٹ نہیں بولا، کبھی کسی کے ساتھ بے ایمانی نہیں کی، ہر ایک کی بھلائی ہی اسکی زندگی کا مقصد ہے، سو یہ لوگ اس کی بات کو سچ مانینگے اگرچہ ظاہری آثار اسکے مخالف ہی کیوں نہ ہوں۔

تاریخ خود ایک جج ہے، یہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے دنیا کے سامنے کر دیتی ہے، سو تاریخ کا فیصلہ اٹل رہا کہ عقل کے اندھے اس سیلاب میں ڈوب گئے اور انکا نام ونشان بھی نہ رہا۔ جبکہ دوسرا طبقہ اس سیلاب سے بچ گیا اور روئے زمین پر نسلِ انسانی کی بقاء کا ذریعہ بنا۔ یہ طبقہ حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لا کر انکی کشتی میں سوار ہو جانے والا طبقہ تھا۔ جبکہ خود کو مدبر ومفکر، اشراف ومعزز سمجھنے والے صفحۂ ہستی سے مٹادئے گئے، نہ انکی ''دانشوری'' کام آئی، نہ انکے ''تجزیئے'' اس وعدے کو ٹال سکے جو حضرت نوح علیہ السلام سے انکے رب نے کیا تھا۔

ذرا قومِ عاد کی تاریخ پڑھئے۔ ایک ایسی قوم جو فنِ تعمیر (Architecture) میں ترقی کر کے اپنے عروج کو پہنچ چکی ہو، اور تعمیرات سے متعلق تمام تر حفاظتی انتظامات کئے ہو۔ نہ کسی دشمن کی ان تعمیرات کے اندر تک رسائی ہو سکے اور نہ ہی باہر سے اسکو کوئی نقصان پہنچایا جا سکے، غرض اپنی تعمیرات سے متعلق انکو کسی نقصان کا کوئی خوف وخدشہ نہ ہو۔ اگر انکی تعمیرات کے بارے میں یہ کہا جائے کہ تمہیں تمہاری ان بلند وبالا اور پہاڑوں جیسی مضبوط عمارتوں میں ہی تباہ کر دیا جائیگا، تو ظاہری نظروں سے ان دیوہیکل عمارتوں کو دیکھنے والے، اس میں استعمال شدہ میٹیریل کا سائنٹفک تجزیہ کرنے والے بھلا اس بات پر کیسے یقین کر سکتے ہیں۔

لیکن یہاں بھی تاریخ نے انکو اندھا ثابت کیا۔ اور قومِ عاد اپنی تمام تر ترقی، فنِ تعمیر میں انتہائی مہارت، زلزلہ پروف، شاک پروف اور ہر طرح کی تخریبی کاروائیوں سے محفوظ تعمیرات کے باوجود انہی عمارتوں میں عبرت کا نشان بنادئے گئے، جن پر انکو بڑا ناز تھا۔ حالانکہ اللہ تعالٰی انکو انکی عمارتوں

سے باہر نکال کر بھی مار سکتے تھے، لیکن قیامت تک آنے والوں کو یہ سمجھانے کے لئے، کہ تمہارے تجزیے لفاظی کے سوا کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے دہکتے الاؤ میں پھینکا اور ظاہر بین یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم نے اپنے معبودوں سے بغاوت کرنے والے، اپنے بتوں کو توڑنے والے ابراہیم کو آگ میں جھونک کر اسکی ہڈیوں تک کی راکھ بنا ڈالی۔ لیکن حقیقت کیا تھی؟ ظاہر کے بالکل برعکس۔ اللہ کے دشمن اور اسکے پیارے انبیاء علیہم السلام کے قاتل یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تختۂ دار پر چڑھا کر یہ سمجھ لیا کہ ہم نے اسکو پھانسی بھی دیدی۔ لیکن ظاہری نگاہیں دھوکہ کھا گئیں اور آج تک اسی دھوکے میں مبتلاء ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے دل کی آنکھیں رکھنے والوں کو چھ سو سال بعد بتا دیا کہ انکو سولی نہیں چڑھائی گئی بلکہ انکو آسمانوں پر اٹھا لیا گیا ہے۔ سو دل والے اس بات پر ایمان لائے حالانکہ یہ سب کچھ انھوں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا۔

سردارانِ مکہ، عقل و دانش، تدبّر و فراست، تجربہ کار و جہاندیدہ سمجھے جانے والے، ظاہری آنکھیں رکھنے والے صرف اسلئے دھوکہ کھا گئے کہ دل کی آنکھوں سے محروم تھے، کبھی دل کی آنکھوں کو روشن کرنے کی جستجو اور تڑپ بھی پیدا نہ ہو سکی۔ جبکہ حبشہ کا غلام...... کہ غلام کا صرف ذہن ہی غلام نہیں ہوتا بلکہ اسکا آقا اسکی سوچوں تک کو اپنا پابند بنانے کی خواہش کرتا ہے، لیکن دل روشن ہوا اور ہوتا ہی چلا گیا۔

ابو جہل، جسکا سر بھی بڑا تھا اور جسکو اپنی عقل و دانش اور ذہانت و ذکاوت پر بھی بڑا ناز تھا، محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک شب کے تھوڑے سے حصے میں آسمانوں پر چلے جانے اور خالق کائنات سے ملاقات کر آنے کی خبر پر یقین نہ کر سکا.... کیونکہ عقل اس بات کو کیسے تسلیم کر سکتی تھی کہ اتنا طویل سفر، بغیر کسی سواری کے کوئی انسان اتنی جلدی طے کر سکتا ہے، سو انکار کر بیٹھا، مذاق اڑانے لگا اور سمجھا کہ اسکے خلاف لوگوں کو بھڑکانے، اسکے راستے سے روکنے کی بہترین بات اسکے ہاتھ لگ گئی ہے، سو ایک دل والے سے کہہ بیٹھا کہ اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو یہ کہے کہ وہ رات آسمانوں پر گیا اور اپنے رب سے ملاقات کر کے آیا ہے۔ دل والے نے پوچھا کون کہتا ہے؟ ابو جہل کہنے لگا تمہارا دوست۔ بلا تامل تصدیق کر ڈالی... کہ معاملہ دل کا تھا عقل کا نہیں۔ فرمایا وہ کبھی جھوٹ نہیں کہتے اگر انھوں نے ایسا کہا ہے تو ایسا ہی ہے اس میں کوئی شک

نہیں۔دل کا اندھا اس جواب پر مزید اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا،اور تصدیق کرنے والا صدیق اکبر بن کر قیامت تک ایسا روشن ہوا کہ جس نے اس سے نسبت جوڑلی وہ بھی روشن ہوگیا، جس نے اس سے نفرت کی انکے دل بھی کالے کردیئے گئے اور انکے چہرے بھی مسخ کردیئے گئے۔ اسکے بعد جب سورہ روم کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں، جن میں سلطنتِ فارس کے روم پر غالب آجانے کے ذکر کے بعد یہ بیان ہے کہ رومی مغلوب ہونے کے بعد جلد غالب آجائینگے۔ یہ آیات ایسے وقت میں نازل ہوئیں جس وقت ''زمینی حقائق'' یہ تھے کہ اہلِ فارس رومیوں کو مکمل شکست دے چکے تھے،ان سے شام کے تمام علاقے چھین چکے تھے اور رومیوں کا دارالسلطنت قسطنطنیہ فارس والوں کے محاصرے میں تھا۔

ایسے وقت میں قرآن کریم کا یہ اعلان کہ عنقریب رومی فارس والوں پر غالب آجائینگے، دنیا کے ظاہر پر نظر رکھنے والوں کو''زمینی حقائق'' کے خلاف نظر آرہا تھا، لیکن جنکے دل روشن تھے،اور جو صرف دنیا کے ظاہر کو دیکھ کر فیصلے کرنے کے بجائے دل کی آنکھوں سے نظر آنیوالے حقائق کو سامنے رکھ کر تجزیے کیا کرتے تھے، انھیں اس بات پر اتنا یقین تھا کہ کافروں کے سردار ابی ابن خلف سے دس اونٹنیوں کی شرط لگادی کہ سات سال کے اندر اندر رومی فارس والوں پر غالب آجائیں گے۔ (واضح رہے کہ اسوقت تک شرط لگانا حرام نہیں ہوا تھا) یہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ واپس آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن میں رومیوں کے غالب آنے کی مدت کے بیان میں ''بضع'' کا لفظ استعمال ہوا ہے جسکے معنیٰ دس سے کم کے ہیں۔ لہٰذا تم شرط کی مدت دو سال اضافہ کرکے نو سال طے کرو اور شرط بھی بڑھادو۔ چنانچہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر ابی ابن خلف سے کہا کہ ہم دو سال کی مدت بھی بڑھاتے ہیں اور دس کے بجائے سو اونٹ شرط میں رکھتے ہیں۔ ابی ابن خلف تو دنیا کے ظاہری زمینی حقائق کو دیکھ رہا تھا کہ جو حالت اس وقت رومیوں کی ہے ایسی حالت میں نو سال تو کیا سو سال تک غالب آنے کے بھی کوئی آثار نظر نہیں آتے بلکہ غالب آنا تو بہت دور، رومیوں کے لئے تو اپنا وجود بچالینا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ سو اسنے یہ شرط قبول کرلی۔ جبکہ دوسری جانب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس سے زیادہ مطمئن تھے کہ جو بات انکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی وہ کبھی غلط نہیں ہوسکتی، خواہ زمینی حقائق کچھ بھی ہوں۔

پھر دنیا نے دیکھا کہ یہاں بھی دل کی آنکھیں رکھنے والوں کے تجزیے ہی درست ثابت ہوئے جبکہ زمینی حقائق کا رٹا لگانے والوں کے نصیب میں رسوائی ونامرادی آئی۔

اس ظاہر وباطن کی کشمکش کی ایک طویل تاریخ ہے جتنی کہ حق وباطل کی۔ چودہ سوسال پہلے مدینہ منورہ کے ساتھ والی پہاڑی جسکو جبلِ سلع کہا جاتا ہے اس چھوٹی سی اسلامی ریاست کا آخری دفاع ہے۔ اسکے آگے خندقیں کھودی جارہی ہیں، بھوک وتھکاوٹ سے نڈھال امیرِ لشکر اور مجاہدین سخت زمین کا سینہ چاک کر کے اسکو اپنے لئے دفاعی لکیر بنانا چاہتے ہیں، اس ریاست پر اس کے دشمن چڑھ دوڑے ہیں اور ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہیں، قسمیں کھا کر، عہد وپیمان لیکر نکلے ہیں کہ اس نئے مذہب اور اور اسکے ماننے والوں کو اسی سرزمین میں دفن کر کے ہمیشہ کے لئے انکا وجود مٹادینگے۔ مدینہ منورہ کے اندر موجود منافقین بغلیں بجارہے ہیں، کہ اب ان مسلمانوں کو پتہ چلے گا، ہم انکو سمجھاتے تھے، کہ اتنی طاقتور قوموں سے دشمنی مول لینا دانشمندی کا تقاضا نہیں، انھوں نے جذبات میں آکر ''زمینی حقائق'' کو بھی نہیں دیکھا، اور انکو انکے دین نے دھوکے میں ڈالدیا، اور انکے امیر نے مرواہی دیا۔ اب انکو کون بچائے گا؟

دوسری جانب بھوک، پیاس، تھکاوٹ، منافقین کی تیر ونشتر سے تیز باتیں اور سامنے سے دشمن کا لشکرِ جرار۔ امیرِ لشکر، ہادی ورہبر، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ میں کدال لئے خندق کھودنے میں مصروف ہیں۔ کدال کی ایک ضرب سخت چٹان پر پڑتی ہے زبان مبارک سے روم کی فتح کے اشارات نکلتے ہیں، دوسری ضرب لگتی ہے پھر روشنی نکلتی ہے پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کسریٰ کے خزانے عطا کردئے گئے۔ زمینی حقائق کیا ہیں اور زبانِ مبارک سے کیا ارشاد ہورہا ہے۔ زمینی حقائق کے پجاریوں کی زبانیں وہاں بھی چلیں، ہر چیز کو عقل وخرد پر تولنے والوں نے وہاں بھی تجزیوں اور تبصروں کے انبار لگادئے لیکن اہلِ دل نے اس بات پر اتنا سچا یقین کیا گویا وہ یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں۔ اور جو اہلِ دل نے دیکھا وہی دنیا نے دیکھا۔ روم وفارس محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے قدموں تلے روندے گئے، جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبے وہاں کے گلی کوچے، اسلام کی روشنی سے منور ہوئے۔

سو آج اگر کوئی دل کی آنکھیں رکھنے والا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی غلام، آپکی محبت میں اپنا سب کچھ قربان کردینے والا، آپکی امت کو مظالم ومصائب سے بچانے کے لئے اپنا عیش و

آرام قربان کردینے والا، کوئی ایسی ہی بات کہے جو "زمینی حقائق" پر نظر رکھنے والوں کو کسی دیوانے کا خواب لگے، تو کیا اہلِ دل بھی انکی بات کو اسلیئے تسلیم نہیں کرینگے کہ آثار وقرائن اسکے خلاف جاتے ہیں، کیا وہ لوگ بھی انکی بات کو سچا نہیں مانینگے، جنکے دل نور نبوت کی روشنی سے روشن ہیں؟ صرف اسلیئے کہ زمینی حقائق کا ورد کرنے والوں کی زبانیں بہت لمبی ہیں اور انھوں نے اپنی افواہوں سے اس دین مبین کو بجھانے کے لئے اس بار بڑے جتن کیئے ہیں؟ کیا ابھی تک یہ قوم مایوسیوں اور خوف کے سایوں میں سانسیں لیتی رہیگی؟ کیا دجالی میڈیا پر آنے والے مسخرہ نما تجزیہ نگاروں کے جھوٹے اور یہودیوں کے من گھڑت تجزیوں کے ذریعے مجاہدین کے ان کارناموں کو چھپایا جا سکے گا جو انھوں نے آگ کے دریا اور خون کے سمندر عبور کرکے انجام دیئے؟ کیا یہودیوں کے ان وظیفہ خور ٹی وی چینلز اور دانشوروں کی بات کو تسلیم کرلیا جائیگا، جو مجاہدین کے بارے میں الف، ب کی معلومات بھی نہیں رکھتے۔ اور اس ایک سچے مسلمان کی بات کو رد کردیا جائیگا جو دنیا کے سامنے یہ اعلان کرتا ہے کہ یہ کارنامہ محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے کیا ہے؟

اے ایمان والو! آخر ایسا کیوں؟ کیا ایک مومن کی بات کو جھٹلا کر کافروں کے جھوٹے اور من گھڑت تجزیوں کے چکر میں پھنستے ہو؟ دل کی آنکھوں کو روشن کر کے دیکھو، دنیا بدل رہی ہے، دنیا کی طاقتیں بدل رہی ہیں۔ وقت کے فرعون کل تک، جن مجاہدین کو کوئی حیثیت ہی نہ دیتے تھے آج انکو اس جنگ میں اپنا حریف ماننے پر مجبور ہوئے ہیں۔

نوجوانو! زمانہ کروٹ لے رہا ہے، کل کے مظلوم جو ظلم سہتے سہتے ظلم ہی کو اپنا نصیب اور مقدر سمجھ بیٹھے تھے، آج انکے ہاتھ ظالموں کی گردنوں پر ہیں اور وہ انہیں روز ذبح کر رہے ہیں۔

ستمبر و اکتوبر 2001 میں امریکہ کو خدائی کا درجہ دینے والے مبصرین اور کالم نگار آج کہاں ہیں؟ انھوں نے تو قومِ مسلم کو یہ یقین دلانے کی پوری کوشش کی تھی کہ اس دورِ جدید میں دنیا کی تقدیر امریکہ کے ہاتھ میں ہے، وہ جسکو چاہے ماردے اور جسکو چاہے زندگی بخشدے، جس سے راضی ہوجائے اس پر نعمتوں کی بارش کردے اور جس سے ناراض ہوجائے اسکی روزی بند کر کے ان سے انکی سانسیں تک چھین لے۔ یہ "روشن خیال" اپنے تجزیوں اور تبصروں سے نعوذ باللہ یہ ثابت کرتے نظر آتے تھے، گویا ربِ کائنات نے اپنی خدائی، اپنی کبریائی، جاہ و جلال، شہنشاہت و بادشاہت یہودیوں اور انکے غلاموں کے حوالے کردی ہو، بش اور اسکے حواری انسانوں کے نفع اور

نقصان کے مالک بن بیٹھے ہوں اور محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا اب کوئی پرسانِ حال ہی نہ ہو۔ انھوں نے اس افضل امت کو اتنا ڈرایا جیسا کہ قرآن نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا:

اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَہٗ فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْن

ترجمہ: اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ یہ شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے (مسلمانوں کو) ڈراتا ہے سو تم ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرنا اگر تم ایمان والے ہو۔

ظاہری اسباب پر ایمان لانے والے، امریکی ٹیکنالوجی کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) گویا کہ وہ اللہ کو عاجز کر کے رکھ دیگی اور امریکن سٹیلائٹ کے ہوتے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی مدد و نصرت کے لئے آسمان سے فرشتے نہیں بھیج پائے گا۔ وہ کہتے تھے جدید سٹیلائٹ جو صحراو سمندر، زمین و فضاء ہر جگہ نظر رکھتے ہیں، انکی جدید ترین فضائیہ، B-52, B-2, F-18 پن پائنٹ بمباری کرتی ہے۔ بھلا یہ طالبان امریکہ کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں؟

اللہ اکبر! کہاں گئے وہ سٹیلائٹ جو زمین کا چپہ چپہ دیکھ لیتے ہیں، کہاں رہ گئی وہ فضاء میں چھنگھاڑتی فضائیہ صرف پانچ سال کا عرصہ گذرا ہے۔ کس کے تجزیے صحیح ثابت ہوئے؟ کس کی پیشن گوئیاں درست نکلیں؟ ذرا غور تو کرو اللہ والوں نے فرمایا تھا کہ امریکہ سے جنگ کے لئے میدان کا انتخاب ہم کرینگے اور ہم اپنی مرضی کے میدان میں لاکر امریکا کو مارینگے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ ارضِ افغان.... جہاں ایک ''سپر پاور'' کا جنازہ نکلا..... وہ بھی صرف آسمان سے اترے فرشتوں کی مدد کے ذریعے۔ نہ کہ امریکی مدد کے ذریعے..... جو ایسا کہتا ہے وہ جہادِ افغانستان کی تاریخ سے بالکل نابلد ہے، اور وہ ہر جہاد کی طرح اس جہاد کو بھی بی بی سی اور سی این این کی نظر سے دیکھتا ہے۔

اے ایمان والو! یقین کرو تمہارا رب ہی اس ٹیکنالوجی کے دور میں اس تمام کائنات کا نظام چلاتا ہے اور تنہا چلاتا ہے اس میں کوئی اسکا شریک نہیں اور نہ وہ کسی سے ڈرتا ہے۔ سو کل کی طرح آج بھی آسمان سے فرشتے اسی کے راستے میں لڑنے والوں کے ساتھ آئینگے جبکہ ابلیس میدان سے اسی طرح بھاگے گا جیسے میدانِ بدر میں حضرت جبریل علیہ السلام کو مجاہدین کے ساتھ دیکھ کر بھاگا تھا۔

ہر فتح و شکست اللہ کی اختیار میں ہے۔ آج بھی سب کچھ اسی رب کی مدد سے ہو رہا ہے جس

نے بدر میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آسمان سے فرشتے بھیجے وہ آج اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے لئے آسمان سے فرشتے بھیج رہا ہے ،ورنہ کہاں یہ نہتے ، بے سروساماں ، درماندہ ، لٹے پٹے قافلے ،جنکی کل جمع پونجی بھی لوٹ لی گئی تھی ،اور کہاں وقت کی پوجا کی جانے والی قوت؟

یہ سب رب ذوالجلال کی کبریائی اور قدرت کا کرشمہ ہے ، نہ تو کسی ملک کی مدد ہے اور نہ ہی کوئی بیرونی امداد ہے۔ یہ گذشتہ آٹھ سال کس حال میں طالبان اور مجاہدین نے گذارے یہ انکا رب ہی جانتا ہے ،دنیا کی کوئی ایسی پریشانی نہیں جوان سالوں میں انھوں نے نہ دیکھی ہو۔لیکن ربّ ذوالجلال کا حکم جہاد ہر حال میں ہے۔ ہلکے ہو یا بوجھل ، کمزور ہو یا طاقتور ، آسانیاں ہو یا پریشانیاں ، کوئی ساتھ دینے والا ہو یا نہ ہو ، ہر حال میں دشمنانِ اسلام سے جہاد کرنا ہے۔ نہ جھکنا ہے اور نہ دبنا ہے۔ نہ لالچ میں آنا ہے اور نہ کسی دھمکی سے ڈرنا ہے۔ سو وہ جہاد میں لگے رہے۔ اور اب اس قابل ہو گئے کہ جہاں چاہیں ، جب چاہیں اور جیسے چاہیں ابلیس کے دجال کے اتحادیوں کو ماریں اور دنیا کو بھی دکھائیں ، کہ اے دنیا والو جس طاقت کی تم پوجا کرتے ہو ، جنکی خدائی پر تم ایمان لا بیٹھے ہو اپنی آنکھوں سے انکے پرخچے اڑتے دیکھو ، انکو ذبح ہوتے دیکھو انکے بدلے تاوان حاصل کرتے دیکھو اور انکو خوف کے مارے بھاگتا اور چھپتا ہوا بھی دیکھو۔

یہ صرف اللہ کی مدد کے ذریعے ہوا اور کسی کا کوئی دخل نہیں۔ جہاں تک مادی اسباب کا تعلق ہے تو اسکی حقیقت یہ ہے کہ وہ جو ہتھیار اور جو طریقہ کار استعمال کر رہے ہیں وہ انکی اپنی محنت و مشقت اور عسکری تربیتوں کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے تمام وسائل خود پیدا کئے۔ نئی نئی ایجادات کیں اور اللہ نے اسی میں برکت پیدا فرمادی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے یہی چاہتے ہیں کہ وہ ہر ممکن تیاری کر کے جہاد میں نکل کھڑے ہوں ، اسکے بعد مدد کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ چنانچہ عراق و افغانستان میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ امریکہ کی جدید ٹیکنالوجی کے مقابلے میں مجاہدین کس طرح کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں۔ موجودہ جہادی تحریکات میں مجاہدین نے دو طرح کی کاروائیوں سے دشمن کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ ایک فدائی کاروائیوں اور دوسری ریموٹ کنٹرول سے مائن بلاسٹنگ۔

مجاہدین کی مائن کاروائیاں

ابتدائی دور...... ابتداء میں امریکہ کے خلاف جو کاروائیاں کی جاتی تھیں وہ سادہ ریموٹ کنٹرول کے ذریعے کی جاتی تھیں جنکو مجاہدین خود تیار کرتے تھے۔ الحمدللہ انہی سادہ سے ریموٹ سے اللہ کے دشمنوں کو خوب نقصان پہنچایا گیا۔ اس ریموٹ پر زیادہ سے زیادہ خرچ پچاس روپے آتا تھا۔ اسکے ساتھ جو بارود وغیرہ لگایا جاتا وہ بھی اس میں شامل کرلیں تو اس وقت پانچ سو روپے میں ایک مائن تیار ہو جاتی تھی۔ اللہ کی مدد سے یہ ایک مائن ایک امریکی گاڑی کے پرخچے ہوا میں یوں اڑا دیتی تھی جیسے سوکھا ہوا بھوسا ہوا کے جھونکے سے اڑ جاتا ہے۔ اس ایک گاڑی میں کم از کم بھی آپ کہیں تو پانچ امریکی فوجی ہوتے تھے۔ ان پانچ امریکی فوجیوں کی کبھی کچھ بوٹیاں مل جاتیں اور کبھی کوئی ٹانگ یا بازو بھی امریکی تابوتوں کی زینت بنتا۔

ایک امریکی فوجی کے پاس ایک ایم 16 رائفل، ایک امریکی پستول، ایک ہیلمیٹ، ایک اندھیرے میں دیکھنے والا چشمہ، ایک جی پی ایس ضرور ہوتا ہے، اسکے علاوہ جو چھوٹے موٹے لوازمات ہیں وہ الگ ہیں۔ ایک گروپ کے ساتھ ایک دوربین (Binocular)، ایک اندھیرے میں دیکھنے والی دوربین، ایک رینج فائنڈر (Range Finder) ایک سٹیلائٹ فون، اور قیمتی کھانے پینے کی اشیاء ہوتی ہیں۔

امریکی عموماً ہموی (Humvee) گاڑی استعمال کرتے ہیں۔ جس پر ہیوی مشین گن لگی ہوتی ہے۔ صرف ہموی کی قیمت 65000 امریکی ڈالر ہے جبکہ جنگ کے دوران اس پر جو ہیوی مشین گن اور دیگر ساز و سامان نصب ہوتا ہے اس صورت میں اس ہموی کی قیمت، ایک لاکھ چالیس ہزار امریکی ڈالر (140000) یعنی ایک کروڑ بارہ لاکھ پاکستانی روپے ہے۔ اس کا مارکیٹ ریٹ تین لاکھ امریکی ڈالر ہے۔

رائفل M 16 = ساڑھے تین لاکھ روپے (محتاط قیمت) ایک عسکری دوربین کی عام قیمت = ڈیڑھ لاکھ روپے، رینج فائنڈر = ڈھائی لاکھ روپے..... نائٹ ویژن = تین لاکھ روپے، چشمے کی قیمت = ایک لاکھ پچیس ہزار روپے ہے۔

جو ہیلمٹ امریکی فوجی استعمال کرتے ہیں یہ بھی کوئی عام ہیلمٹ نہیں ہوتا بلکہ اس کے ذریعے ہر فوجی، بگرام ائیر بیس یا پینٹاگون سے رابطے میں رہتا ہے۔ نیز بعض ہیلمٹ کے اندر

ویڈیو فون بھی ہوتا ہے۔جس میں وہ سیٹلائٹ کی مدد سے مختلف جگہ کو براہ راست دیکھ رہے ہوتے ہیں۔اس طرح ایک ہموی کے تباہ ہونے سے محتاط اندازے کے مطابق دو کروڑ ترپن لاکھ پچھتر ہزار روپے (25375000) کا نقصان ہوا۔جو پانچ فوجی اس میں تھے انکا خرچہ الگ اور جو زخمی ہوا اس پر جو بعد میں خرچہ آئے گا وہ الگ۔نیز اس کاروائی کے بعد بگرام ائیر بیس سے طیارے اڑ کر آتے ہیں اور خوب بمباری کرتے ہیں یہ خرچہ بھی اس میں شامل کر لیجئے،پھر اسکے بعد ہیلی کاپٹر ان مرداروں کو اٹھانے آتے ہیں۔اسکے علاوہ چھوٹی موٹی چیزیں اس سے الگ ہیں۔جبکہ مجاہدین کی مائن پانچ سو روپے میں تیار ہوئی۔یہ بھی ذکر کرتے چلیں کہ ایسی کاروائیوں میں مجاہدین کا جانی نقصان الحمدللہ نہ ہونے کے برابر ہے۔کیونکہ زیادہ سے زیادہ پانچ ساتھی دور کسی جگہ چھپ کر بٹن دبا کر یہ کاروائی انجام دیتے ہیں۔اور نکل جاتے ہیں۔

اب آپ کائنات کے رب کی شان دیکھئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حقانیت دیکھئے کہ کہاں ہاتھ سے تیار ہوئی مائن۔

یہ سادہ ریموٹ کچھ عرصے تک کام کرتے رہے لیکن جب امریکیوں کے ہاتھ یہ لگ گئے تو انھوں نے اس کا توڑ کر لیا اور پھر کسی بھی قافلے کے گذرنے سے پہلے طیارہ آتا اور وہ تیز الیکٹرانک لہریں چھوڑ کر مجاہدین کے لگے مائن کو پہلے ہی پھٹا دیتا۔اس طرح مجاہدین کی کاروائیاں ناکام ہو جاتیں۔

دوسرا دور...... اس مرحلے میں مجاہد انجینئروں نے محنت کی اور اسی ریموٹ کو جدید بنایا۔اس میں کچھ تبدیلیاں کیں۔جس پر کچھ خرچہ آیا۔یہ تقریباً دس روپے تھا۔یہ انجینئر ساتھی اس ریموٹ کو کاروائی میں چیک کرنے کے لئے لے گئے اور بارود کے ساتھ،امریکیوں کے راستے پر نصب کر دیا گیا۔اللہ کے حکم کے مطابق مادی اسباب انھوں نے اختیار کر لئے تھے اور جو کچھ ان سے بن سکتا تھا وہ کیا۔اب اللہ ہی پر توکل اور اسی ذات کا سہارا تھا۔چنانچہ سب کی زبانوں پر اللہ ہی اللہ تھا۔جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا ان اللہ والوں کے دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہوتی جاتی تھیں،ان دھڑکنوں سے بھی ''اللہ اللہ'' ہی نکل رہا تھا...... اس درد کی شدت اللہ والے ہی جان سکتے ہیں...... دنیا والوں کے لئے ایک گھر کا درد ہارٹ فیل کا سبب بن جاتا ہے ذرا اس درد کا اندازہ کیجئے ایک گھر کا درد نہیں بلکہ.... ایک ارب چالیس کروڑ مسلمانوں کا درد...... ان دلوں کے حوصلے دیکھئے جو تمام امت

کا غم اٹھائے پھرتے ہیں......فضاء میں امریکی طیارے آئے دنیا کی جدید ٹیکنالوجی کے حامل اس میدان میں کوئی انکا ہم پلہ نہیں......ان غریبوں نے جتنی بھی محنت کی ہو لیکن کہاں مریخ پے کمندیں ڈالنے والے اور کہاں یہ کچی چھتوں کے نیچے بیٹھنے والے......لیکن یہ مقابلہ......وسائل سے وسائل یا اسباب سے اسباب کا نہیں تھا......یہ مقابلہ وسائل کا روحانیت سے، توکل کا مادیت سے ......طیارے تیز لہریں چھوڑنے لگے ......تمام ساتھیوں کی نظریں سڑک پر لگی تھیں....آیا محنت کامیاب ہوتی ہے یا ناکام......اللہ نے اپنے کمزور بندوں پر رحم فرمایا...سڑک پر نصب بم.....خاموش رہا...اسباب وٹیکنالوجی اپنا اطمینان کر کے واپس چلی گئی....لیکن مجاہدین کے لئے ابھی بھی صبر کی ایک اور منزل باقی تھی....اب امریکی قافلے کو یہاں سے گذرنا تھا......قافلہ آیا......ایک گاڑی گذری......دوسری......تیسری......جس مجاہد کے ہاتھ میں وائرلیس تھا اس نے دو بار بٹن دبائے...پھر اپنی شہادت کی انگلی مطلوبہ بٹن پر رکھ لی اور جتنی دعائیں یاد تھیں ساری پڑھ ڈالیں......جیسے ہی مطلوبہ گاڑی مائن کے اوپر آئی....انگلی دبی اور......"سپر پاور" کی ٹیکنالوجی کے پرخچے ہوا میں اڑے...ادھر سب کی زبان سے تکبیر کا نعرہ بلند ہوا....تجربہ کامیاب تھا....توکل ٹیکنالوجی پر غالب آچکا تھا۔

ان انجینئر ساتھیوں نے دن رات یہ ریموٹ بنا کر سارے افغانستان میں مجاہدین وطالبان کو پہنچائے اور دو سال تک کامیاب کاروائیاں کرتے رہے۔

تیسرا دور......2008ء میں امریکیوں نے اس ریموٹ کو جام کرنے والے آلات سے ناکارہ بنا دیا۔لیکن حوصلے بلند ہوں اور منزل پے نظر ہو تو جنگوں میں یہ اتر چڑھاؤ کوئی معنی نہیں رکھتے۔مجاہد انجینئروں نے اپنا کام شروع کر دیا لیکن مجاہدین کے پاس فوری اس کا توڑ نہیں تھا جبکہ یہ امریکیوں کے شکار کرنے کا سیزن تھا۔موسم بہار کے ساتھ ہی طالبان ومجاہدین امریکی درندوں کا شکار کرنے نکل جاتے ہیں...چنانچہ کاروائیاں روک دینے کا مطلب تھا کہ اگلے سیزن تک انتظار....سو اس بار ترقی کے بجائے پیچھے کی طرف گئی اور ریموٹ کا استعمال ہی چھوڑ دیا...گاڑیوں کو اڑانے کی کاروائیاں بغیر ریموٹ کے... تفصیل کا یہاں موقع نہیں......پہلی ہی کاروائی میں الحمد للہ دس وحشی امریکیوں کی تکہ بوٹی کر دی گئی.....اس طرح امریکیوں کے جامر ناکارہ ہوئے۔جب تک نئے ریموٹ نہ تیار ہوئے اس وقت تک اسی طریقے سے حوروں کے دیوانے کاروائیاں

انجام دیتے رہے۔

کچھ عرصے میں ہی اللہ کی مدد سے انجینئر نے نئے ریموٹ تیار کر لئے اور تجربات کر کے میدانوں تک پہنچا دئے..... یہاں بھی امریکیوں کو شکست اٹھانی پڑی۔

عراق

عراق میں مائن کاروائیوں سے بچنے کے لئے امریکہ نے مائن پھٹانے والی (Mine Blaster) خصوصی گاڑیاں بھجوائیں تھیں۔ان گاڑیوں میں انتہائی جدید سینسر، اسکینر اور ڈیٹیکٹر نصب تھے جو زیرِ زمین کسی بھی مائن وغیرہ کا پتہ لگا لیتے تھے۔یہ نظام گاڑی کے آگے لگے بلیڈ (بلڈوزر کی طرح) میں نصب تھا جو گاڑی کے ٹائر مائن پر پہنچے سے پہلے ہی مائن کا پتہ لگا لیتا تھا۔پھر اسکو ناکارہ بنانے کی صلاحیت بھی ان گاڑیوں میں تھی۔شروع میں امریکیوں کو کامیابی ملی لیکن جب مجاہدین کو ان گاڑیوں کا علم ہوا تو انکے انجینئروں نے محنت کر کے اسکا توڑ پیدا کر لیا، انھوں نے مائن کے ساتھ ایک چھوٹے سے سرکٹ کا اضافہ کر کے انکے سینسر اور اسکینر کو اندھا کر دیا۔ان گاڑیوں کا کام اگر چہ مجاہدین کی بچھائی مائنوں کو تلاش کر کے ناکارہ بنانا تھا لیکن اللہ کے نیک بندوں نے ان گاڑیوں کی تلاش کا کام شروع کر دیا اور چن چن کر ان گاڑیوں کو تباہ کیا۔یہ کل پینتیس گاڑیاں تھیں جنکا کباڑ اٹھا کر عراقی بچوں نے کباڑیوں کو بیچ دیا۔ایک گاڑی کی قیمت سات سو ہزار ڈالر = 56 کروڑ روپے تھی۔

فدائی کاروائیاں

مائن کاروائیوں کے علاوہ فدائی کاروائیاں ہیں جنکا کوئی توڑ ہی دجال کے پاس نہیں ہے۔ معدے سے سوچنے والے اور پیٹ کی نظر سے مجاہدین کا دیکھنے والے کہتے ہیں کہ یہ سب بے روزگار اور غربت کے مارے لوگ ہیں.... محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاہدوں کو بھی ایرانیوں نے یہی کہا تھا.......کیا تمھیں قحط اور فاقوں نے مکہ سے باہر نکالا ہے..... کسی نے بھوکے سے پوچھا دو اور دو کتنے.... بولا پانچ روٹی...... سو ان پیٹ کے بھوکوں کو کہنے دیجئے جو بھی کہیں کہ یہ ہر چیز کو پیٹ کی نظر سے ہی دیکھتے ہیں انکی زبانیں چلتی رہیں... یہاں تک کہ شریعت انکے بارے میں کوئی فیصلہ کر دے.....

فدائی کارروائیوں کے علاوہ دشمن پر کمین لگانا، انکے کیمپوں پر چڑھائی کرنا اور میزائل حملے وغیرہ بھی جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے 2007 کے بعد میدانِ جنگ میں بہت کامیابیوں سے نوازا ہے۔ 2008 میں قندھار جیل توڑ کر طالبان کو آزاد کرانے کی کاروائی عسکری تاریخ کی انوکھی اور دلچسپ مثال ہے۔ اس کاروائی سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ قندھار جیسے شہر میں دجال کے اتحادیوں کا کتنا کنٹرول ہے۔ امریکی اپنے کیمپوں تک محدود ہیں۔ اگر کیمپ سے باہر نکلتے ہیں تو کسی بھی جانب سے فائرنگ شروع ہو جاتی ہے۔ قندھار شہر میں دجالی اتحادی فوج کے بجائے طالبان گشت کرتے ہیں۔ کابل میں سیرینا ہوٹل پر حملہ اور ڈک چینی کی موجودگی میں بگرام ائربیس پر حملہ، بھارتی سفارت خانے پر کامیاب کاروائی جس میں بھارتی اعلیٰ افسران مارے گئے (اور بھارت کو بڑی تکلیف ہوئی) اس طرح کی کاروائیاں طالبان کی نئی حکمتِ عملی کا پتہ دیتی ہیں۔

قندھار جیل کاروائی......زندہ فدائی

قندھار جیل کی کاروائی اور کامیابی سے تمام طالبان قیدیوں کو نکال کر لے جانا کھلی اللہ کی مدد تھی۔ اہلِ ایمان کے ایمان کو تازہ کرنے کے لئے یہ روداد ایک مجاہد کی زبانی جو اس نے راقم کو سنائی، نقل کر رہے ہیں۔ یہ مجاہد کافی عرصے سے اس جیل میں تھے۔ انکی رہائی کے لئے ساتھیوں نے ہر ممکن کوشش کی۔ پانچ لاکھ روپے میں قندھار کے ایک اعلیٰ افسر سے بات بھی ہوئی لیکن عین وقت پر امریکی آدھمکے۔ اللہ تعالیٰ انکو مفت میں ہی آزاد کرانا چاہتے تھے۔

''مجھے اور میرے چار پانچ ساتھیوں کو طالبان قیادت کی جانب سے کئی دن پہلے اطلاع دیدی گئی تھی کہ ہم لوگ تیار رہیں اور اندر موجود پہرے داروں سے نمٹیں۔ باہر سے میرے پاس پسٹل پہنچا دیا گیا۔ جیل کے قریب ایک اور علاقہ تھا جہاں اتحادی فوج موجود تھی۔ اور براہِ راست جیل پر حملے کی صورت میں وہ فوج پیچھے سے آکر حملے کو ناکام بنا دیتی۔ قندھار شہر میں بڑی تعداد میں امریکی اور ناٹو فوج موجود رہتی ہے۔ اس طرف سے بھی طالبان کو خطرہ تھا۔ چنانچہ طالبان نے مختلف گروپ بنا دئے۔ ایک گروپ نے جیل کے قریب والے علاقے پر حملہ کر دیا۔ دوسرا گروپ قندھار شہر سے جیل کی سمت آنے والے راستوں پر گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ لیکن یہ کافی نہیں تھا چنانچہ طالبان نے اپنے مخبروں کے ذریعہ اس دن قندھار گورنر تک یہ اطلاع پہنچا دی کہ آج رات طالبان بہت بڑا حملہ کر کے گورنر ہاؤس پر قبضہ کرنے والے ہیں۔ آپ جانتے ہیں گوریلا جنگ نفسیاتی

جنگ ہوتی ہے۔اور نفسیاتی اعتبار سے افغانستان میں امریکہ سمیت ناٹو اور اتحادی افواج کی صورتِ حال بہت خراب ہے۔چنانچہ قندھار والوں کو اپنی فکر پڑ گئی۔

طالبان نے جیل پر حملہ کرنے والے گروپ کو پہلے ہی متعین ایک جگہ پہنچا دیا تھا۔شام گذری ......ہر روز کی طرح اندھیرے اترنے شروع ہوئے۔دل میں بار بار خیال آتا...شاید یہ جیل کی آخری رات ہو۔منصوبے کے مطابق پہلے دوسرے گروپ کو قریب والے علاقے پر حملہ کرنا تھا۔اندر ہم پانچ ساتھیوں نے اپنی منصوبہ بندی مکمل کر لی تھی کہ کس طرح اندر کے پہروں داروں سے نمٹنا ہے اور کس طرح قیدی ساتھیوں کو نکالنا ہے.....ہم انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ فائرنگ کی آوازیں شروع ہو گئیں۔اسکا مطلب تھا کہ اب تھوڑی دیر کے بعد طالبان کو جیل کے باہر پہنچ جانا چاہئے تھا۔جیل پر حملے کے منصوبے میں پہلے یہ تھا کہ جیل کے قریب والے علاقے پر طالبان کا دوسرا گروپ حملہ کریگا تاکہ انکو اسی جگہ روکا جاسکے۔اسکے بعد اس طرف جیل والا گروپ مرکزی دروازے والے پہرے داروں پر فائرنگ شروع کریگا تاکہ فدائی بارود سے بھرے ٹرک کو جیل کے مرکزی دروازے تک لے جا کر پھٹا سکے۔اسکے بعد طالبان جیل پر ہلہ بولتے۔جیل کے باہر سے فائرنگ کی آوازیں شروع ہوگئیں۔پہرے داروں نے بھی فائرنگ شروع کردی۔لیکن اب اس فائرنگ کو پانچ منٹ ہوگئے تھے جسکا مطلب تھا کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔یا تو فدائی ساتھی پہلے ہی شہید ہوگیا تھا یا گرفتار.....جیل میں موجود تمام پہرے داروں نے مرکزی دروازے کی طرف بھاگنا شروع کردیا۔انھیں اطلاع ہوگئی تھی کہ ایک ٹرک دروازے پر کھڑا ہے۔دو منٹ بعد ہی زمین ہل گئی اور ایک بڑے شعلے نے پوری جیل کو منور کردیا۔اسکے ساتھ ہی طالبان کی جانب سے فائرنگ شروع ہوگئی۔جن میں بھاری مشین گنیں،اور دیواروں میں سوراخ کرنے والے میزائل مسلسل داغے جارہے تھے۔

اندر موجود اکثر پہرے دار مرکزی دروازے کی جانب پہلے ہی بھاگ گئے تھے۔اندر صرف تین چار پہرے دار باقی تھے۔پیٹ کی جہنم بھرنے کی خاطر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے غداری کرنے والے لڑنے کا حوصلہ کم ہی رکھتے ہیں۔میں نے اپنے پسٹل سے اپنے کمرے پر لگا تالا توڑا۔اتنے میں باقی ساتھی بھی بیرکوں سے باہر تھے۔جس پہرے دار کے پاس چابیاں تھیں اس نے ہمارے ہاتھوں میں پستول دیکھ کر فوراً تمام بیرکوں کی چابیاں ہمیں دیدیں۔ایک پہرے دار

نے کچھ گڑ بڑ کی اسکو ہیں شوٹ کر دیا۔اب بڑا مسئلہ یہ تھا کہ قیدیوں کی اتنی بڑی تعداد کو کنٹرول کرنا آسان نہ تھا۔چنانچہ تالے کھولنے سے ہر بیرک میں بند ساتھیوں کو ہم نے اطمینان دلادیا کہ طالبان باہر موجود ہیں اور سب کو آزاد کرا کر ساتھ لے جائیں گے پھر ہم پانچوں ساتھی جلدی جلدی تمام بیرکوں کے تالے کھولنے لگے۔وقت کم تھا۔اور کام زیادہ۔اتنے میں باہر موجود طالبان مرکزی دروازے والی جانب سے (جواب زمیں بوس ہو چکا تھا) اندر آنا شروع ہو گئے۔اسکے علاوہ کئی اطراف کی دیوار کو بھی میزائلوں سے توڑ دیا گیا تھا۔باہر اتحادیوں کا ایک ٹرک طالبان کے ہاتھ لگ گیا تھا۔کچھ ساتھیوں کو اس میں بٹھادیا گیا۔لیکن ابھی بڑی تعداد پیدل چلی جاتی تھی۔رات دھیرے دھیرے ڈھلتی جاتی تھی دوسری جانب یہ خطرہ بھی موجود تھا کہ امریکی طیارے نہ پہنچ جائیں۔چنانچہ سب سے پہلا کام قریبی علاقے میں پہنچنا تھا جہاں جا کر چھپا جا سکے۔اللہ اللہ کر کے وہاں پہنچ گئے۔صبح نمودار ہونے والی تھی۔طیارے فضاؤں میں چنگھاڑ رہے تھے۔ چنانچہ یہاں سے آگے سفر جاری نہیں رکھا جا سکتا تھا۔

فدائی زندہ ہے

اگلی رات طالبان یہاں سے نکالنے کے لئے گاڑیاں لے آئے۔ہم گاڑیوں میں سوار ہو کر محفوظ مقام کی جانب محوِ سفر ہوئے۔ایک ساتھی میرے ساتھ بیٹھا ہوا تھا میں نے اس سے پوچھا آپ کون ہیں؟ اسکے بجائے دوسرے ساتھی نے جواب دیا ''یہ ٹرک والا فدائی ہے''۔جواب سن کر میں اچھلا۔میں نے سر سے پیر تک اسے دوبارہ دیکھا۔بے ساختہ میرے منہ سے نکلا ''فدائی'' یقین کرنے والی بات ہی نہیں تھی۔بارود سے بھرا ٹرک پھٹانے والا جسکے دھماکے سے پورا علاقہ لرز اٹھا تھا، آخر اس میں بیٹھا فدائی کس طرح زندہ ہو سکتا تھا۔فدائی خود بتانے لگا۔اس نے بتایا کہ جب وہ ٹرک مرکزی دروازے پر لے جانے میں کامیاب ہو گیا اور کلمہ پڑھ کر دھماکا کرنے کے لئے بٹن دبایا....لیکن دھماکہ نہیں ہو سکا۔دو تین مرتبہ اس نے بٹن دبایا لیکن.....جس جام کی تمنا میں گیا تھا...وہ لبوں تک نہیں آ سکا۔

وہ ٹرک سے کودا اور پیچھے طالبان کی طرف بھاگ کر انھیں صورت حال سے آگاہ کیا۔ انھوں نے فوراً اس ٹرک پر فائرنگ شروع کر دی۔جسکے نتیجے میں ٹرک میں بھرا بارود پھٹ گیا۔اس فدائی کی بات سن کر اب وہ بات میری سمجھ میں آ گئی کہ ٹرک دیر سے کیوں پھٹا۔اسکے دیر سے پھٹنے

سے دو فائدے ہوئے۔ایک تو فدائی بچ گیا اور دوسرا جیل کے مختلف حصوں میں موجود تمام پہرے دار مرکزی دروازے پر جمع ہوگئے اور ٹرک کے دھماکے میں مر گئے۔

یہ قندھار جیل کی روداد ہے۔ جہاد کے راستے میں اس طرح اللہ کی مدد قدم قدم پر دیکھنے کو ملتی ہے۔امریکہ جیسی وسائل سے لیس قوت کا مقابلہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی ممکن ہوا۔اس بات کو جہاد میں لڑنے والا ہر مجاہد اچھی طرح سمجھتا ہے۔

ظاہر بین اب بھی اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرینگے اور جس طرف مغربی میڈیا انکی سوچوں کا رخ موڑ دیگا وہ اسی کا ورد شروع کر دینگے، پھر آپ دیکھیں گے کہ کس تیزی کے ساتھ یہ اللہ کی مدد کو کسی کافر ملک کی مدد قرار دیکر جہاد کے ثمرات و نتائج پر اپنی افواہوں کا غبار ڈالنا چاہیں گے۔

خراسان سے کالے جھنڈے

عن ابن مسعود رضي الله عنه قال قال: بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم إذقال: يجئي قوم من هاهناو أشار بيده نحو المشرق أصحاب رايات سود يسألون الحق فلا يعطون مرتين أو ثلاثا فيقاتلون فيصرون فيعطون ماسألوا فلا يقبلونه حتىٰ يه فعو ماإلىٰ رجل من أهل بيتي فيملأها عدلا كما ملئوها ظلماً فمن أدرک ذالک منكم ليأتهم ولو حبوا على الثلج . (ابوعمر والدانی:۵۴۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس طرف سے ایک قوم آئے گی اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ فرمایا کالے جھنڈوں والے (ہوں گے) وہ حق مانگیں گے تو وہ (موجودہ حکمران) نہیں دیں گے دو مرتبہ یا تین مرتبہ چنانچہ وہ جنگ کریں گے سو وہ کامران ہوں گے۔پس وہ ان کو (حق) دیں گے لیکن اس کو وہ قبول نہیں کریں گے یہاں تک کہ وہ اس (حق مراد امارت) کو میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو دیدیں گے۔تو وہ اس (زمین) کو عدل وانصاف سے ایسے بھر دے گا جیسے وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی۔تو تم میں سے جو بھی ان کو پائے ان کے پاس ضرور آجائے خواہ برف پر گھسٹ کر آنا پڑے۔

محقق ابو عبداللہ الشافعی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ بیت کو (مستقبل میں) پیش آنیوالی مصیبتوں کا ذکر کیا۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ مشرق سے کالے جھنڈے بھیج دیں۔ جس نے ان کالے جھنڈوں (والوں) کی مدد کی اللہ اسکی مدد کریگا اور جس نے ان کو چھوڑ دیا (یعنی انکی مدد نہ کی) اللہ اسکو چھوڑ دیگا۔ (پھر) وہ کالے جھنڈے والے اس شخص کے پاس آئینگے جو میرا ہمنام ہوگا۔ اور اپنی امارت اس (میرے ہمنام) کو سونپ دینگے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ انکی مدد ونصرت فرمائینگے۔ (الفتن نعیم بن حماد:860)

یہ حدیث مرسل ہے۔

عن عبد الله بن مسعودؓ قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تجيء رأيات سود من قبل المشرق وتخوض الخيل في الدماء الى ثند وتها وفيه يزيد بن ابي زياد وهولين وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد)

ترجمہ: حضرت عبد اللہؓ ابن مسعود سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مشرق کی جانب سے کالے جھنڈے آئیں گے اور (حالت یہ ہوگی کہ) گھوڑے سینے تک خون میں ڈوبے ہوں گے''۔

اس روایت میں یزید ابن ابی زیاد راوی لین ہیں اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

خالد بن معدان فرماتے ہیں ہے کہ جب تم رمضان کے مہینے میں مشرق کی جانب آسمان میں آگ کا ستون دیکھو تو جتنا کھانا تم اکٹھا کر سکو کر لینا کیونکہ یہ سال بھوک کا سال ہوگا۔ (الفتن نعیم بن حماد:627)

فائدہ...... آگ کے ستون سے کیا مراد ہے؟ یہ اور کئی دیگر روایات میں کچھ ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو آخری جنگوں میں خطرناک ہتھیاروں کے استعمال کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔

عمر بن مرۃ الجملی جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں فرماتے ہیں خراسان سے کالے جھنڈے ضرور نکلیں گے یہاں تک کہ انکے گھوڑے اس زیتون کے درخت کے ساتھ باندھے جائینگے جو لہیا اور حرستا کے درمیان ہے۔ (راوی کہتے ہیں) ہم نے کہا ان دو جگہوں کے درمیان تو ایک بھی زیتون کا درخت نہیں ہے۔ انھوں نے فرمایا ان دونوں جگہوں کے درمیان زیتون لگائے جائیں گے یہاں تک کہ وہ (کالے جھنڈوں والے) یہاں آئینگے اور اپنے گھوڑوں

کو انکے ساتھ باندھیں گے۔ (الفتن نعیم بن حماد: 861) اس میں ولید بن مسلم ہیں اور انھوں نے
عن سے روایت کی ہے۔ چنانچہ یہ روایت ضعیف ہے۔

محمد بن حنیفہؒ نے فرمایا بنو عباس کے جھنڈے نکلیں گے پھر خراساں سے دوسرے کالے جھنڈے نکلیں گے انکی ٹوپیاں (یا پگڑیاں) کالی ہوں گی اور ان کے کپڑے سفید ہوں گے ان کے ہراول دستہ پر ایک شخص کمانڈر ہوں گے جنکو شعیب بن صالح بن شعیب کہا جاتا ہوگا جو کہ قبیلہ ، بنو تمیم سے ہوں گے۔ یہ (کالے جھنڈوں والے) سفیانی کے لوگوں کو شکست دیں گے یہاں تک کہ بیت المقدس آئینگے اور اپنی امارت مہدی کو سونپ دیں گے اور ان کو شام سے تین سو کی کمک آئیگی ان کے نکلنے اور امارت مہدی کو سونپنے کے درمیان بہتر ۷۲ مہینوں کا عرصہ ہوگا۔ (الفتن: ۸۵۱)

اس روایت میں الولید بن مسلم ہیں اور عن سے روایت کی ہے نیز اس میں عبدالکریم بن ابی مخارق ہیں جو کہ ضعیف ہیں۔

نوٹ: خراسان سے نکلنے والے کالے جھنڈوں کے بارے میں تفصیلاً ''تیسری جنگِ عظیم اور دجال'' میں دیکھ سکتے ہیں۔

سفیانی کی ننھیال.....بنوکلب کہاں ہیں

حضرت ارطاۃ نے فرمایا ''سفیانی ثانی کے زمانے میں الھدۃ (کسی بھاری چیز کے گرنے کی آواز) ہوگی (یہ آواز ایسی ہوگی) کہ ہر قوم یہی سمجھے گی کہ ان کے قریب والے تباہ ہوئے ہیں۔

محقق احمد بن شعبان کے نزدیک اس کی سند لا باس بہ درجے کی ہے۔

حضرت ارطاۃ نے فرمایا سفیانی کوفہ میں داخل ہوگا۔ تین دن تک وہاں دشمنوں کو قیدی بنائے رکھے گا اور ساٹھ ہزار اہل کوفہ کو قتل کرے گا پھر یہاں اٹھارہ راتیں قیام کرے گا ان کے اموال تقسیم کرے گا اس کا کوفہ میں داخل ہونا ترکوں اور اہل مغرب سے قرقیسیاء کے مقام پر جنگ کرنے کے بعد ہوگا۔ ان میں ایک جماعت خراسان لوٹ جائے گی۔ سفیانی کا لشکر آئیگا قلعوں کو گراتا ہوا کوفہ میں داخل ہوجائے گا اور خراساں والوں کو طلب کریگا اور خراساں میں ایک قوم کا ظہور ہوگا جو مہدی کی دعوت دیگی پھر سفیانی مدینہ کی جانب لشکر روانہ کریگا آل محمد کو قیدی بنائیگا یہاں تک کہ ان کو کوفہ پہنچادیگا پھر مہدی اور منصور کوفہ سے فرار ہوکر نکل جائیں گے اور سفیانی ان دونوں کی تلاش میں لشکر روانہ کریگا سو جب مہدی اور منصور مکہ پہنچ جائیں گے تو سفیانی کا لشکر مقام

''بیداء'' میں اترے گا اور ان کو دھنسا دیا جائے گا پھر مہدی نکلیں گے یہاں تک کہ مدینہ سے گذریں گے جو وہاں بنی ہاشم ہوں گے ان کو نجات دلائینگے اور کالے جھنڈے آئینگے اور پانی پر اترینگے۔ کوفہ میں موجود سفیانی کے لوگوں کو جب ان (کالے جھنڈے والوں) کے آنے کی خبر ملے گی تو وہ بھاگ جائیں گے پھر وہ (مہدی) کوفہ میں آئینگے اور وہاں موجود بنی ہاشم کو نجات دلائینگے اور کوفہ کے معززین نکلیں گے جنکو ''العصب'' کہا جاتا ہوگا ان کے پاس بہت تھوڑا اسلحہ ہوگا اور ان میں سے اہل بصرہ میں ایک شخص ہوگا پس یہ (کوفہ والے) سفیانی کو پالینگے اور کوفہ کے جو قیدی ان کے پاس تھے ان کو چھڑالینگے اور کالے جھنڈے مہدی کی بیعت کیلئے جائیں گے۔ (الفتن: ۸۵۰)

محقق احمد بن شعبان اسکی سند کو لا باس بہ کہتے ہیں۔

بنو کلب کون ہیں؟

امام مہدی کے خلاف سفیانی کے ساتھ اسکے ننیہالی بنوکلب کے لوگ زیادہ ہونگے۔ بنوکلب قبیلہ قضاعہ کی شاخ ہے۔ دورِ جاہلیت میں بنو کلب دومۃ الجندل، تبوک، اور وادی القریٰ اور اطرافِ شام میں آکر آباد ہوئے تھے۔ بنوکلب موجودہ دور میں قبیلہ ''الشرارات'' کے نام سے مشہور ہیں۔ جن محققین نے قبیلہ الشرارات کو بنوکلب کہا ہے ان میں شیخ حمد الجاسر، شیخ محمد البسام التمیمی اور محمود شاکر شامل ہیں۔ محمود شاکر نے الشرارات کا موجودہ مسکن سعودی عرب میں اردن کی سرحد کے نزدیک وادی سرحان کو بتایا ہے۔ علامہ شکیب ارسلان کی بھی یہی تحقیق ہے کہ بنوکلب کو آج کل الشرارات کہا جاتا ہے۔ انکے علاوہ علامہ روکس بن زائد العزیزی اور استاذ عبد اللہ بن قاسم النواق قابلِ ذکر ہیں۔ یہ علاقہ سعودی عرب میں تبوک سے اوپر اردن کی جانب ہے۔ امریکہ کے کہنے پر سعودی حکومت اس تمام علاقے کو اردن کو دینے پر راضی ہے۔

علاماتِ مہدی

عن علیؓ بن ابی طالب قال أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تکون فی آخر الزمان فتنۃ یحصل الناس فیھا کما یحصل الذھب فی المعدن فلا تسبوا اھل الشام ولکن سبوا اشرارھم فان فیھم الابدال یوشک ان یرسل علی اھل الشام سیب من السماء فیغرق جماعتھم حتیٰ لو قاتلتھم الثعالب غلبتھم

فعند ذلک یخرج خارج من اهل بیتی فی ثلث رأیات المکثریقول لهم خمسة عشر الفا و المقلل یقول اثنا عشر امار اتهم أمِت أمِت یلقون سبع رأیات تحت کل رأیة رجل یطلب الملک فیقتلهم الله جمیعا ویرد الله الی المسلمین الفتهم ونعیمهموقاصیهم ودانیهم هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه. وا فقه الذهبیؒ (مستدرک حاکم مع تعلیقات الذہبی:۸۶۵۸)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ آخری زمانے میں فتنے برپا ہونگے اور لوگ ان میں اس طرح چھٹ جائیں گے جس طرح سونا کان میں چھانٹا جاتا ہے۔ پس تم اہلِ شام کو برامت کہو البتہ جولوگ ان میں برے ہیں انکو برا کہو۔ ان میں اولیاء اللہ بھی ہیں۔ عنقریب ان پر آسمان سے سیلاب آئے گا جوانکی جمعیت کوغرق کردے گا (وہ اتنے کمزور ہو جائیں گے) کہ اگر ان پر لومڑیاں بھی حملہ کریں تو وہ بھی ان پر غالب آجائیں گی۔ ایسے وقت میں میرے اہلِ بیت سے ایک شخص تین جھنڈوں کے ساتھ آئے گا۔ انکے لشکر کی تعداد کا اندازہ زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار اور کم سے کم بارہ ہزار لگایا جائے گا۔ ان کا علامتی لفظ امِت امِت ہوگا۔ وہ سات جھنڈوں پر مشتمل فوج سے مقابلہ کرینگے۔ جن میں ہر جھنڈے کے تحت لڑنے والا حکومت کا طلبگار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ہلاک کردے گا۔ اور مسلمانوں کے بعد تفرقہ کو مٹا کر انکے اندر الفت بھر دے گا اور انکو خوشحالی سے سرفراز فرمائے گا۔

حاکمؒ نے اسکی سند کو صحیح قرار دیا ہے اور حافظ ذہبیؒ نے بھی اس اتفاق کیا ہے۔

علی بن عبداللہ بن عباسؒ فرماتے ہیں مہدی اس وقت تک نہیں آئیں گے جب تک کہ سورج کے ساتھ ایک نشانی طلوع نہ ہو۔ (مصنف عبدالرزاق ج:۱۱ص:۳۷۳۔ جامع معمر ابن راشد ج:۴ ص:۱۳۲۔ الفتن نعیم بن حماد 905)

محقق احمد بن شعبان نے اس سند کو لا بأس بہ قرار دیا ہے۔

ابن سیرین فرماتے ہیں کہ مہدی کا خروج اس وقت ہوگا جب ہر نو میں سے سات قتل ہوجائیں۔ (الفتن نعیم بن حماد:912)

محقق احمد بن شعبان نے اس سند کو لا بأس بہ قرار دیا ہے۔

حکم بن نافعؒ نے جراحؒ سے انھوں نے ارطاۃؒ سے روایت کی ہے۔ ارطاۃؒ نے فرمایا لوگ

جب منیٰ اور عرفات میں ہونگے اور قبائل گروہ در گروہ ہو جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کریگا ''سنو! تمہارا امیر فلاں شخص ہے''۔ اسکے بعد دوسری آواز آئے گی ''سنو! اس (اعلان کرنے والے) نے جھوٹ کہا ہے۔'' اسکے بعد ایک اور آواز ہوگی ''خبردار! اس نے سچ کہا ہے''۔ پھر وہ (دونوں فریق) سخت لڑائی کرینگے۔ چنانچہ وہ گھوڑے کی زینوں کو اسلحے کے طور پر استعمال کرینگے۔ اور یہی زینوں والا لشکر ہے۔ اس وقت تم آسمان میں کفا معلمۃ دیکھو گے۔ سخت جنگ ہوگی یہاں تک کہ اہلِ حق کے لشکر میں صرف اصحابِ بدر کی تعداد کے برابر باقی رہ جائینگے۔ سو وہ چلے جائیں گے یہاں تک کہ اپنے صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلینگے۔ (الفتن نعیم بن حماد:936)

محقق احمد بن شعبان کہتے ہیں کہ اس کی سند بھی لا باس بہ ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مہدی میں اللہ تعالیٰ ایک رات میں (قیادت کی) صلاحیت پیدا فرما دینگے۔ (قریبی لفظ کی ساتھ علامہ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ دیکھئے صحیح الجامع 6735)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرقل کی اولاد میں سے پانچویں کے دور میں گھمسان کی جنگیں ہونگی۔ روم پر ہرقل کی حکومت رہی، اسکے بعد اسکا بیٹا قسطۃ ابن ہرقل، اسکے بعد اسکا بیٹا قسطنطین (Constantine) ابن قسطۃ پھر اسکا بیٹا اصطفان بن قسطنطین حاکم ہوگا۔ پھر روم کی بادشاہت ہرقل کی اولاد سے نکل کر آلِ لیون (Lyon) کے پاس چلی جائے گی۔ اور دوبارہ ہرقل کی اولاد میں سے پانچویں کے پاس دوبارہ واپس آئے گی، جسکے دور میں ''ملاحم'' ہونگی۔ (الفتن نعیم بن حماد:1223)

اسکی سند مرسل ہے۔

فائدہ......روم پر ہرقل (Heraclius) کی حکومت ۶۱۰ تا ۶۴۱ عیسوی تک رہی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ایک جماعت بصرہ نامی جگہ میں آئیگی چنانچہ وہاں ان کی تعداد اور باغات بہت زیادہ ہو جائیں گے۔ پھر بنو قنطورہ آئینگے۔ پس مسلمان تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک گروہ اونٹوں کی دُم پکڑے صحراء میں چلا جائے گا اور ہلاک ہو جائے گا۔ جبکہ دوسرا گروہ اپنی جانوں کو بچا کے بیٹھ جائے گا پس کافر ہو جائے گا یہ اور پہلا فرقہ برابر ہیں۔ البتہ تیسرا فرقہ اپنے گھر والوں کو اپنی پیٹھوں پر لادے ہوگا چنانچہ ان کے

مقتول جنت میں جائیں گے ان کے باقی افراد کو اللہ تعالیٰ فتح سے ہمکنار فرمائیں گے۔(مسند احمد:۲۰۴۷۵)

فائدہ......موجودہ عراق جنگ میں بھی بصرہ کا محاذ کافی گرم رہا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ملاحم شروع ہو جائیں گی تو دمشق سے موالی (آزاد کردہ غلاموں) کا ایک لشکر نکلے گا۔وہ تمام عربوں میں بہترین گھڑ سوار اور عمدہ اسلحے والے ہونگے۔اللہ تعالیٰ اس دین کو انکے ذریعے مضبوط فرمائیں گے۔(الفتن نعیم بن حماد:1233)

علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اسکو السلسلۃ الصحیحۃ حدیث نمبر 2777 میں حسن کہا ہے۔

عن ابی ثعلبه الخشنیؓ رجل من أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم قال اذا رأیت الشام مأدبة او مائدةرجل اهل بیته فعند ذلک فتح القسطنطنیةواظن ابن وهب قال مائدة(الفتن نعیم بن حماد 49 12 رواه احمد، والطبرانی فی المعجم الکبیر،والحاکم فی المستدرک، وقال الهیثمی فی مجمع الزوائد :رواه ابو داؤد منه طرفاً ورواه احمد ورجاله رجال الصحیح.

ترجمہ:حضرت ابوثعلبہؓ جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں انھوں نے فرمایا جب تم دیکھو کہ شام اہلِ بیت کے ایک شخص کا میزبان یا دسترخوان بنا ہے تو اس وقت قسطنطیہ فتح ہوگا۔(راوی کہتے ہیں کہ) میرا خیال ہے کہ ابن وہب نے دسترخوان کہا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرقل کی اولاد میں سے پانچویں کے دور میں ملاحم ہونگی جسکا نام "طبر" یعنی طبارہ ہوگا۔(الفتن نعیم بن حماد:1280)

اسکی سند مرسل ہے۔

حسان بنا عطیہ کہتے ہیں کہ ملحمۃ الصغریٰ میں رومی اردن کی ہموار زمین اور بیت المقدس پر قبضہ کرلیں گے۔(الفتن نعیم بن حماد)

محقق احمد بن شعبان کہتے ہیں یہ سند لاباس بہ ہے۔

اسلام پسندوں اور اسلام بیزاروں میں کشمکش

صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں اسلام پسندوں اور اسلام بیزاروں میں کشمکش جاری ہے۔اسلام بیزاروں کا معاملہ ناقابلِ فہم ہے۔انکا ہر عمل، ہر کوشش، ہر نعرہ بلکہ تمام زندگی کا

مقصد اسلامی احکامات سے بغاوت، شعائرِ اسلام کی توہین وتذلیل اور قرآنی احکامات کو از کار رفتہ اور پرانے دور کی روایات کہہ کر انکو سرے سے ہی مٹا دینا ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ وہ بھی اپنے تمام اقدامات کو اسلام سے ہی ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسکے لئے انکے پاس مختلف نعرے ہیں۔ مثلاً اسلام میں انتہا پسندی کی کوئی گنجائش نہیں، اسلام ایک اعتدال پسند مذہب ہے۔ (اعتدال پسند انتہا پسند اور ان جیسی اصطلاحات یہودیوں کی وضع کردہ ہیں۔ انکے نزدیک ہر وہ قوت جو یہودی مفادات کے راستے میں رکاوٹ بنے، وسیع تر اسرائیل کے قیام، تمام یہود قبائل کی اسرائیل واپسی اور دجال کے منصوبوں کے لئے خطرہ پیدا کر سکے وہ انتہا پسند ہے۔ اور ہر وہ قوت جو یہود کے تمام منصوبوں میں معاون ہو جائے انکے نزدیک اعتدال پسند اور روشن خیال ہے)۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام ایک اعتدال پسند مذہب اور یہ امت معتدل امت ہے۔ لیکن قرآن کی نظر میں اعتدال کی تعریف کیا ہے؟ یہ امت معتدل امت کس وقت کہلائے گی؟ ہمیں اسکا جواب قرآن ہی سے لینا چاہئے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وکذٰلک جعلناکم امۃ وَسَطًا اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک معتدل امت بنایا۔ یعنی ایک ایسی امت جو نہ زیادتی کرتی ہے اور نہ کمی کرتی ہے۔ بلکہ اللہ کے نازل کردہ احکامات کو اسی طرح مانتی ہے جس طرح اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائے۔

اب جو لوگ ان احکامات میں زیادتی کرینگے وہ اعتدال پسند (Moderate) نہیں کہلا سکتے۔ اسی طرح جو ان احکامات میں کمی کریں گے یعنی کچھ احکامات کو تو مانیں گے اور کچھ کو چھوڑ بیٹھیں گے وہ بھی اعتدال پسند نہیں کہلا سکتے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یا ایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ

ترجمہ: اے ایمان والو! پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ یعنی جو پورا کا پورا دین میں داخل ہوگا وہی امتِ وسط یعنی معتدل امت میں شمار ہوگا۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ مذکورہ دونوں گروہوں میں سے کون اعتدال پسند ہے اور کون انتہا پسند؟ جہاں تک اسلام پسندوں کا تعلق ہے ان کی کوشش یہی ہے کہ یہ امت پوری کی پوری اسلام میں داخل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو کرنے کا حکم فرمایا انکو کیا جائے اور جن چیزوں سے

منع فرمایا ان سے بچا جائے۔

دوسری جانب اسلام بیزار قوتیں ہیں اگر چہ وہ بھی اپنے اقدامات کے لئے قرآن سے ہی سہارا لینا چاہتی ہیں۔ انکی جانب سے اسلام پسندوں پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ وہ قرآن کی تشریح (Interpretation) غلط کرتے ہیں۔ مثلاً پردہ، جہاد وغیرہ کے بارے میں۔ لیکن جب اعتراض کرنے والوں سے پوچھا جاتا ہے کہ اسلامی احکامات کی تشریح قرآن وحدیث ہی سے سمجھی جاسکتی ہے تو انکا اصرار یہ ہوتا ہے کہ ان احکامات کی وہی تشریح کی جائے جو یورپ و امریکہ کو قابلِ قبول ہو۔

درحقیقت انھیں اسلام سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ وہ اسلام کا سہارا صرف اسلئے لے رہی ہیں کہ وہ پاکستان جیسے ملک میں موجود ہیں۔ اسلام سے مکمل بغاوت کرکے وہ یہاں ٹھہر نہیں سکتیں۔ لہٰذا انکا اسلام کا سہارا لینا مجبوری کے تحت ہے نہ کہ اسلام سے محبت کی وجہ سے۔ چنانچہ وہ ایک ایسا اسلام چاہتی ہیں جو انکی حیوانی خواہشات کے راستے میں بالکل رکاوٹ نہ بنے، جو انکے رنگ میں بھنگ نہ ڈالے۔ وہ شراب پینا چاہیں انھیں کوئی روکنے والا نہ ہو، وہ بھری محفلوں میں کھلے عام جنسی درندگی کا مظاہرہ کریں انکا اسلام انکے پاؤں کی زنجیر نہ بنے، وہ شریف زادیوں کو گھروں سے نکال کر ''کوٹھوں'' کی جہنم میں جھونک ڈالیں ان سے کوئی پوچھنے والا نہ ہو، وہ شریفوں کے محلے میں آکر گیسٹ ہاؤس بنالیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ گیسٹ ہاؤس اہلِ محلّہ کے لئے گھوسٹ ہاؤس (Ghost House) یعنی بھوت بنگلے میں تبدیل ہو جائے جسکو اصطلاح میں Whore House یا طوائف کا گھر کہا جاتا ہے۔ اس پر اہلِ محلّہ کو ''برداشت'' کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے اور انکے ''گھر'' کی چادر و چاردیواری کے تقدس کو پامال کرنے کی جرأت نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ انکا مغرب کے سانچوں میں ڈھلا ''اسلام'' انھیں سب کچھ کرنے کی اور دوسروں کو برداشت کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ سو وہ جو چاہے کریں۔

مذکورہ دونوں قوتوں کے مابین یہ کشمکش کوئی آج شروع نہیں ہوئی بلکہ زیادہ پیچھے نہ بھی جائیں تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ خلافتِ عثمانیہ کے آخری وقتوں میں اس کشمکش کا آغاز ہو چکا تھا۔ بیسویں صدی کی ابتداء عالمِ اسلام کی درماندگی و لاچارگی کی انتہاء تھی۔ عالمِ اسلام کے زوال کے ساتھ مسلمانوں میں مایوسی، ناامیدی، یقین کی کمی اور عملیت پسندی کا فقدان بھی عروج پہ تھا۔ ایسے

وقت میں مسلمانوں کے اندر موجود اسلام بیزار قوتوں کو کھیلنے کے بڑے مواقع میسر تھے، اپنے دلوں میں چھپے نفاق، اسلام سے بیزاری اور اسلام دشمنی کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے انکے پاس بڑے دلائل اور بڑی باتیں تھیں۔ وہ بڑی آسانی سے اپنی نااہلی، بزدلی، بے غیرتی اور بے ایمانی کا سارا ملبہ اسلام اور اسلامی نظامِ سلطنت پر ڈال رہے تھے۔ یورپ وامریکہ کی یونیورسٹیوں سے فارغ مستشرقین انکو اسلام اور اسلامی احکامات کے خلاف نئے نئے نعرے اور دلائل دیتے اور یہ انکو یہود کی سرپرستی میں مسلمانوں کے اندر پھیلانے کی کوشش کرتے۔ چونکہ انکے مقابلے پر اسلام پسندوں کا دفاع بہت کمزور تھا اور پھر عالمِ اسلام کی مجموعی صورتِ حال بھی بڑی مایوس کن تھی سو اسلام بیزاروں نے سمجھا کہ اب عالمِ اسلام میں ہمارا پیش کردہ اسلام چلے گا۔ جس میں روشن خیالی، مادر پدر آزادی اور سیکولر طرزِ حکومت ہوگا۔ اس کام کے لئے یہود کے ہاتھوں نہایت کارآمد بندہ ہاتھ لگا جو قیامت تک عالمِ اسلام کی تاریخ کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکا رہیگا۔ یہ تھا اتاترک مصطفیٰ کمال پاشا۔ عالمِ اسلام اور خصوصاً ترکی میں اس وقت یہودی خفیہ تحریک ''فریمیسن'' کے بڑھتے اثر ورسوخ کی وجہ سے اتاترک کے سامنے کوئی بند نہ باندھا جاسکا۔

سو قوت کے بل بوتے پر اسلام بیزاروں نے ایک نئے اسلام کو متعارف کرانا چاہا جو بہت حد تک یہود کے مسخ شدہ دین سے ملتا جلتا تھا۔ انکے اس ''نئے اسلام'' کی بنیاد خواہشات پر رکھی گئی تھی۔ انکی خواہشات انکے لئے حجت، انکا دل انکا مفتی اور شراب کے نشے میں دھت انکی زبانوں سے نکلے الفاظ انکے لئے شریعت کا درجہ رکھتے تھے۔

ان نام نہاد اعتدال پسندوں اور روشن خیالیوں کی قوتِ برداشت اور انتہا پسندی کا یہ عالم تھا کہ ان سے نمازیں برداشت نہ ہوئیں، عربی میں اذان انکے کانوں کو سننا گوارا نہ ہوسکی، عربی رسم الخط کے لئے انکا دل تنگ پڑ گیا۔

اس کشمکش کو اب ایک صدی ہو چلی ہے۔ وہی نعرے، وہی انداز، وہی طرزِ استدلال۔ سب کچھ وہی ہے۔ وہی فرعونیت، اپنی بات منوانے کے لئے ظلم وتشدد، توپ وتفنگ زندان وتختۂ دار ہیں۔ جو انکی بات سے اختلاف کرے اور قرآن وسنت سے انکے جواب میں دلائل پیش کرے یہ اسکو ہمیشہ کے لئے غائب کردیتے ہیں، اپنی بات مسلط کرنے کے لئے جیلوں میں ایسا ظلم کہ شیطان رقص کرے...... یہ آج بھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ کل کی طرح ظلم وتشدد سے یہ اپنا ''نیا اسلام''

مسلمانوں سے منوالیں گے۔ لیکن اب ذرا فرق ہے۔ انیسویں صدی کا سورج غروب ہوا تو اپنے ساتھ تو اسلام پسندوں کی شان وشوکت کو بھی لے ڈوبا، پھر جب بیسویں صدی کا سورج طلوع ہوا تو وہ اسلام دشمنوں اور اسلام بیزاروں کی فتح کی نوید لے کر طلوع ہوا۔ اسلام پسندوں کی صبح امید کی راہ میں.....طویل رات حائل ہوگئی.....جو طویل سے طویل تر ہوتی چلی گئی۔ علامہ اقبال کے درد بھرے دل سے اٹھنے والی ٹیسیں اسلام پسندوں کی دل کی کڑھن، درد اور کرب کا پتہ دیتی ہیں۔

لیکن ہر رات کو جانا ہی ہوتا ہے اور پھر صبح کو جلوہ افروز ہونا ہی پڑتا ہے۔ جس طرح بیسویں صدی کا سورج اسلام دشمنوں اور اسلام بیزاروں کے لئے ایک نئی صبح لے کر طلوع ہوا تھا، اسی طرح اکیسویں صدی کا سورج اسلام پسندوں کے لئے ایک ایسی صبح لے کر نمودار ہوا کہ کم بینائی والا بھی صاف دیکھ سکتا ہے کہ صبحِ امید طلوع ہو چکی ہے۔ انیسویں صدی جاتے جاتے مسلمانوں کی آخری امید (۱۷۹۹ء میں ٹیپو سلطان شہیدؒ کی شہادت) کو بھی اپنے ساتھ لے گئی۔ جبکہ بیسویں صدی کا سورج جاتے جاتے اسلام بے زاروں کے منہ پر (جہادِ افغانستان اور اسلام کے نفاذ سے) کالک مل گیا اور اس امت کے دلوں میں صبح امید کی نئی کرنیں جگا گیا۔

اکیسویں صدی بیسویں صدی نہیں۔ وہاں ایک شکست خوردہ، تھکی ہوئی اور نا امید قوم تھی، یہاں فاتح، تازہ دم اور امیدوں کے سمندر میں غوطہ زن قوم ہے۔ وہاں اسلام بیزاروں، بے ضمیروں اور ملت فروشوں نے جو چاہا کیا، عالمِ اسلام کو اسلام دشمنوں کی کالونی بنوا دیا، عالمِ اسلام کی شان وشوکت کو یہودی لونڈیوں کی زلفوں میں گہنا کر رکھ دیا، کہ کوئی پوچھنے والا ہی نہ تھا۔ لیکن یہاں ایسا نہیں ہوسکتا۔

پاکستان میں موجود اسلام بے زار قوتیں نہ تو اسلام سے کوئی ہمدردی رکھتی ہیں اور نہ ہی انھیں پاکستان سے کوئی لگاؤ ہے۔ بلکہ یہ اپنی خواہشات کی جہنم بھرنے کے لئے پاکستان کو بیچ کھاتے ہیں۔ دفاعی راز، قومی سلامتی کے مسائل، قومی غیرت اور قومی وسائل کو نصف صدی سے کون لوٹ رہا ہے؟ کیڑے مکوڑوں کی طرح ملک بھر میں پھیلی این جی اوز کے کارناموں سے کون واقف نہیں ہے؟ پاکستان کو بدنام کرنے کے لئے کونسا موقع ہے جسکو یہ ہاتھ سے جانے دیتی ہوں؟ بدچلن اور بے راہ رو عورتوں کو پاکستان سے بیرون ملک لے جا کر پاکستان کی جگ ہنسائی کون کراتا ہے؟ برطانیہ و امریکہ میں کس کے بچوں کے خرچے بھارتی انٹیلی جنس ایجنسیاں

برداشت کرتی ہیں، یہی اسلام بیزار قوتیں ہیں جنھوں نے بھارتی شراب وشباب کے بدلے پاکستان کے سارے دریاؤں کو خشک کرا ڈالا ہے۔

کیا پاکستان کی تاریخ میں کوئی ایک ایسا موقع بھی آیا جب کبھی ملک کو قربانیوں کی ضرورت پڑی ہو اور ان این جی اوز یا اسلام بیزاروں نے وطن کے لئے کوئی قربانی دی ہو؟ پاکستان کو دولخت کرنے والے اسلام پسند نہیں بلکہ یہی اسلام بیزار قوتیں تھیں جسکی وجہ سے پوری قوم کو ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر جب روس افغانستان میں داخل ہوا تو روسی بھیڑیوں کو پاکستان کے دسترخوان پر ٹوٹ پڑنے کی دعوت دینے والے، پشاور اور کوئٹہ میں سرخ جھنڈے ہاتھوں میں لئے، روسی فوجیوں کے استقبال کے لئے بے چین، اسلام پسند نہیں بلکہ یہی اسلام بیزار طبقہ تھا۔ اور اب امریکیوں اور بھارتی ہندوؤں کے لئے جاسوسی کرنے والے اسلام پسند نہیں بلکہ وہ ہیں جو آئے دن دلی کے بازاروں کی رنگینیاں دیکھنے کے لئے مرے جاتے ہیں۔

حالانکہ دوسری جانب اسلام پسندوں کا عالم یہ ہے کہ انھوں نے اس چمن کی سیرابی کے لئے ہمیشہ اپنا خونِ جگر پیش کیا۔ روس کیخلاف لڑی جانے والی جنگ، جو افغانستان کے کوہساروں میں لڑی گئی در حقیقت پاکستان کے دفاع کی جنگ تھی۔ کشمیر میں بھارتی درندگی کے سامنے ڈٹے رہنے والے اور اپنا خون دے کر پاکستان کی شہ رگ کی حفاظت کرنے والے اسلام پسند ہی ہیں۔ جبکہ اسلام بیزاروں کا یہ عالم ہے کہ انکا بس نہیں چلتا کہ کشمیر کیا پورا پاکستان ہی اکھنڈ بھارت کا حصہ بنوا دیں۔ پھر بھی کہتے ہیں کہ پاکستان ہمارا ہے۔ سچ بات کہیں تو پاکستان میں انکا کچھ بھی نہیں۔ ہاں البتہ اگر یہ طبقہ بھارت کو اپنا کہے تو بات کسی قدر سمجھ میں آتی ہے۔ کیونکہ بھارتی آقاؤں کے لئے انکی خدمات اتنی ضرور ہیں کہ برے وقت میں دلی میں انکو جائے پناہ مل جائے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ کئی مسلم ممالک کو سیکولر بنانے کے تجربے کئے جا چکے ہیں اور ہر ایک جانتا ہے کہ بالکل ناکام رہے۔ اور پھر پاکستان جیسے ملک میں اسلام کے علاوہ کوئی اور نظریہ اس قوم کو متحد نہیں رکھ سکتا۔ اسلام ہی وہ واحد نظریہ ہے جو برے سے برے وقت میں بھی اہلِ پاکستان کو حوصلے اور جذبے عطا کرتا ہے۔ چنانچہ یہودیوں کی ایجاد کردہ اصطلاحات کی آڑ لے کر شعائرِ اسلام کے خلاف زبان درازی سے باز رہا جائے اور اسلام بیزار اور پاکستان دشمن قوتوں کے کہنے میں آکر دینی قوتوں اور علماء کرام کے خلاف کسی بھی ایسے اقدام سے گریز کیا جائے جسکا

فائدہ اسلام دشمن قوتیں اٹھالے جائیں۔

دنیا کے بدلتے حالات کو سمجھنے کی ضرورت ہے، اسلامی شان وشوکت کا سورج طلوع ہو چکا ہے لہذا امریکی وبھارتی چمگادڑوں کے سورج کو برا بھلا کہنے سے اسکو گہن نہیں لگے گا۔

دجالی قوتیں مجاہدین کی دشمن کیوں؟

آخر انکا قصور کیا ہے؟ نہ انکے پاس بہت زیادہ افرادی قوت ہے؟ نہ انکے پاس جدید تعلیم ہے۔ نہ ٹیکنالوجی نہ ایٹم بم۔ آخر کیا وجہ ہے کہ پہاڑوں میں بھی دجال اور اسکے اتحادیوں کو برداشت نہیں؟ تمام دجالی قوتیں انکے خلاف متحد ہیں اور اپنی ماؤں کے جنے مروانے کے لئے سر زمینِ افغان پر آگئے ہیں۔ تابوت بھر بھر کے انکے ملکوں کو واپس جارہے ہیں۔ اصل دشمنی کیا ہے؟

ابلیس کی سب سے بڑی دشمنی خلیفہ اعظم محسن، انسانیت، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ ابلیس کی اس وقت مکمل کوشش یہ ہے کہ دجال اور اسکی قوتیں ہر حال میں یہ معرکہ جیت جائیں تاکہ امتِ محمدیہ کو اللہ کی نظروں میں ناکام دکھاسکے۔ یہ معرکۂ خیر وشر جاری ہے اور ابلیس شر کی قوتوں کے ذریعے دنیا سے خیر کا مکمل خاتمہ کرانا چاہتا ہے۔

ابلیس، اور اسکے آلۂ کار اور یہودیوں کی جنگ مکمل تقدیر الٰہی کے خلاف تکبر اور ہٹ دھرمی پر مبنی ہے لہذا اسکا خیال ہے کہ وہ اس جنگ کو جیتنے کے لئے آخر میں اپنی سب سے بڑی قوت دجال (Anti christ) کو لیکر آئیگا جو تمام دنیا سے خیر کی قوتوں کا خاتمہ کر کے ابلیس کا نظام قائم کریگا۔

اس معرکے میں تعالیٰ اللہ اپنے بندوں کو آزمارہے ہیں کہ اسکے وعدوں پر کون یقین رکھتا ہے اور کون اسکے وعدوں کو بھول کر ابلیس کے دھوکے میں آتا ہے۔

اس امتحان کے بارے میں قرآن کریم نے ایک جگہ نہیں کئی جگہ بیان کیا ہے۔ فرمایا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْ خُلُو ا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللهُ الَّذِينَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِيْنَ۔ کیا تم نے یہ سمجھ لیا کہ تم یوں ہی جنت میں داخل کردیئے جاؤ گے حالانکہ اللہ نے ابھی یہ ظاہر بھی نہیں کیا کہ تم میں جہاد کرنے والے کون ہیں اور جم جانے والے کون ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّا سُ اَنْ يُتْرَ كُوْا اَنْ يَقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ. وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ۔

ترجمہ :الم۔ کیا لوگ یہ سمجھ بیٹھے کہ انکو صرف یہ کہنے پر چھوڑ دیا جائیگا کہ وہ ایمان لائے اور

انکو آزمایا نہیں جائیگا۔ (ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ) ہم ان سے پہلے والوں کا بھی امتحان لے چکے ہیں لہذا اللہ ہر حال میں انکو ظاہر کریگا جو سچے ہیں اور ہر حال میں انکو بھی ظاہر کریگا جو جھوٹے ہیں۔

واضح رہے کہ یہ بات اللہ ان لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ کہ یہ امتحان ہر حال میں دینا ہوگا تاکہ سچوں اور جھوٹوں، مومن اور منافق کا پتہ لگ جائے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ یہ امتحان کلمہ کی سچائی کا ہوگا کہ کلمہ پڑھنے والوں نے اس کو کتنا نبھایا۔

اب ہر مسلمان کو سوچنا چاہئے کہ یہ جنگ اصل کس چیز کے لئے ہے؟ یہ جنگ ہے اس بات کی کہ شیطان اور اسکے حلیف دنیا سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو مٹانا چاہتے ہیں، جبکہ ان کے خلاف برسرِ پیکار مجاہدین انکے عزائم کو ناکام بنا کر کالی کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر کٹ مرنا چاہتے ہیں، آمنہ کے لعل صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن پر جسموں کی بوٹیاں کرا رہے ہیں، اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا سب کچھ لٹانے کا عزم کر چکے ہیں، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر ماں باپ کی محبت کو پروان چڑھا چکے ہیں، نبی کے دین کو بچانے کے لئے اپنا سب کچھ لٹا چکے ہیں۔

اللہ اور اسکے حبیب سے محبت کرنے والو...... یہ ہے وہ جرم جسکا ارتکاب کرنے کے بعد اب فخر سے اور سینہ تان کر تمام شیطانی قوتوں کے سامنے اسکا اقرار بھی کر رہے ہیں...... یہ ہے وہ جرم جسکی وجہ سے غیر تو غیر اپنے بھی غیروں کے ساتھ جا کھڑے ہوئے ہیں...... یہ ہے انکا وہ گناہ کہ دنیا کا چپہ چپہ انکے لئے آگ کا دریا بنا دیا گیا ہے...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمن طاقتیں کسی حال میں بھی انکو یہ اجازت دینے کے لئے تیار نظر نہیں آتیں کہ وہ اپنے آقا کی خاطر اس راستے کو اختیار کریں...... زہریلی گیسیں ان پر چھوڑی جارہی ہیں...... کہیں آگ کی بارش کی جارہی ہے...... یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے ہیں...... کہ پھر بھی اس راستے کو چھوڑنے پر راضی نہیں ہیں...... کیوبا کے پنجرے انکی آتشِ شوق کو ٹھنڈا نہ کرسکے...... شبرغان کے درندوں کی درندگی انکی ہمتوں کو پست نہ کرسکی...... انکی مثال تو ایسی ہے بقول شاعر ؎

مریضِ عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں ہے کہ یہ مرض

لمحہ لمحہ، پل پل اور دن بدن بڑھتا ہی جارہا ہے۔ معرکہ خلافت آخری مراحل میں داخل ہوا چاہتا ہے، ابلیس اپنی تمام قوتیں انکے خلاف جمع کرچکا ہے، لیکن اللہ نے ابلیس سے کہا تھا کہ الا عبادی الصالحین کہ تو میرے نیک بندوں کے ہوتے ہوئے کبھی اپنی خواہش اور مشن میں کامیاب نہیں ہوسکتا، جب تک یہ زمین پر رہینگے، بیشک بہت تھوڑے ہونگے لیکن یہ تھوڑے ہی تیری تمام قوتوں کے لئے کافی ہونگے، میں اپنے اور اپنے حبیب کے مشن کے لئے لڑنے والوں کے اتنے درجات بلند کرونگا کہ مجھ پر سچا یقین رکھنے والے دوڑ دوڑ کر انکو حاصل کرنا چاہینگے۔

یہ نہ تو ابلیس کی قوتوں سے ڈرینگے، اور نہ مال و دولت کا لالچ انکو اس راستے سے روک سکے گا، دنیا کی محبت انکے پاؤں کی زنجیر نہیں بنے گی، موت کا خوف انکے قدم نہیں ڈگمگا سکتا۔ بلکہ موت کا شوق انکو ایسا دیوانہ بنادیگا کہ بڑے بڑے تعلیم یافتہ انکو پاگل کہیں گے..... یہ موت کو پانے کے لئے موت کے پیچھے بھاگیں گے اور موت ان سے بھاگے گی۔ عشق سے خالی دل اور نور سے خالی عقل، عشق و وفا کے اس انداز کو نہیں سمجھ سکے گی۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشا لبِ بام ابھی

لہٰذا اگر آتشِ نمرود کے شعلے بھڑک رہے ہیں تو عشق ابراہیمی بھی موجیں مار رہا ہے..... جہاں جہاں آگ ہے وہیں پروانے بھی ہیں..... کشمیر و فلسطین... عراق و افغانستان.... چیچنیا والجزائر.... اور اب شاید نمرودِ وقت اپنے آتش کدے کو پاکستان میں بھڑکانا چاہتا ہے...... سو ضرور بھڑکائے کہ یہاں عشق کے چشمے پھوٹتے ہیں... پروانے بھی دربدر پھرتے ہیں......

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے انکے دین کے لئے جسم و جاں دیکر ہمیں بھی دعوت دے رہے ہیں..... اس لشکر میں شامل ہوجانے کی.... اللہ والے اللہ کے لشکر کی طرف بلا رہے ہیں.... دجال والے دجال کے لشکر کی طرف.....

سوائے مکی و مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والو! فیصلے کا وقت آپہنچا...... دجال سے پہلے جس نے جس راستے کا انتخاب کرلیا دجال کے وقت وہ اسی پر جما رہے گا...... جو اسکے آنے سے پہلے امام مہدی کے لشکر میں شامل ہوگیا دجال اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے اللہ ہم سب کو اپنی امان میں لے لیں اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے لئے

لڑنے والوں کی مدد فرمائیں اور انکے ذریعے تمام امت کو کافروں کے ظلم سے نجات عطا فرمادیں اور ذلت سے نکال کر عزت عطا فرمادیں.. ہماری اس جان کو اپنے دین کے لئے قبول فرمالیں......آمین

الحمد لله الذی انزل علی عبده الکتٰب ولم یجعل له عوجاقیما لینذر باسا شدیدا من لدنه ویبشر المومنین الذین یعملون الصالحات ان لهم اجرا حسنا

حوالہ جات ماخذ ومصادر

۱۔نامِ کتاب ....السنن الواردة فی الفتن وغوائلها والسّاعة واشراطها

مؤلف.........ابو عمرو عثمان ابن سعید المقری الدّانیؒ

ولادت.........۳۷۱ھ وفات..........۴۴۴ھ

ناشر............دارالعلمیة بیروت

محقق......... ابو عبد اللہ محمد حسن محمد حسن اسمٰعیل الشافعی

۲۔نامِ کتاب ....المستدرک علیٰ الصحیحین مع تعلیقات الذهبی فی التلخیص

مؤلف..........محمد بن عبد اللہ ابو عبد اللہ حاکم النیسابوریؒ

ولادت.........۳۲۱ھ وفات..........۴۰۵ھ

تحقیق......مصطفیٰ عبد القادر عطا

ناشر..........دار الکتب العلمیه بیروت

۳۔نامِ کتاب ....المعجم الاوسط

مؤلف..........ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ

ولادت.........۲۶۰ھ وفات..........۳۶۰ھ

ناشر............دار الحرمین قاهره

۴۔نامِ کتاب ....المعجم الکبیر

مؤلف.......... ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ

ولادت.........۲۶۰ھ وفات..........۳۶۰ھ

ناشر...........مکتبۃ العلوم والحکم موصل

۵۔نام کتاب ....سنن ابو داؤد

مؤلف.........سلیمان ابن الاشعث ابو داؤد السجستانی الازدیؒ

ولادت.........۲۰۲ھ وفات..........۲۷۵ھ

ناشر............ دار الفکر بیروت

۶۔نام کتاب ....سنن ابن ماجه

مؤلف..........محمد بن یزید ابو عبد اللّٰہ القزوینیؒ

ولادت.........۲۰۷ھ وفات..........۲۷۵ھ

ناشر...........دار الفکر بیروت

۷۔نام کتاب ....سنن البیهقی الکبریٰ

مؤلف.........احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ ابو بکر البیهقیؒ

ولادت.........۳۸۴ھ وفات..........۴۵۸ھ

ناشر...........مکتبه دار الباز مکه مکرمه

۸۔نام کتاب ....الجامع الصحیح سنن الترمذی

مؤلف..........محمد بن عیسیٰ ابو عیسیٰ الترمذی السلمیؒ

ولادت.........۲۰۹ھ وفات..........۲۷۹ھ

ناشر...........دار احیاء التراث العربی بیروت

۹۔نام کتاب ....المجتبیٰ من السنن

مؤلف..........احمد بن شعیب ابو عبد الرحمٰن النسائیؒ

ولادت.........۲۱۵ھ   وفات..........۳۰۳ھ

ناشر..........مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب

۱۰۔نامِ کتاب .... الفتن لنُعیم ابن حماد

مؤلف ...... نُعیم ابن حمادالمروزی ابو عبد اللّٰہؒ

وفات..........۲۸۸ ھ   ناشر.........مکتبة الصفا قاہرہ

محقق ....احمد بن شعبان ..محمد بن عیادی

۱۱۔نامِ کتاب.....شعب الایمان

مؤلف....ابو بکر احمد بن الحسین البیہقیؒ

ولادت ......۳۸۴ ھ   وفات......۴۵۸ھ

ناشر......دار الکتب العلمیة بیروت

۱۲۔نامِ کتاب......صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان

مؤلف......محمد ابن حبان ابن احمد ابو حاتم التمیمی البستیؒ

وفات......۳۵۴ھ   ناشر......موسّسة الرسالہ بیروت

۱۳۔نامِ کتاب...... الصحیح البخاری

مؤلف......محمدابن اسمٰعیل ابو عبد اللّٰہ البخاری الجعفیؒ

ولادت ......۱۹۴ھ   وفات......۲۵۶ھ

ناشر......دار ابن کثیر یمامہ بیروت

۱۴۔نامِ کتاب...... صحیح مسلم

مؤلف......مسلم ابن الحجاج ابو الحسین القشیری النیسابوریؒ

ولادت ......۲۰۶   وفات......۲۶۱

ناشر......دار احیاء التراث العربی

محقق .....محمد فؤاد عبد الباقی

۱۵۔نامِ کتاب..... فتح الباری شرح صحیح البخاری

مؤلف......احمد ابن علی ابن حجر ابو الفضل عسقلانی الشافعیؒ

ولادت .....۷۷۳ھ   وفات......۸۵۲ھ

ناشر......دار المعرفہ بیروت

محقق......محمد فؤاد عبد الباقی۔ محب الدین الخطیب

۱۶۔نامِ کتاب...... کتاب السنن

مؤلف......ابو عثمان سعید ابن منصور الخراسانیؒ

وفات......۲۲۷   ناشر......دار السلفیہ ہندستان

محقق ..... حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

۱۷۔نامِ کتاب...... کشف الخفاء و مزیل الالباس

مؤلف......اسمٰعیل ابن محمد العجلونی الجراحیؒ

وفات.....۱۱۶۲ھ

ناشر.....مؤسسۃ الرسالہ بیروت

۱۸۔نامِ کتاب...... مجمع الزوائد ومنبع الفوائد

مؤلف......علی بن ابی بکر الہیثمیؒ

وفات......۸۰۷ھ   ناشر.....دار الکتاب العربی قاہرہ

۱۹۔نامِ کتاب......مسند ابی یعلی

مؤلف......احمد بن علی المثنی ابو یعلی الموصلی التمیمی ؒ

ولادت ......۲۱۰ھ وفات......۳۰۷ھ

ناشر......دار المامون للتراث دمشق

۲۰۔نامِ کتاب......مسند الامام احمد ابن حنبل

مؤلف......احمد ابن حنبل ابو عبد اللّٰہ شیبانی ؒ

ولادت ......۱۶۴ھ وفات......۲۴۱ھ

ناشر......مؤسسة قرطبه مصر

۲۱۔نامِ کتاب......الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار

مؤلف......ابو بکر عبد اللّٰہ ابن محمد ابن ابی شیبه الکوفی ؒ

ولادت ......۱۵۹ھ وفات......۲۳۵ھ

ناشر......مکتبه الرشد ریاض

۲۲۔نامِ کتاب...... المصنف

مؤلف......ابو بکر عبد الرزاق ابن همام الصنعانی

ولادت ......۱۲۶ھ وفات......۲۱۱ھ

ناشر......المکتب الاسلامی بیروت

محقق...... حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

۲۳۔نامِ کتاب......میزان الاعتدال فی نقد الرجال

مؤلف......شمس الدین محمد بن احمد الذهبی ؒ

وفات......۷۴۸ھ ناشر......دار الکتب العلمیه بیروت

محقق......الشیخ علی محمد معوض والشیخ عادل احمد عبد الموجود

۲۴۔نامِ کتاب.......البرھان فی علامات مھدی آخر الزمان

مؤلف ....علی بن حسام الدین المتقی الھندی

تحقیق.............احمد علی سلیمان

ناشر.............دا ر الغد الجدید منصورۃ مصر

۲۵۔نامِ کتاب ....شرح النووی علیٰ صحیح مسلم

مؤلف..........ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری النووی ؒ

ولادت.........۶۳۱ھ وفات.........۶۷۶ھ

ناشر..........دار احیاء التراث العربی بیروت

۲۶۔نامِ کتاب .... معجم البلدان

مؤلف..........یاقوت ابن عبداللہ الحموی ابو عبد اللہ

وفات..........۶۲۶ ناشر..........دار الفکر بیروت

۲۷۔ نامِ کتاب......... کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال

مؤلف ....علی بن حسام الدین المتقی الھندی

ناشر ....مؤسسہ الرسالہ بیروت ۱۸۸۹

۲۸۔ . نامِ کتاب.........مثلث برمودا

مؤلف..........عادل فھمی

ناشر.............دا ر الغد الجدید منصورۃ مصر

۲۹۔ نامِ کتاب.........مثلث برمودا

مؤلف...............مروۃ عماد الدین

ناشر....................دارالطلائع القاھرۃ

۳۰۔نامِ کتاب........... الاشاعۃ لأشراط الساعۃ

مؤلف..............علامہ محمد بن رسول البرزنجی الحسینی

ولادت ۱۰٤۰ھ وفات ۱۱۰۳ھ

ناشر..................دار ابن حزم بیروت

۳۱۔نامِ کتاب..............المسیح الدجال یغزو العالم من مثلث برمودا

مؤلف...............محمد عیسیٰ داؤد

ناشر........

۳۲ نامِ کتاب.............الاطباق الطائرۃ والخیوط لاخفیۃ فہ مثلث برمودا

مؤلف...............محمد عیسیٰ داؤد

۳۳نامِ کتاب.............فری میسنز اور دجال

مؤلف.............. کامران رعد ناشر.............تخلیقات لاہور

۳٤۔نامِ کتاب...............سیکولر میڈیا کا شر انگیز کردار

مؤلف............مولانا نذر الحفیظ ندوی

ناشر................عوامی میڈیا واچ کمیٹی لاہور

۳۵۔نامِ کتاب .... برمودا ٹرائنگل حقیقتیں اور افسانے

مؤلف....................راجپوت اقبال احمد

35."Blackwater: The Rise of the World's Most Powerful Mercenary Army." by Jeremy Scahill

36.The Dragon's Triangle (1989). by Charles Berlitz.New York: Wynwood Press, 1989

37. The 1952 Sighting Wave: Radar-Visual Sightings Establish UFOs As A Serious Mystery by Richard Hall, 2005, updated 2007; URL accessed March 14 2007

38. The UFO Book: Encyclopedia of the Extraterrestrial. Visible Ink, 1998. ISBN 1578590299 by Clark, Jerome

39. Watch the Skies!: A Chronicle of the Flying Saucer Myth. Berkley Books, by Peebles, Curtis 1994. ISBN 0425151174

40.Missing Time (1983) by Budd Hopkins:,

41. The Report on Unidentified Flying Objects by Ruppelt, Edward J

42. ."The UFO Experience by Michael Persinger,

43. Witnessed: The True Story of the Brooklyn Bridge Abduction (1996) by Budd Hopkins:

44.: A History of UFO Crashes by Kevin D. Randle

45. The Bermuda Triangle by Charels Berlitz
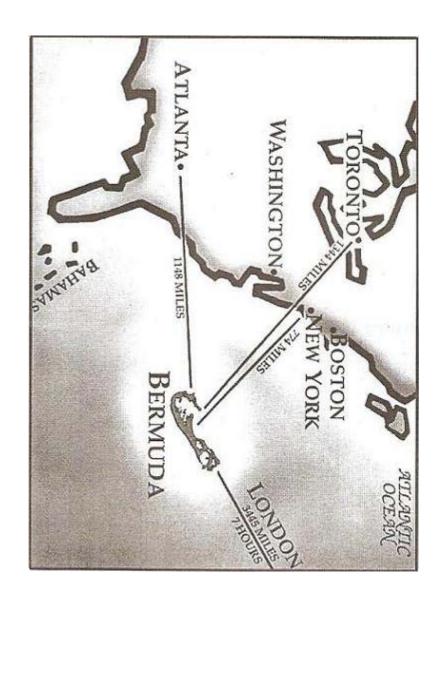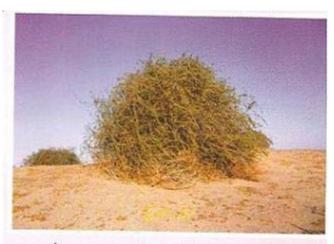
ATLANTIC OCEAN
TORONTO
1344 MILES
BOSTON
NEW YORK
774 MILES
WASHINGTON
LONDON
3445 MILES
7 HOURS
ATLANTA
1148 MILES
BERMUDA
BAHAMAS

انگلش میں اسکو باکس تھرون کہتے ہیں جبکہ اسکا علم نباتات میں اسکا نام لائسیم ہے۔

یہ بھی غرقد کی ہی قسم ہے۔
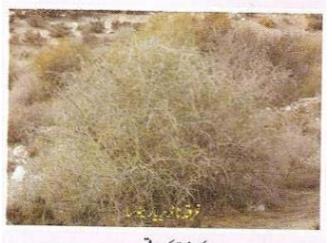
یہ دابق شہر (شام کے شہر حلب کے قریب) اور اسکے ارد گرد کے علاقہ کی سیٹلائٹ تصویر ہے جہاں اہل مغرب مسلمانوں کے مقابلے میں جمع ہونگے اور گھمسان کی جنگ ہوگی۔ اس میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح عطا فرمائیں گے۔

یہ انتہائی چمکدار چیز اڑن طشتری ہے۔ یہ چمک اسکے باہر کی جانب سے پھوٹتی ہے۔ دجال کی سواری کے بارے میں ایک ضعیف روایت میں ہے کہ وہ چمکدار گدھے پر سوار ہوگا۔

ملاحم (عالمی جنگ) میں یہ علاقہ امام مہدی کا مرکز ہوگا جہاں سے آپ
تمام محاذوں کی کمانڈ کرینگے۔ یہ سیٹیلائٹ تصویر ہے۔
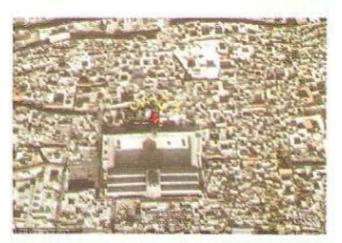
یہ جامع اموی کی سیٹیلائٹ تصویر ہے۔ جہاں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دجال سے قتال
کرنے کے لئے آسمان سے اترینگے۔

برمودا ٹکون میں غائب ہونے والے جہاز

یہ اڑن طشتریوں کی مختلف قسمیں ہیں

کیا آپ جانتے ہیں؟

کیا آپ برمودا تکون کی حقیقت سے واقف ہیں؟

کیا برمودا تکون واقعی تکون کی شکل میں ہے؟

کیا اڑن طشتریاں حقیقت ہیں یا افسانہ؟

کیا دجّال برمودا تکون میں موجود ہے؟

کیا اڑن طشتریاں دجّال کی ملکیت ہیں؟

کیا امریکا جدید ٹیکنالوجی کا ذریعہ برمودا تکون ہے؟

کیا دجّال زنجیروں سے آزاد ہو چکا ہے؟

کیا آپ نیو ورلڈ آرڈر کی حقیقت سے واقف ہیں؟

کیا دجّال کے آنے کا وقت قریب آچکا ہے؟

آپ کی رائے اور مفید مشورے کیلئے : alhijrahpublication@yahoo.com